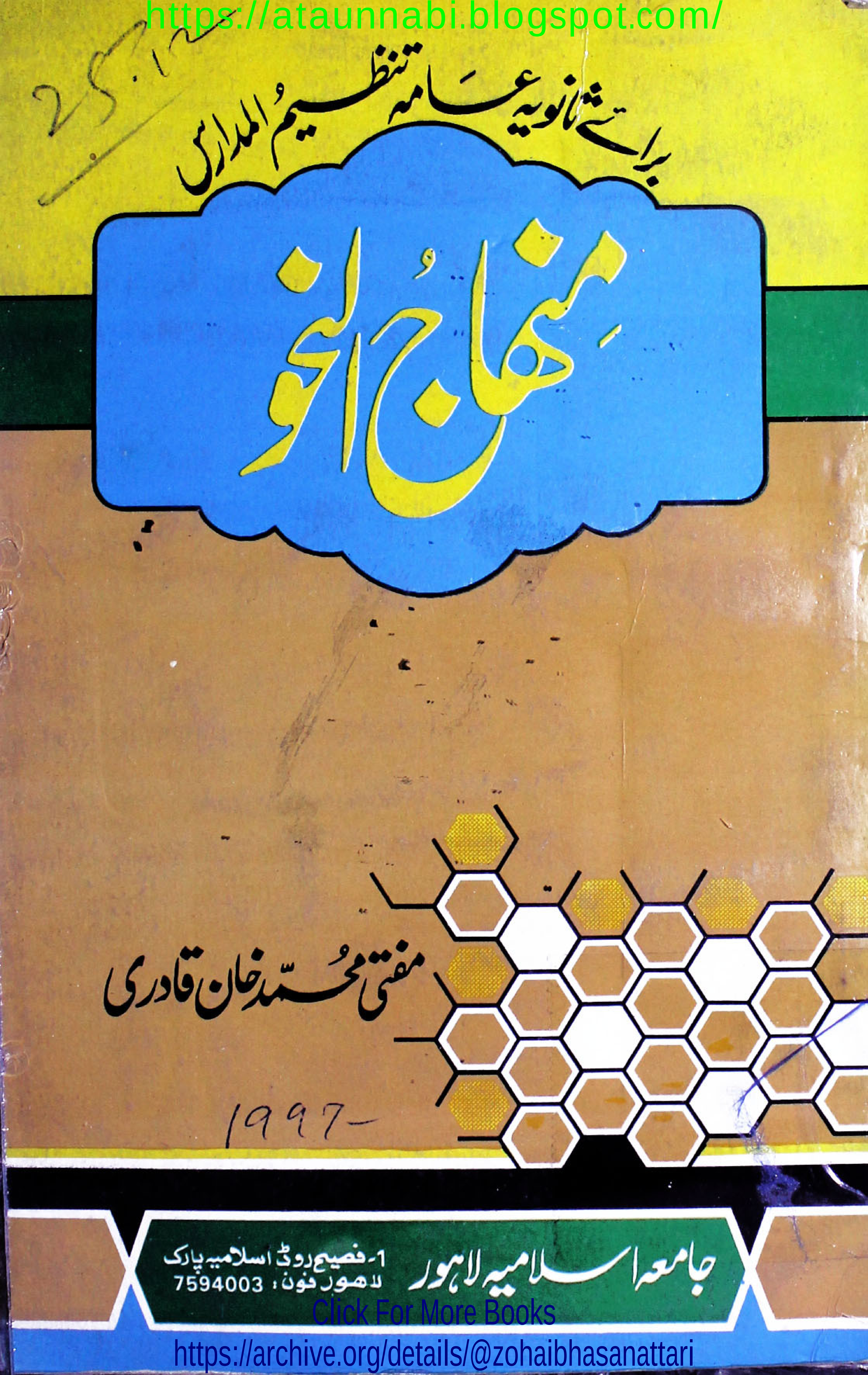


https://ataunnabi.blogspot.com/
برائے ثانویہ عامہ تنظیم المدارس
منہاج النحو
مفتی محمد خان قادری
1997
جامعہ اسلامیہ لاہور
1- فصیح روڈ اسلامیہ پارک
لاہور فون: 7594003
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari



مفتی محمد حنان قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

۱۹۹۷

نام کتاب	منہاج النحو
مصنف	مفتی محمد خاں قادری
پروف ریڈنگ	پروفیسر محمد ارشد نقشبندی، حافظ محمد اعظم
طابع	ملک محبوب الرسول قادری
ناشر	جامعہ اسلامیہ لاہور
طباعت بار اوّل	۱۴۱۱ھ (۱۹۹۰ء)
〃 بار دوم	۱۴۱۴ھ (۱۹۹۳ء)
〃 بار سوم	۱۴۱۷ھ (مئی ۱۹۹۶ء)
〃 بار چہارم	۱۴۱۸ھ (جون ۱۹۹۷ء)
تعداد	۲۲۰۰
قیمت	۴۲ روپے

اھداء

بابُ مدینۃِ العلم

مولائے کائنات

امیرالمؤمنین

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

کے حضور

جن کے فیضان سے علوم کے انوار چار دانگِ عالم چمکے ——
... نحو کے مُوجد و مؤسّس کہ جس سے قرآن وحدیث کی تفہیم نصیب ہوئی؛

ع : "شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

(یہ تحریر بتاریخ ۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء بروز پیر بوقت ظہر ۲½ بجے دن) نجف اشرف میں تاجدارِ علم کے قدموں میں بصد عجز و نیاز لکھی گئی)

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

احکامِ تکلیفیہ فرض، واجب، سُنّت، مستحب، مُباح، حرام، مکروہِ تحریمی و تنزیہی، اساءت، خلافِ اَولیٰ کے تفصیلی بیان پر مشتمل

"معارفُ الاحکام"

تصنیف

مفتی محمد خاں قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

۱۔ فصیح روڈ۔ اسلامیہ پارک، سمن آباد، لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

یہ بات عیاں و واضح ہے کہ کتاب و سنت کے صحیح فہم و ادراک کے لیے جن علوم عربیہ سے واقفیت و آگاہی ضروری ہے ان میں صرف ونحو کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان میں دسترس حاصل کئے بغیر علوم عربیہ سے آگاہی ممکن نہیں۔ اس لئے علماء نے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق ان فنون پر بڑی محنت کی اور عربی کے ساتھ ساتھ اردو، فارسی، پنجابی اور دیگر تمام مروجہ علمی زبانوں میں بہتر سے بہتر نظم کے ساتھ کتب لکھیں۔

ہمارے ہاں اکثر مدارس کے نصاب میں نحو کے لئے جو کتب شامل نصاب ہیں ان کے بارے میں دوران تدریس یہ احساس ہوا کہ ان سے طلبہ میں وہ استعداد پیدا نہیں ہو پاتی جو کہ مطلوب ہے۔ اس لئے راقم نے بعض اہم کتب نحو کے مطالعہ کے بعد طلبہ کو اس فن میں ایک نظم کے ساتھ نوٹس لکھوائے۔ الحمد للہ ان سے طلبہ کی استعداد میں قابل ذکر اضافہ ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ جو طلبہ ان کو سمجھ کر محفوظ کر لیتے ہیں انہیں نحو پہ کافی حد تک عبور حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کامیاب تجربہ

کے بعد میں نے انہیں جب کتاب کی شکل میں مرتب کیا تو اہل علم نے بڑی پذیرائی بخشی اور متعدد مدارس نے اسے شامل نصاب کیا۔

اب بحمد اللہ تنظیم المدارس پاکستان نے ۱۴۱۶ھ سے نافذ العمل نصاب برائے ثانویہ عامہ میں اسے شامل کر لیا ہے۔

اللہ تعالےٰ حضور کے وسیلہ سے اسے ہم سب کے لیے نافع بنائے۔ آمین!

بندہ صرف اور اصول فقہ پر بھی کام کر رہا ہے۔ اس کی تکمیل کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

محمد خان قادری
جامع رحمانیہ شادمان لاہور

مفتی محمد خاں قادری کی علمی و تحقیقی خدمات

محمد خلیل الرحمٰن قادری، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی دعوتِ اسلامیہ

محترم مفتی محمد خاں قادری وہ بلند پایہ محقق ہیں جنہوں تحصیلِ علم کے بعد دینی علوم کی تدریس اور رجال کار کی تیاری کے ساتھ ساتھ طویل عرصے تک اپنے آپ کو مطالعہ میں مشغول رکھا۔ اُس دور میں کثرتِ مطالعہ گویا ان کی غذا تھی لیکن لکھنے لکھانے سے انہیں سخت پرہیز تھا۔ چھوٹے موٹے مضامین اور مقالوں کے علاوہ جو انہوں نے مختلف جرائد کے لیے لکھے، انہوں نے تحقیقی و اشاعتی میدان میں کوئی قابلِ ذکر کام نہ کیا۔ کچھ کیا بھی تو وہ بوجوہ منظرِ عام پر نہ آسکا۔ آج سے پانچ چھ سال قبل انہوں نے مکمل شرح صدر کے ساتھ تصنیف و تالیف کو اپنی بھرپور زندگی کی اولین ترجیح بنالیا۔ تب سے ان کا قلم مسلسل حرکت میں ہے۔ چنانچہ اس مختصر سی مدت میں ان کی تین درجن کے قریب کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آچکی ہیں جبکہ درجنوں موضوعات پر کام ہو رہا ہے۔ پُرلطف کی بات یہ ہے کہ ان کے اس تحقیقی و اشاعتی کام میں بے حد تنوّع ہے انہوں نے کسی ایک جہت پر کام نہیں کیا بلکہ متعدد جہات کو اپنے احاطے میں لیا ہے۔ اور یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ

انہوں نے آنیوالے محققین کو تحقیق کے نئے نئے زاویے دیے ہیں ۔ ان کے کام میں جہاں تسلسل نظر آتا ہے وہاں جدت بھی نظر آتی ہے ۔ ثقاہت کے ساتھ ساتھ جاذبیت، دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ دردمندی ۔ دلسوزی اور کثرت کے ساتھ تنوع نمایاں طور پر نظر آتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کام کو نہ صرف اہل علم اور خواص میں پذیرائی حاصل ہوئی ہے بلکہ عوام میں بھی بے حد مقبولیت نصیب ہوئی ہے ۔ ان کے تحقیقی کام پر قدرے تفصیلی جائزہ پیشِ خدمت ہے ۔

تراجم

موصوف کے تحقیقی کام کی ایک نمایاں جہت مختلف کتب کے تراجم ہیں ۔ پھر تراجم کے اس کام میں بھی بہت تنوع ہے ۔

فتاویٰ رضویہ کا ترجمہ

صاحبانِ علم بخوبی جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاںؒ کا تصنیف کردہ ۱۲ جلدوں پر مشتمل "فتاویٰ رضویہ" فقہ اسلامی کا عظیم شاہکار ہے ۔ جس کی ایک ایک سطر سے علم و حکمت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں ۔ اس عظیم علمی ورثے کو اردو خواں طبقے تک پہنچانا از حد ضروری تھا ۔ بحمداللہ تعالیٰ مفتی صاحب نے اس کام کی اہمیت اور ناگزیریت کو محسوس کرتے ہوئے اب تک اس کی پانچویں سے دسویں جلد تک کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے جس کی اشاعت کا بندوبست رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے کیا ہے ۔ وہ باقی جلدوں کے ترجمے کا کام بھی بڑی تیزی سے مکمل کر رہے ہیں ۔ محترم مفتی صاحب کی اس عظیم کاوش کو دیگر علمائے کرام کے علاوہ ان کے اساتذہ محترم المقام حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی اور حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری

نے بھی بے حد سراہا ہے اور انکی بھرپور حوصلہ افزائی کی ہے ۔

اسلاف کی کتب کے تراجم

اسلام کا بہت بڑا علمی سرمایہ عربی زبان میں ہے ۔ ہمارے اسلاف امام سیوطی، امام زرقانی، علامہ خفاجی، ملا علی قاری، قاضی عیاض، شیخ عبدالغنی نابلسی، شاہ عبدالحق دہلوی، امام نبہانی، مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم کی بیش بہا تصانیف کے اردو تراجم کے ذریعے نہ صرف برصغیر پاک ہند میں بلکہ دنیا بھر میں جہاں اردو خوان طبقہ موجود ہے بدعقیدگی اور گمراہی و ضلالت کے آگے مضبوط بند باندھا جاسکتا ہے۔ محترم مفتی صاحب اس محاذ پر بھی پوری تندہی کے ساتھ سرگرم عمل نظر آتے ہیں ۔

اب تک انہوں نے حضرت شیخ احمد تلمسانی کی عظیم تصنیف " فتح المتعال فی مدح النعال " کا اردو ترجمہ کیا ہے جو پوری آب و تاب کے ساتھ " فضائل نعلین حضور صلی اللہ علیہ وسلم " کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔ حضور پاک ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلینِ پاک کے فضائل پر یہ اردو زبان کی جامع اور ضخیم ترین کتاب ہے جس کی سطر سطر میں عشاق کے لیے فرحت کا سامان موجود ہے ۔

اسی طرح حضرت امام ابن رجب حنبلی کی کتاب " الخشوع فی الصلوٰۃ " اور حضرت ملا علی قاری کی تصنیف لطیف " فصول مھمۃ فی حصول المتمۃ " کا اردو ترجمہ بھی مکمل کر چکے ہیں ۔ ان دونوں کتب کا ترجمہ اور اسی موضوع پر ان کا اپنا خوبصورت مقالہ یکجا صورت میں " نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے ! " کے نام سے شائع ہو چکا ہے ۔ اردو زبان میں اس اچھوتے موضوع پر اس قدر جامع اور دل نشین کام پہلی مرتبہ سامنے آیا ہے ۔

امام نبہانی کی خوبصورت تالیف "اتحاف المسلم" کا بھی اردو ترجمہ مکمل کر چکے ہیں جو جلد ہی "اللہ اللہ حضورؐ کی باتیں" کے نام سے منظر عام پر آرہا ہے۔

محترم مفتی صاحب نے اپنی نگرانی میں اپنے جواں سال شاگردوں اور بعض دیگر محققین کے ذریعے بھی اسلاف کی نادر کتب کے تراجم کروا کر شائع کیے ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ آگے آئے گا۔

آج کل وہ زرقانی شرح المواھب اللدنیہ اور سبل الھدی و الرشاد للشیخ الصالحی کا اردو ترجمہ کر رہے ہیں۔ علمائے کرام جانتے ہیں کہ یہ عظیم ورثہ کتب سیرت میں ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عربی زبان میں بھی سیرت پر اس قدر جامع کام ناپید ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کی اشاعت کے بعد اردو میں سیرت پر کام کے حوالے سے بہت بڑا خلا پُر ہو جائے گا۔

مسئلہ حاضر و ناظر پر امام حسین بن محمد شافعی کی کتاب "اثبات وجود النبی فی کل مکان" کا اردو ترجمہ بھی مکمل فرما چکے ہیں جو طباعت کے آخری مراحل میں ہے۔

عرب علماء کی کتب کے تراجم

اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں عقائد کے حوالے سے علمی یورشوں اور نظری جدال کا جو ماحول عرب میں پیدا ہو چکا ہے عجم اس سے بہت پیچھے ہے۔ وہاں اختلافی اور نزاعی موضوعات پر کثرت کے ساتھ کتب شائع ہو رہی ہیں۔ ادھر دیگر مسالک کے اہلِ علم دھڑا دھڑ ان عربی کتب کے تراجم (اردو) شائع کر کے اس علمی جنگ کا ایک نیا محاذ یہاں بھی کھول رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان موضوعات پر جو کتب عرب کے علمائے اہلِ سنّت نے لکھی ہیں ان کے اردو تراجم بھی شائع کیے جائیں تاکہ اس نئے

علمی محاذ پر باطل افکار اور گمراہ کن نظریات کا منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔ الحمد للہ مفتی صاحب نے اس حوالے سے بھی گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

سعودی عرب کے معروف عالم دین السید محمد بن علوی مالکی کی دو عدد کتب۔ "الذخائر المحمدیہ" کا اردو ترجمہ "ذخائر محمدیہ" اور "شفاء الفواد بزیارۃ خیر العباد" کا اردو ترجمہ "درِ رسول ﷺ کی حاضری" کے نام سے شائع کر چکے ہیں۔

ان کتب کے مصنف جب حال ہی میں پاکستان تشریف لائے تو انہوں نے کام کی بے حد قدر افزائی کی۔ ان سے ملاقات کے لیے خصوصی طور پر وقت نکالا بلکہ بھرپور مصروفیات اور مختصر قیام کے باوجود ان کے جامعہ میں بھی تشریف لائے۔

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر کی باکمال تصنیف "عظیم قدرہ ورفعۃ مکانتہ عند اللہ تعالیٰ" کا اردو ترجمہ "امتیازاتِ مصطفیٰ" کے نام سے شائع کر چکے ہیں۔

افراد کی تیاری

محترم مفتی صاحب کا نمایاں ترین وصف یہ ہے کہ وہ نہ صرف خود شبانہ روز محنت کر رہے ہیں بلکہ درجنوں افراد میں علمی و تحقیقی کام کرنے کی روح پھونک چکے ہیں۔ وہ اپنے باصلاحیت شاگردوں اور دیگر نوخیز اہل قلم کو ان کی استعداد اور ذوق کے پیش نظر کوئی کام تفویض کرتے ہیں پھر ہر مرحلہ پر اس کام کی نگرانی کرتے ہیں اور کام مکمل ہونے پر اس کی اشاعت کا بندوبست بھی فرما دیتے ہیں۔ اس طریق پر اب تک درجن کے لگ بھگ کتب کی اشاعت ہو چکی ہے جن میں بیشتر اسلاف کی نادر کتب اور عرب علماء کی جدید تصانیف کے اردو تراجم ہیں۔

علامہ محمد اکبر علی خاں نے شیخ المحدثین امام عبد الرؤف المناوی کی کتاب "اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب والفضائل" کا ترجمہ کیا ہے جسے "فضائل ومناقب سیدہ فاطمۃ الزہراء" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ وہ امام جلال الدین السیوطیؒ کی کتاب "الباھر فی حکم النبی بالباطن والظاھر" کا اردو ترجمہ بھی مکمل کرچکے ہیں۔ جس کی اشاعت "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمرانی ظاہر و باطن پر" کے نام سے ہو چکی ہے۔ مزید برآں وہ ملا علی قاریؒ کی کتاب "المورد الروی" حافظ ابن کثیر کی کتاب "مولد رسول اللہ" اور حافظ ابن حجر کی کتاب "مولد النبی" کا ترجمہ بھی مکمل کرچکے ہیں۔ یہ تراجم بھی جلد شائع ہو جائیں گے۔

حافظ محمد طاہر تحمی امام نبہانی کی کتاب "الرحمۃ المھداۃ فی فضل الصلوٰۃ" کا اردو ترجمہ مکمل کرچکے ہیں۔ جو نماز کی اہمیت وفضیلت" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اب وہ امام بیہقی کی تصنیف "شعب الایمان" کا ترجمہ تیزی کے ساتھ مکمل کر رہے ہیں۔

عرب کے معروف عالم شیخ محمود سعید ممدوح کی کتاب الاعلام باستحباب شد الرحل لزیارۃ خیر الانام کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت مولانا ممتاز احمد سدیدی کے حصہ میں آئی ہے۔ یہ ترجمہ" اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ فاضل مصنف کی ایک اور اہم کتاب "رفع المنارۃ فی تخریج احادیث التوسل والزیارۃ" کا اردو ترجمہ علامہ محمد عباس رضوی نے مکمل کر لیا ہے جو جلد شائع ہو جائے گی۔ اس کتاب میں توسل اور زیارت نبویؐ کے موضوع پر اعتراضات کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔ موصوف مترجم نے ابن حجر مکی کی کتاب "الجوھر المنظم" اور قاضی اسماعیل بن اسحٰق کی کتاب "فضل الصلاۃ علی النبی" کے تراجم بھی مکمل کر لیے ہیں۔

حافظ محمد اشفاق جلالی امام مجدالدین فیروز آبادی کی تصنیف "الصلوۃ والبشر فی الصلوٰۃ علی خیر البشر" کا اردو ترجمہ مکمل کر رہے ہیں۔

پروفیسر سید ذاکر حسین شاہ نے مولانا عبدالحئی لکھنوی کی تصنیف "سباحۃ الفکر" کا اردو ترجمہ مکمل کیا ہے جسے "کیا بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے!" کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ امام سیوطی نے اسی موضوع پر ایک کتاب "نتیجۃ الفکر" تحریر کی ہے۔ مولانا فضل حنان سعیدی استاذ جامعہ اسلامیہ لاہور نے اس کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔

ڈاکٹر مبارز ملک صاحب نے ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی کی کتاب "علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ" کا اردو ترجمہ کیا ہے جو "اولاد کو سکھاؤ محبت حضور کی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ مترجم نے مصنف کی دوسری کتاب "علموا اولادکم محبۃ ال بیت النبی" کا ترجمہ بھی مکمل کر لیا ہے۔ جو عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ مصنف موصوف کی ایک اور کتاب "بابی انت و امی یا رسول اللہ" کا ترجمہ مولانا ساجد حسین الهاشمی نے کیا تھا جو "کروں تیرے نام پہ جاں فدا" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

بحمداللہ مترجمین اور محققین کی تیاری کا یہ سلسلہ بھی فروغ پذیر ہے۔

شروحات

تراجم کے ساتھ ساتھ محترم مفتی صاحب نے شروحات کا کام بھی شروع کر رکھا ہے۔ انہوں نے امام اہلِ محبت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ کے شہرۂ آفاق سلام "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی شرح مکمل کی ہے جو ۵۶۵ صفحات پر مشتمل دیدہ زیب کتاب کی صورت میں "شرحِ سلامِ رضا" کے نام سے شائع

ہو چکی ہے۔

حق بات تو یہ ہے کہ جس طرح یہ سلام منفرد و یگانہ ہے اسی طرح اس کی شرح بھی ممتاز اور منفرد ہے۔ یہ سلام بھی سدا بہار ہے اور اس کی شرح بھی سدا بہار۔ جس طرح اس سلام کو عوام و خواص میں مقبولیت نصیب ہوئی اسی طرح اس کی شرح کو بھی عوام و خواص میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ متعدد اہلِ علم نے یہ برملا اعتراف کیا ہے کہ محترم مفتی صاحب نے شرح کا حق ادا کر دیا ہے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی مدظلہ العالی فرماتے ہیں: "اور صحیح یہ ہے کہ انہوں نے شرح لکھنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ بلاشبہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غلاموں اور عقیدت کیشوں کی طرف سے شکریے اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔"

ماہرِ رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نے ان کو یوں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

"اس شرح سے ایک طرف امام احمد رضا کے وسعتِ علم و فضل کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف حضرتِ شارح کی وسعتِ قلم و دانش کا۔ وہ ایک ممتاز عالمِ دین بے مثال معلّم اور ممتاز مصنّف ہیں۔ دین و مسلک کے لیے انہوں نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ امام احمد رضا نے سمندر کو کوزے میں سمویا اور حضرت شارح نے اس سمندر کو کوزے سے نکالا۔"

اعلیٰ حضرت کے کلام کے ماہر جناب شمس بریلوی نے نہ صرف حسب ذیل الفاظ میں ان کی اس کاوش کو سراہا ہے بلکہ اس شرح پر منظوم خراجِ تحسین بھی پیش کیا ہے۔ جو نئے ایڈیشن میں شاملِ اشاعت کر لیا گیا ہے۔

اب محترم مفتی صاحب "قصیدۂ نور" اور "قصیدہ معراجیہ" کی شرح لکھنے میں مصروف ہیں۔ یہ شروحات بھی یقیناً اپنی مثال آپ ہوں گی۔

قرآنیات

قرآن حکیم کے اردو ترجمہ اور تفسیر پر بحمداللہ کسی نہ کسی درجے میں کام ہوا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن حکیم کے آفاقی پیغام کی مؤثر تفہیم اور ابلاغ کے لیے خدمتِ قرآن کی نئی نئی جہات پر کام کیا جائے تاکہ امتِ مسلمہ قرآن حکیم کی عملی تعلیمات کی طرف پلٹ آئے اور کتاب اللہ سے اس کا تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے محترم مفتی صاحب نے خدمتِ قرآن کے حوالے سے ایک نئی اور منفرد جہت پر کام شروع کر رکھا ہے۔ وہ ان قرآنی اصطلاحات کے شرعی لغوی اور عرفی مفاہیم کا سادہ، عام فہم تقابل کر رہے ہیں جو اہلِ عرب میں عربی زبان اور ہمارے ہاں اردو زبان میں بھی مستعمل نہیں لیکن ان کے لغوی و عرفی اور اصطلاحی مفاہیم میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔ جس کی بنیاد پر جب ہم کتاب و سنّت میں ان الفاظ کو پڑھتے ہیں تو ان کی حقیقی روح کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور اکثر لغوی و عرفی حوالے سے انہیں محدود تناظر میں لیتے ہیں۔ محترم مفتی صاحب کی اس کوشش سے ان قرآنی اصطلاحات کے شرعی اور اصطلاحی مفاہیم اجاگر اور ذہنوں میں جاگزیں ہوئے ہیں۔ اور قرآن فہمی کی نئی نئی راہیں کھلی ہیں۔ ان کی یہ علمی کاوش ماہنامہ "سوئے حجاز" میں سلسلہ وار ہر ماہ مستقلاً شائع ہو رہی ہے اور خواص و عوام سے خوب خراجِ تحسین وصول کر رہی ہے۔

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت پر پڑھنا لکھنا بھی محترم مفتی صاحب کا محبوب مشغلہ ہے لیکن سیرت پر کام کے حوالے سے بھی وہ نت نئی جہتوں کے متلاشی رہتے ہیں تاکہ ایک طرف تو تکرار سے بچا

جاسکے اور دوسری طرف جام نو میں شراب کہن پیش کر کے اس جدید معاشرے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا اسیر بنایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے جسم و اعضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے روح پرور تذکار پر مشتمل "شاہکار ربوبیت" کے نام سے ایمان افروز کتاب شائع کی ہے جس کی ضخامت تقریباً ۵۰۰ صفحات ہے۔ اس موضوع پر اوّلاً اردو میں بہت کم کام ہوا ہے پھر اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور جسم اقدس کی ساخت پر توجہ کم رہی ہے جبکہ جسم اطہر اور اعضاء مبارکہ کے معجزاتی اور برکاتی پہلو کا تذکرہ غالب رہا ہے۔ اس کتاب میں دونوں پہلوؤں کا خوبصورتی سے احاطہ کیا گیا ہے۔ پھر اس کا تمام تر مواد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے حوالے سے ترتیب دیا گیا ہے۔ جنہوں نے حسن و جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ کتاب کا اسلوب اس قدر دل نشیں ہے کہ قاری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال نور کی رعنائیوں میں گم ہوتا چلا جاتا ہے۔ سیرت النبی کے حوالے سے محترم مفتی صاحب "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر حج" اور "حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کیسے گزارتے تھے؟" جیسے علمی موضوعات پر بھی کام کر رہے ہیں جو جلد منظر عام پر آ جائے گا۔

مزاح نبوی، گریۂ نبوی، تبسم نبوی، مجلس نبوی اور جسم نبوی کی خوشبو پر بھی علیحدہ علیحدہ کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ جو طباعت کے مراحل میں ہے۔

محترم مفتی صاحب نے سیرت پر از سر نو تفصیلی اور منظم کام کرنے کی بجائے عربی زبان میں سیرت کی اہم ترین کتاب "المواھب کی شرح للزرقانی" کا اردو ترجمہ کرنے کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک بے مثل کام ہے اور تمام سیرت نگاروں کے لیے اسے ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ اردو میں سیرت پر لکھنے پڑھنے والوں کے لیے یہ گرانقدر تحفہ ہوگا۔ جس سے اردو خواں طبقہ تا ابد استفادہ کرتا رہے گا۔

سیرتِ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین

عقائد و اعمال کو سنوارنے کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی پاکیزہ زندگیاں ہمارے لیے قدم قدم پر مشعلِ راہ ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان کے نقوشِ سیرت زیادہ سے زیادہ اجاگر کیے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ محترم مفتی صاحب نے سیرتِ صحابہ پر لکھنا اپنا معمول بنا رکھا ہے۔ صحابہؓ کرام کی سیرت کو اجاگر کرنے سے درست اور خالص عقائد خود بخود نکھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ جن مبارک اعمال کو آج مخصوص فکر کے حامل لوگ بدعت قرار دینے سے نہیں چوکتے۔ جب ان کے جواز میں صحابہ کے عمل سے سند میسّر آجاتی ہے تو ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ اس ضمن میں درج ذیل موضوعات پر کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ جو بتدریج منظرِ عام پر آتا چلا جائے گا۔ یہ سارے کا سارا کام محققانہ شان کا حامل ہے۔

صحابہ کرامؓ کی وصیتیں، صحابہؓ کے معمولات، صحابہؓ اور محافلِ نعت، صحابہؓ اور تصورِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، مشتاقانِ جمالِ نبوی کی کیفیاتِ جذب و مستی، مسلک صدیقِ اکبر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

درسیات

درسِ نظامی میں پڑھائے جانے والے علوم و فنون پر بھی محترم مفتی صاحب نے گرانقدر کام کیا ہے۔ نحو کے اوپر ان کا کام "منہاج النحو" کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسے تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔ کتاب میں جتنی بھی مثالیں دی گئی ہیں وہ قرآن حکیم کی آیاتِ مبارکہ ہیں تاکہ طلباء کا شروع ہی سے قرآن حکیم کے ساتھ تعلق قائم ہوسکے۔

پھر آیات کا انتخاب بھی خوب ہے۔ صحیح عقائد اور اعمالِ صالحہ کی توضیح پر مبنی آیات منتخب کی گئی ہیں۔ منطق پر "منہاج المنطق" کے عنوان سے کتاب شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب بھی جدید نظم کے ساتھ ترتیب دی گئی ہے اور مشکلات سے بچتے ہوئے اس فن کو سادہ اور آسان فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ صرف پر ان کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے جو جلد ہی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آجائے گا۔
اصولِ فقہ پر ان کا کام "معارف الاحکام" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس دقیع کاوش کا اندازہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے پرو وائس چانسلر ڈاکٹر محمود احمد غازی کے درج ذیل پر مغز تبصرے سے بخوبی کیا جاسکتا ہے

"ماشاء اللہ اردو میں ایک بڑا خلاء پُر ہو گیا ہے۔ اردو میں حکم شرعی کے موضوع پر علمی اور فنی مباحث پر اچھی تحریریں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اللہ کرے اس کی جلد دوم بھی آجائے۔ میں ایک عرصے سے محسوس کرتا ہوں کہ اردو میں وکلاء اور قانون دان حضرات کے لیے ان کے علمی اور فکری پس منظر کا لحاظ کرتے ہوئے اصولِ فقہ کے بعض اہم مباحث، دلالات، قیاس، اجتہاد وغیرہ پہ کتابوں کی بڑی کمی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کمی کو پورا کرنے میں آپ کے علم اور قلم سیال سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اللہ کرے میرا یہ ناچیز اندازہ درست ہو۔"

عصری مسائل

محترم مفتی صاحب کے تحقیقی کام کی ایک جہت یہ بھی ہے کہ آپ عصری مسائل پر بھی لکھ رہے ہیں۔ "عورت کی امامت کا مسئلہ" اور "عورت کی

کتابت کا مسئلہ" کے عنوان سے ان کی تحقیق منظرِ عام پر آچکی ہے۔ "اسلام میں چھٹی کا تصور" پر بھی انہوں نے ایک مبسوط مقالہ تحریر فرمایا ہے جو ملک کے بڑے بڑے اخبارات اور کئی اہم جرائد میں شائع ہو چکا ہے۔

دوسرے مسالک کے معاصر علماء آج کل محافلِ میلاد کے انعقاد پر نت نئے اعتراضات وارد کرتے ہیں۔ محترم مفتی صاحب نے ان تمام اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے معترضین کو ایسا مسکت جواب دیا ہے کہ خواص و عوام عش عش کر اٹھے ہیں۔ ان کا یہ گرانقدر کام "محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

اس مبارک کتاب کی قبولیت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے مخدوم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری' ابو منظر علی اصغر چشتی کی کتاب "شمیم رسالت" کے مقدمہ میں مصنف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ بمطابق ۲۲ اگست ۱۹۹۴ء بروز پیر ساڑھے گیارہ بجے شب فقیر مدرسہ میں ہی لیٹ گیا۔ ساڑھے بارہ بجے اندر والے کمرہ کے دروازہ پر دستک ہوئی۔ فقیر بیدار ہوا۔ آواز آئی غسل کر لو! فقیر پر نیند مسلط تھی۔ دستک ہونے سے بھی خوف زدہ تھا کیونکہ مسجد ہر طرف سے بند تھی۔ آواز پیار اور خوف پیدا ہوا۔ طوعاً و کرہاً اٹھا۔ غسل خانہ میں جا کر دانت صاف کئے اور غسل کیا۔ کمرہ میں آ کر ایک ہی چادر میں ملبوس دو نفل ادا کئے۔ بعد ازاں کچھ دیر ذکر اذکار میں مشغول رہا اور پھر لیٹ گیا۔

اسی نیند میں اللہ تعالیٰ کا اس گنہگار سیاہ کار پر کرم ہوا۔ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ورود مسعود ہوا۔ فقیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب پانچ چھ نفوسِ قدسیہ تھے اور فقیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب

اکیلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں کتاب "محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ" اور بائیں دستِ پاک میں "ھادیٔ عالم کا وردِ مسعود (صلی اللہ علیہ وسلم)"

(تقریظ شمیم رسالت)

ایصال ثواب کے حوالے سے بھی دیگر مسالک کے معاصر علماء کی طرف سے خوب زہر اگلا جا رہا ہے۔ محترم مفتی صاحب نے اس موضوع پر کام مکمل کر لیا ہے جو جلد "ایصال ثواب کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے۔

گذشتہ دنوں روزہ کی فرضیت کے حوالے سے ایک گمراہ کن اور قابل اعتراض تحریر روزنامہ جنگ میں شائع ہوئی۔ جس کے جواب میں انہوں نے ایک زبردست تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا جو روزنامہ جنگ ہی میں دو اقساط میں شائع ہوا۔ افادۂ عام کے لیے اسے الگ کتابچے کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

"حلالہ" کے موضوع پر بھی ان کی وقیع تحریر کئی اخبارات اور جرائد کی زینت بن چکی ہے۔ "پرائز بانڈز" کے جواز پر بھی ان کی تحقیق منظرِ عام پر آ چکی ہے۔

ایک نصابی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ پڑھ کر کہ آپ نے اجرت پر بکریاں چرائیں محترم مفتی صاحب نے ایک ایمان افروز تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا ہے جو کئی اخبارات و جرائد میں شائع ہو چکا ہے۔

مزید برآں آپ مختلف النوع مسائل پر سینکڑوں مضامین جاری فرما چکے ہیں۔ جو علم و حکمت کے متلاشیوں کے لیے بے بہا خزانہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مناسب وقت پر انہیں بھی منظرِ عام پر لایا جائے گا۔

خواب کے بارے میں بعض حضرات کے پیدا کردہ اشکالات، کے جواب میں انہوں نے "خواب کی شرعی حیثیت" کے عنوان سے اپنا تحقیقی کام مکمل کر لیا ہے۔ جو جلد شائع کیا جائے گا۔

84546

مستشرقین کی ھرزہ سرائیوں کا جواب

مستشرقین کی طرف سے اسلام پر ہونے والی علمی وفکری یلغار سے بھلا کون ذی شعور بے خبر ہو سکتا ہے۔ وہ اسلامی عقائد اور تعلیمات کو غیر مؤثر اور بے وقعت بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ غلط تعبیرات، تاویلات، حقائق کو توڑ مروڑ کر ہر نوع علمی خیانت کا ارتکاب بڑی بے دردی سے کرتے ہیں۔ ان کا یہ کام چونکہ انگریزی زبان میں ہے اس لیے وہ بنیادی طور پر انگریزی خواں طبقے کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ ان کا اگلا ہوا زہر اہلِ عرب اور پاکستان کے اردو خواں طبقات تک بھی پہنچ چکا ہے۔ عرب علماء نے عربی زبان میں کتب شائع کر کے نہ صرف ان کی جسارتوں کا دندان شکن جواب دیا ہے بلکہ انہوں نے اپنے عوام کو بھی مستشرقین کے گمراہ کن خیالات کی ہلاکت خیزیوں سے بچالیا ہے لیکن اردو خوان طبقے کے لیے یہ اہم کام ہونا ابھی باقی ہے۔

محترم مفتی صاحب نے اس معاملہ کی اہمیت اور نزاکت کو بھانپتے ہوئے مطلوبہ کام شروع کر دیا ہے۔

اب تک انہوں نے دو بڑے اعتراضات کا جواب لکھ کر کیا ہے۔ یہ اہم تحقیقی کام "اسلام اور تعدد ازواج" اور "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟" کے عنوان سے طباعت کے مراحل میں ہے۔

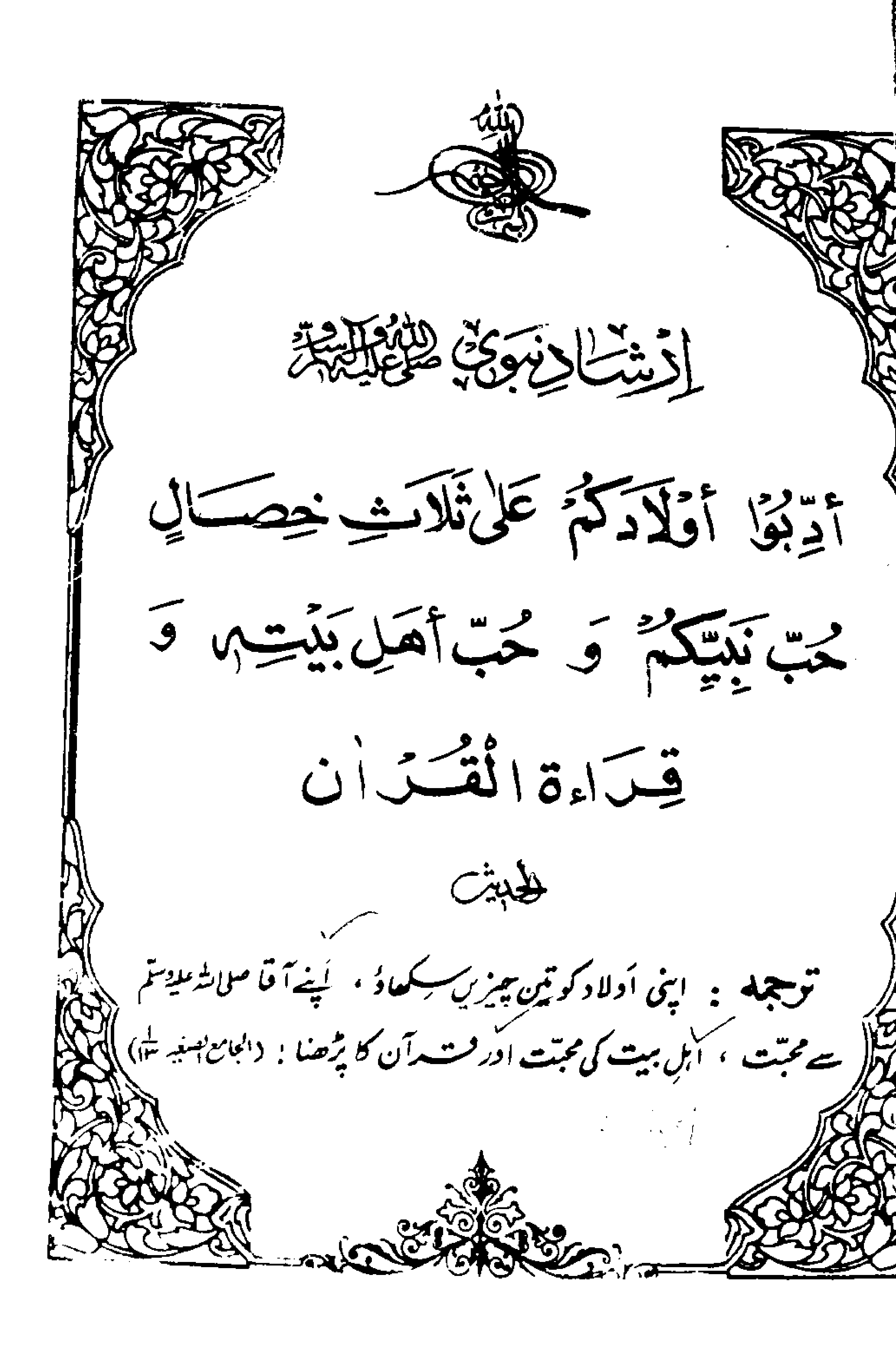
اُن کے قلم گوہر بار نے اب تک جو کچھ لکھا ہے، ہم نے ٹوٹے پھوٹے انداز میں اس کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے تحقیقی کام کی جہات کو واضح کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ ان کے آئندہ تحقیقی ترجیحات کا اندازہ بھی کیا جائے اور ان کے ہونے والے دور کی ایک دھندلی سی تصویر بھی سامنے آجائے۔

انہوں نے اب تک جو کام کیا ہے وہ کئی اعتبارات سے نہایت منفرد اور جداگانہ شان کا حامل ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ کثرتِ مطالعہ اور تجربات کی بھٹی میں سے گزرنے کے سبب ان کا آئندہ کام موجودہ کام سے بھی زیادہ ثقہ، معتبر، متنوع اور اہم ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت انہیں عمرِ خضر عطا فرمائے اور وہ آئندہ بھی محنت اور لگن کے ساتھ تحقیقی اور اشاعتی محاذ پر ڈٹ کر کام کرتے رہیں۔ ان کا یہ کام بلاشبہ اہلِ سنّت کے لیے ایسا سرمایہ ہے جس سے صدیوں استفادہ کیا جاتا رہے گا۔

؎ مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں



ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ

حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَ حُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ

قِرَاءَةِ الْقُرْآن

الحدیث

ترجمہ : اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ ، اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ، اہلِ بیت کی محبت اور قرآن کا پڑھنا ! (الجامع الصغیر ۱/۱۴)

سبق نمبر ۱

نحو کی تعریف :

نحو وہ علم ہے جس کے ذریعے اسم، فعل اور حرف کے آخر کی حالت اور انہیں ملا کر جملہ بنانے کا طریقہ معلوم ہو۔

موضوع : کلمہ اور کلام۔ نحو میں کلمہ سے بحث اس کے آخر میں تبدیلی کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

غرض : عربی بولنے، لکھنے اور پڑھنے میں غلطی سے بچنا ہے۔

نحو کے واضع :-

علم نحو کے واضع اور مؤسس اول حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور اُس کے ——— پہلے جامع، مشہور تابعی امام حسن اور امام حسین کے استاذ حضرت ابوالاسود دؤلی (متوفی ۶۵ھ) ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے حضرت علی کو کسی سوچ میں گم پایا۔ اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو غلط گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے میں چاہتا ہوں۔ عربی کے قواعد پر کوئی کتاب لکھی جائے۔ میں تین دن کے بعد حاضر ہوا تو آپ نے مجھے ایک صحیفہ عطا فرمایا جس میں اسم، فعل اور حرف کی تعریفات تھیں۔ پھر فرمایا تم تلاش و جستجو سے اس میں اضافہ کرو۔ میں نے اس میں باب عطف، نعت، تعجب اور حروف مشبہ بالفعل کا اضافہ کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ میں نے حروف مشبہ بالفعل میں لکن کو شامل نہیں کیا تھا۔ آپ نے دیکھتے ہوئے فرمایا کہ تو نے لکن کا ذکر کیوں نہیں کیا؟

ہیں نے آپ کے حکم پر لکھت کا اضافہ کردیا آئندہ ہیں جو لکھتا اسے اصلاح کے لیے حضرت علیؓ کی خدمتِ اقدس میں پیش کردیا کرتا۔

وجہ تسمیہ : جب حضرت ابوالاسود نے کافی حصہ تحریر کرلیا تو سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا۔

مَا اَحْسَنَ هٰذَا النَّحْوَ قَدْ نَحَوْتَ ۔ (اے ابوالاسود تو نے بڑے ہی احسن مقصود کا قصد کیا ہے۔)

آپ کے اسی جملہ کی بنا پر اس فن کا نام نحو قرار پایا۔

لفظ نحو کے معانی

لفظِ نحو متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱ : قصد ۲ : جہت ۳ : مثل

۴ : نوع ۵ : مقدار ۶ : طریق ۷ : جانب

اس فن کو پہلے معنیٰ کے اعتبار سے نحو کہا جاتا ہے۔ یہاں قصد بمعنیٰ مقصود ہے۔ جیسے۔ خلق بمعنیٰ مخلوق۔

اصطلاحات

عربی زبان کے حروف ہجاء ۲۹ ہیں

ا، ب، ت، ث، ج، ح، خ، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م، ن، و، ھ، ء، ی

عربی زبان میں، پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ، ژ، گ استعمال نہیں ہوتے۔

ان میں سے و، الف، ی کو حروفِ علت کہتے ہیں۔

الف اور ہمزہ میں فرق

۱: الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے مثلاً قالَ ، باعَ۔ ہمزہ پر حرکت آسکتی ہے جیسے اَللّٰہُ - اَمَرَ

۲: ہمزہ جھٹکے سے پڑھا جاتا ہے اور الف بغیر جھٹکے سے پڑھا جاتا ہے مثلاً أَ أُ أَنْذَرْتَہُمْ ، کتابٌ

۳: الف کسی لفظ کے مادہ میں نہیں آسکتا لیکن ہمزہ آسکتا ہے۔

نوٹ: اگر کسی لفظ میں الف نظر آئے تو سمجھ لیجئے کہ یہ و یا ی سے بدل کر آیا ہے مثلاً باعَ میں الف یؔ سے بدل کر آیا ہے کیونکہ باعَ اصل میں بَیَعَ تھا۔ قام میں الف وؔ سے بدلا ہوا ہے کیونکہ اصل میں قَوَمَ تھا۔

حرکات کے نام:

زیر، زبر، پیش کو حرکت کہتے ہیں۔ حرکات ثلاثہ: زیر، زبر، پیش ہیں۔ اور ان میں ہر ایک کے تین تین نام ہیں۔

۱:- پیش کے نام: ضمہ، رفع، ضم

۲:- زبر کے نام: فتحہ، نصب، فتح

۳:- زیر کے نام: کسرہ، جر، کسر

متحرک: وہ حرف جس پر حرکت ہو۔

ساکن: وہ حرف جس پر سکون ہو۔

سکون: حرکت کے نہ ہونے کو سکون کہتے ہیں۔

جزم: سکون کی علامت جزم کہلاتی ہے۔

مضموم: وہ حرف جس پر ضمہ آئے

مفتوح : وہ حرف جس پر فتحہ ہو

مکسور : وہ حرف جس پر کسرہ ہو

مرفوع : وہ حرف جس پر رفع آئے

منصوب : وہ حرف جس پر نصب ہو

مجرور : وہ حرف جس پر جر آئے

مشدّد : وہ حرف جس پر شد ہو مشدّد حرف لکھنے میں ایک ہوتا ہے لیکن پڑھنے میں دو مرتبہ آتا ہے۔

تنوین : وہ نون ساکن ہوتا ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہو کر پڑھا جائے جیسے مَسْجِدُنْ ، مَسْجِدَنْ ، مَسْجِدِنْ لیکن اس نون کو دو پیش، دو زبر، دو زیر، کی صورت میں لکھ دیا جاتا ہے اور ان میں سے دوسری حرکت تنوین کی نشاندہی کرتی ہے۔

میزان : فَ : عَ : لَ کو میزان کہتے ہیں۔

میزان کہنے کی وجہ : میزان کا معنی ترازو ہے اس کو میزان اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعے کلمات کا مادہ پہچانا جاتا ہے۔

مادہ پہچاننے کا طریقہ : جس کلمے کا مادہ پہچاننا ہو۔ فَ، عَ، لَ کو اس کلمہ کی صورت دے دو۔ مثلاً - عالِم، فاعل، محمود، مفعول تعلیم، تفعیل۔

کلمات میں جو حروف فَ، عَ، لَ کے مقابلہ میں آئیں ایسے حروف اس کلمہ کا مادہ کہلاتے ہیں۔

حروفِ اصلیہ : وہ حروف جو وزن کرتے وقت فَ، عَ، لَ کے مقابلہ میں آئیں۔

حروفِ زائدہ : وہ حروف جو وزن کرتے وقت فؔ، عؔ، لؔ کے مقابلہ میں نہ آئیں۔

فا کلمہ : وہ کلمہ جو وزن کرتے وقت فؔ کے مقابلہ میں آئے۔

عین کلمہ : وہ کلمہ جو وزن کرتے وقت عؔ کے مقابلہ میں آئے

لام کلمہ : وہ کلمہ جو وزن کرتے وقت لؔ کے مقابلہ میں آئے

ما قبل : وہ کلمہ جو پڑھنے میں پہلے آئے۔ ما بعد : وہ کلمہ جو پڑھنے میں بعد میں آئے۔

سبق نمبر ۲

لفظ کی تعریف و تقسیم

تعریفِ لفظ : انسان کے منہ سے جو بول نکلتا ہے اسے لفظ کہا جاتا ہے۔

لفظ کی اقسام : لفظ کی دو قسمیں ہیں

۱ : لفظِ موضوع ۲ : لفظِ مہمل

۱ : لفظِ موضوع : با معنی لفظ کو لفظِ موضوع کہتے ہیں۔ جیسے اللہ۔ محمّد۔ رسول

۲ : لفظِ مہمل : بے معنی لفظ کو مہمل کہتے ہیں جیسے جبق۔ دیز سا موج۔

نوٹ :۔ لفظ موضوع کو لفظِ مستعمل بھی کہا جاتا ہے۔

لفظِ موضوع کی تقسیم : لفظِ موضوع کی دو قسمیں ہیں۔

۱ : مفرد ۲ : مرکب

لفظِ مُفرد : مُفرد وہ لفظ ہوتا ہے جو اکیلا ہو اور اکیلے معنی پر دلالت کرے مثلاً قرآن۔

ف : اسے کلمہ بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی اقسام : کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔

۱ : اسم ۲ : فعل ۳ : حرف

۱ : اسم : اسم وہ کلمہ ہوتا ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور اس میں تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ مسجد، مدرسہ، مکتب

۲ : فعل : وہ کلمہ ہوتا ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور اس میں تین زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ بھی پایا جائے۔ جیسے ضرب، یضرب، اضرب

۳ : حرف : وہ کلمہ ہوتا ہے جو مستقل معنی پر دلالت ہی نہ کرے جیسے من، الی، فی

نوٹ : ان اقسام کو سہ اقسام اور کلمات ثلاثہ کہا جاتا ہے۔

مستقل : جو معنی دینے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج نہ ہو۔

غیر مستقل : جو معنی دینے میں کسی دوسرے کلمے کا محتاج ہو۔

نوٹ : اسم اور فعل دونوں مستقل ہیں اور حرف غیر مستقل ہے۔

سبق نمبر ۴

اسم اقسام کی علامات

اسم کی عَلامات : اسم کی گیارہ علامات ہیں

۱: **دخول الف لام**[1] یعنی ہر وہ کلمہ جس پر الف لام داخل ہو جیسے الحمد ۔ الکتاب

۲: **دخول حرف جار**[2] یعنی وہ کلمہ جس سے پہلے حرف جر ہو جیسے بالقلم بزید ، ۔ باللّٰہ

۳: **تنوین :** یعنی وہ کلمہ جس کے آخر میں تنوین ہو جیسے صراطٍ

۴: **نسبت :** وہ کلمہ جس کے آخر میں یائے نسبت ہو جیسے مَدَنِیٌّ

---

[1] الف لام کو حرفِ تعریف اور جس اسم پر داخل ہو اسے معرف باللام کہا جاتا ہے

[2] حروفِ جارہ کی تعداد سترہ ہے تمام کے تمام اس شعر میں جمع ہیں ۔

با و تا و کاف و لام واو منذ و مذ خلا

رُبَّ حاشا من عدا فی عن علی حتی الی

عمل : یہ حروف اسم پر داخل ہو کر اسے جر دیتے ہیں جیسے بسم اللّٰہ ۔ ذھب اللّٰہ بنورھم

۵ : تصغیر[1] : وہ کلمہ جو کسی کی تصغیر بنا ہوا ہو جیسے رُجَیْلٌ عُبَیْدٌ

۶ : تاءِ تانیث (تائے تانیث متحرکہ) وہ کلمہ جس کے آخر میں تائے تانیث متحرک ہو جیسے مومنۃٌ ۔ مسلمۃٌ

۷ : تثنیہ : ہر وہ کلمہ جو تثنیہ ہو جیسے رجلان (وہ کلمہ جو دو پہ دلالت کرے)

۸ : جمع : ہر وہ کلمہ جو جمع ہو رجالٌ (وہ کلمہ جو دو سے زائد پہ دلالت کرے)

۹ : مضاف : ہر وہ کلمہ جو مضاف ہو غلام ن بلٍ میں غلام اور رسول اللہ میں رسول مضاف ہے ۔

۱۰ : موصوف : ہر وہ کلمہ جو موصوف ہو عبدٌ مؤمنٌ میں عبدٌ موصوف ہے ۔

۱۱ : مسند الیہ : ہر وہ کلمہ جس کی طرف فعل کی نسبت کی جائے جیسے صدق اللہ میں اللہ

فعل کی علامات : فعل کی آٹھ علامات ہیں

۱ : دخولِ قد : ہر وہ کلمہ جس سے پہلے قد ہو جیسے قد سمع اللہ قَدْ نَرٰی تقلّبَ وجہکَ فی السماء (تحقیق ہم آپ کے

---

[1] تصغیر بنانے کا طریقہ : جس اسم کی تصغیر بنانی ہو اس کے پہلے حرف کو ضمہ دوسرے کو فتحہ دے کر تیسری جگہ علامت تصغیر (ی) لاتے ہیں مثلاً رجلٌ سے رجیل (چھوٹا آدمی) عبد سے عبید اور حسن سے حسین

چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں)

۲: دخولِ سین: ہر وہ کلمہ جس سے پہلے سین ہو۔ جیسے سَیَقُوْلُ السُّفَهَاءُ (عنقریب بے وقوف کہیں گے)

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى (ہم آپ کو ایسا پڑھائیں گے کہ آپ کبھی نہیں بھولیں گے)

۳. دخولِ سوف: ہر وہ کلمہ جس سے پہلے سوف ہو۔ جیسے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (عنقریب تمہارا رب آپکو اتنا عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے)

۴، دخولِ جوازم: ہر وہ کلمہ جس سے پہلے حرفِ جازم (جزم دینے والا) داخل ہو۔ جیسے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ (نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا)

۵: ضمیرِ فاعل: ہر وہ کلمہ جس کے ساتھ ضمیرِ فاعل متصل ہو جیسے: سَمِعْتُ

۶۔ "تاءِ تانیث ساکنہ"۔ ہر وہ کلمہ جس کے ساتھ تاءِ تانیث ساکنہ متصل ہو ضَرَبَتْ۔

۷۔ "امر" ہر وہ کلمہ جو امر ہو۔ اُسْجُدْ۔ اِرْكَعْ

۸۔ "نہی" ہر وہ کلمہ جو نہی ہو۔ لَا تَضْرِبْ

حرف کی علامت: اس کی ایک علامت ہے۔

لہ: حروفِ جوازم کی تعداد:-

حروفِ جوازم تعداد میں پانچ ہیں۔ لَمْ۔ لَمَّا۔ لامِ امر۔ لائے نہی۔ اِنْ شرطیہ:

عمل: یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کے آخر میں جزم دیتے ہیں۔ جیسے لم یلد، لَمْ يَنْصُرْ لَمَّا يَضْرِبْ

ہر وہ کلمہ جسمیں اسم و فعل کی کوئی علامت نہ ہو۔ مِنْ ۔ اِلٰی

سبق نمبر ۴

مرکبؔ : مرکب وہ لفظ ہوتا ہے جو دو یا دو سے زائد کلموں سے حاصل ہو۔ اللہ موجودٌ

نوٹ : کم از کم اسمیں دو کلمے ہوں گے زائد کی کوئی حد نہیں۔

مرکبؔ کی اقسام

مرکب کی دو قسمیں ہیں

۱ : مرکب مفید ۲ : مرکب غیر مُفید

مرکب مُفیدؔ : وہ مرکب ہوتا ہے جس کا قائل خاموش ہو تو سامع کو کوئی خبر یا طلب حاصل ہو۔

خبر کی مثال : انّ اللہ علیٰ کل شیٍٔ قدیر

طلب کی مثال : اقیموا الصلوٰۃ

اسے مرکب تام۔ مرکب اسنادی۔ جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

مشہور نام "جملہ" ہے۔

جملہ کی تقسیماتؔ

جملہ کی دو تقسیمیں ہیں

۱ : جُملہ خبریہ ، جُملہ انشائیہ

۲ : جُملہ اسمیہ ، جُملہ فعلیہ

۱: جُملہ خبریّہ: وہ جملہ ہوتا ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے جیسے زیدٌ قائمٌ

۲: جُملہ اِنشائیہ: وہ جُملہ ہوتا ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے جیسے اِضْرِبْ

جُملہ اسمیہ[1]: وہ جُملہ ہوتا ہے جس کا پہلا جُز اسم ہو مثلاً زیدٌ قائمٌ اللّٰہُ بصیرٌ۔

اس کے ہر جز کے چار چار نام ہیں۔

	پہلا جُز		دوسرا جُز
۱	مسندالیہ	۱	مسند
۲	مبتدا	۲	خبر
۳	محکوم علیہ	۳	محکوم بہ
۴	موضوع	۴	محمول

ف: مشہور نام مبتدا اور خبر ہیں

جملہ فعلیہ[1]: وہ جُملہ ہوتا ہے جس کا پہلا جُز فعل ہو خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ (اللہ تعالے نے ان کے دلوں پر مہر لگادی)

---

[1] بعض نحاۃ نے جملہ اسمیہ و فعلیہ کی تعریف یوں کی ہے جملہ اسمیہ وہ جُملہ ہوتا ہے جس میں مسند اسم ہو۔ مثلاً اللّٰہُ علیمٌ جملہ فعلیہ وہ جملہ ہوتا ہے جس میں مسند فعل ہو۔ صدقَ اللّٰہُ

اس کے ہر جز کے دو دو نام ہیں۔

پہلا جز	دوسرا جز
۱۔ مسند	۱۔ مسند الیہ
۲۔ فعل	۲۔ فاعل

ف۔ مشہور نام فعل اور فاعل ہیں۔

سبق نمبر ۵

جملہ انشائیہ کی اقسام

جملہ انشائیہ کی تیرہ اقسام ہیں

۱: امر:- وہ فعل جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے کام کا مطالبہ کرے جیسے
اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

۲: نہی:- وہ فعل جس کے ذریعے فعل سے رک جانے کا مطالبہ کیا جائے جیسے
لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ
تم اپنی آواز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔

۳: استفہام: وہ جملہ جس کے ذریعے کوئی بات پوچھی جائے جیسے
اَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ (کیا آپ یوسف ہی ہیں؟)

۴: تمنی: وہ جملہ جس کے ذریعے آرزو کا اظہار کیا جائے جیسے
یٰلَیْتَنِیْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا
(کاش میں نے رسول کی اتباع کی ہوتی)

۵: ترجی: وہ جملہ جس کے ذریعے توقع کا اظہار کیا جائے
لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا (شاید میں نیک اعمال کروں)

۶: عقود: وہ جملہ جس کے ذریعے کوئی سودا یا معاملہ طے کیا جائے
بعتُ (میں نے بیچا) اشتریتُ (میں نے خریدا) نکحتُ (میں نے نکاح کیا)

۷: عرض: وہ جملہ جس کے ذریعے دوسرے کو نرمی کے ساتھ کسی کام پر ابھارا جائے۔
اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ۔ (کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہیں معاف فرمادے)

۸: قسم: وہ جملہ جس کے ذریعے کسی محترم چیز کا ذکر کرکے اپنی بات کو پختہ کیا جائے۔ تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ (اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کے بارے میں تدبیر کروں گا)

۹: تعجب: جس چیز کا سبب مخفی ہو اسے دیکھنے سے انسان پر جو حالت طاری ہو اسے تعجب کہتے ہیں۔
وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (اور وہ کیا ہی اچھے دوست ہیں)

۱۰: ندا: وہ جملہ جس کے ذریعے کسی کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے
یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

۱۱: حمد ومدح: وہ جملہ جس کے ذریعے کسی کی حمد کی جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

۱۲: ذم و ہجو: وہ جملہ جس کے ذریعے کسی کی مذمت کی جائے جیسے
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَان
(مسلمان ہونے کے بعد فاسق کہلانا، کتنا ہی برا نام ہے)

۱۳: دعا: وہ جملہ جس کے ذریعے سوال کیا جائے
اللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

سبق نمبر ۶

مرکب غیر مفید : وہ مرکب ہوتا ہے جس کا قائل خاموش ہو تو سامع کو کوئی خبر یا طلب حاصل نہ ہو مثلاً رسول اللہ۔
اسے مرکب ناقص اور مرکب غیر تام بھی کہتے ہیں یہ مرکب جملہ نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ جملہ کا جزو ہوتا ہے۔

مرکب غیر مفید کی اقسام :

۱ : مرکب اضافی ۲ : مرکب توصیفی
۳ : مرکب بنائی ۴ : مرکب منع صرف
۵ : مرکب صوتی

۱ : مرکب اضافی : وہ مرکب ہوتا ہے جس کا پہلا جزء مضاف اور دوسرا مضاف الیہ ہو جیسے غلام رسول مولد النبی (حضور علیہ السلام کی جائے ولادت)

مضاف اور مضاف الیہ کے احکام

۱ : مضاف پر الف لام نہیں آ سکتا۔
۲ : مضاف پر تنوین نہیں آ سکتی۔
۳ : اضافت کے وقت تثنیہ و جمع کا نون گر جاتا ہے۔

۴ : مضاف کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے۔

۵ : مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

۲ : **مرکب توصیفی** وہ مرکب ہوتا ہے جس کا پہلا جز موصوف اور دوسرا صفت ہو جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ

موصوف اور صفت کے احکام

۱ : موصوف کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے

۲ : صفت کا اعراب موصوف کے مطابق ہوتا ہے

۳ : **مرکب بنائی** وہ مرکب ہوتا ہے جس میں دو اسموں کو اس طرح ایک کر دیا گیا ہو کہ وہاں کوئی نہ کوئی حرف پوشیدہ ہو۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ اصل میں اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ تھا۔[۱]

فائدہ :- عدد میں ہی صرف استعمال ہونے کی وجہ سے اسے مرکب تعدادی بھی کہتے ہیں۔

استعمال :- اس کا استعمال گیارہ سے ۱۹ تک ہوتا ہے۔

اعراب :- اس کے دونوں جز مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں مگر ان میں اثنا عشر (بارہ) کا پہلا جز معرب ہوتا ہے۔

---

[۱] : پیا نے لوگ آج بھی گیارہ نہیں کہتے بلکہ ایک اور دس کہتے ہیں۔

نوٹ : مرکب غیر مفید کی تمام اقسام اور ان کے احکام یہاں یاد کر لیجئے۔ ایں اگرچہ کامل طور پر سمجھ میں نہ آئیں۔ اگلے اسباق پڑھنے سے ان کا معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔

۴۔ مرکبِ منعِ صرف :- وہ مرکب ہوتا ہے جس میں دو اسموں کو اس طرح ایک کردیا جائے کہ وہاں کوئی حرف پوشیدہ نہ ہو۔ جیسے بعلبکّ[1] ، حضرموت

نوٹ :- اسکو مرکب مزجی بھی کہتے ہیں۔

اعراب :- اس کے پہلے جز کا اعراب مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔ دوسرے جز کا اعراب غیر منصرف والا ہوتا ہے۔

مرکبِ صوتی :- وہ مرکب ہوتا ہے جس میں دو اسموں کو اس طرح ایک کردیا جاتا ہے کہ دوسرا جز اسم صوت ہوتا ہے۔ جیسے سیبویہ[2] ، راھویہ[3]

اعراب :- پہلا جز مبنی بر فتحہ اور دوسرا مبنی بر کسرہ ہوگا۔

سبق نمبر ۷

اسم کی بحث

افراد کے اعتبار سے اسم کی اقسام

افراد کے اعتبار سے اسم کی تین اقسام ہیں۔ واحد ، تثنیہ ، جمع

---

[1] بعل، بت کو کہتے ہیں بک بادشاہ کا نام تھا۔ اس بادشاہ نے ایک شہر آباد کیا تھا اسکا نام بعلبک رکھا گیا۔ حضر یعنی شہر موت یعنی مرگ تھا دونوں کو ملاکر شہر کا نام رکھ دیا

[2] یہ امام النحو عمرو بن عثمان کا لقب ہے۔ [3] حدیث کے ائمہ میں سے ہیں۔

۱ : واحد : وہ اسم ہے جو ایک فرد (شے) پر دلالت کرے جیسے جَبَلٌ ، جنت

۲ : تثنیہ :- وہ اسم ہے جو دو افراد (دو چیزوں) پر دلالت کرے۔ تثنیہ کے آخر میں الف نونَ یا یٰ نونَ ہوتا ہے

جیسے جنتان ، جبلان۔

"وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ"

جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں

۳ : جمع : وہ اسم جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے جیسے

اَنْهَارٌ (بہت سی نہریں) جِبَالٌ (بہت سے پہاڑ)

لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا

(ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے)

جمع کی تقسیم : جمع کی دو قسمیں ہیں

۱ : جمع سالم ۲ : جمع مکسر

۱ : جمع سالم : وہ جمع ہوتی ہے کہ جمع بناتے وقت واحد کا وزن سلامت رہے۔ مثلاً۔ مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ مؤمن سے مومنون۔

۲ : جمع مکسر : وہ جمع ہوتی ہے کہ جمع بناتے وقت واحد کا وزن سلامت نہ رہے مثلاً رَجُلٌ سے رِجَالٌ مسجد سے مساجد، عالم سے علماء

جمع سالم کی تقسیم : ۱ : جمع مذکر سالم ۲- جمع مؤنث سالم

۱: **جمع مذکر سالم:** وہ جمع ہوتی ہے جس کے آخر میں وْ، نَ، یا یْ، نَ آئے جیسے مسلمونَ، مسلمینَ، کافرونَ، کافرینَ۔

۲: **جمع مؤنث سالم:** وہ جمع ہوتی ہے جس کے آخر میں الف اور تا آئے جیسے مسلمات، قانتات، صابرات

جمع مکسر کی تقسیم جمع مکسر کی دو قسمیں ہیں

۱: جمع قلت۔ ۲: جمع کثرت،

جمع قلت: وہ جمع جس کا اطلاق تین سے لے کر دس تک ہو۔ اس کے چار اوزان ہیں
۱- فِعْلَةٌ ۲- اَفْعِلَةٌ ۳- اَفْعَالٌ ۴- اَفْعُلٌ۔

۲: **جمع کثرت:** وہ جمع ہوتی ہے جس کا اطلاق دس سے لے کر غیر محدود افراد پر ہو۔ مذکورہ بالا اوزان کے علاوہ باقی تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں۔ مثلاً کُتُبٌ۔ حُرُوْفٌ

فائدہ: ہر وہ جمع مکسر جس کے پہلے دو حرف مفتوح اور تیسری جگہ الف ہو اس کے بعد دو حرف ہوں یا تین ایسی جمع کو جمع منتہی الجموع اور جمع اقصیٰ کہتے ہیں۔ جیسے مسجد سے مساجد، مصباح سے مصابیح



سبق نمبر ۸

جنس کے اعتبار سے اسم کی تقسیم

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔

۱: مذکر ۲: مؤنث

مذکر: وہ اسم ہوتا ہے جس میں کوئی علامتِ تانیث نہ ہو۔ مثلاً رسول

مؤنث: وہ اسم ہوتا ہے جس میں کوئی علامتِ تانیث ہو

علاماتِ تانیث: تانیث کی علامات چار ہیں

۱: تاءِ لفظی ۲: تاءِ تقدیری ۳: الف ممدودہ

۴: الف مقصورہ۔

گویا تانیث کی دو قسمیں ہیں۔

۱: تانیث بالتاء ۲: تانیث بالالف

تانیث بالتاء: وہ تانیث ہوتی ہے جس میں تاء ہو خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے نَمْلَةٌ میں تاءِ لفظی ہے۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ (چیونٹیوں کی سردار نے کہا اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں چلی جاؤ)۔

ارضٌ تاءِ تقدیری کی مثال ہے اصل میں ارضة تھا۔

تانیث بالالف: وہ تانیث ہوتی ہے جس میں الف ہو (خواہ ممدودہ ہو یا مقصورہ)۔

تانیث بالالف الممدودہ کی مثال: حمراء ، بیضاء ، خضراء

تانیث بالالف المقصورہ کی مثال: حُبلیٰ ، ضربیٰ

فائدہ: الف ممدودہ وہ الف ہوتا ہے جس کے بعد ہمزہ ہو جیسے سوداء
الف مقصورہ وہ الف ہوتا ہے جس کے بعد ہمزہ نہ ہو جیسے عطشیٰ

مؤنث کی دو قسمیں ہیں

۱: مؤنث حقیقی ۲: مؤنث لفظی

۱: مؤنث حقیقی: وہ مؤنث ہوتی ہے جس کے مقابلے میں نر جاندار ہو جیسے امرأۃ کے مقابلے میں رجل ہے ، ناقۃ کے مقابلے میں جمل ہے۔

۲: مؤنث لفظی: وہ مؤنث ہوتی ہے جس کے مقابلے میں نر جاندار نہ ہو جیسے ظلمۃ - قوۃ

مؤنث لفظی کی دو قسمیں ہیں

۱: مؤنث سماعی ۲: مؤنث قیاسی

مؤنث قیاسی: اس مؤنث لفظی کو کہتے ہیں جس میں علامت تانیث لفظاً موجود ہو جیسے بشریٰ - بیضاء

مؤنث سماعی: اس مؤنث لفظی کو کہتے ہیں جس میں علامت تانیث لفظاً نہ ہو ہاں اسے مؤنث استعمال کیا جاتا ہو جیسے شمس ، ارض

درج ذیل اسماء مؤنث سماعی ہوتے ہیں:

۱: جسم کے تمام جفت اعضاء ، عین ، اُذن ، قدم

۲ : شراب کے تمام نام - خمر، طلاء
۳ : ہوا کے تمام نام - ریح، صرصر، صبا
۴ : آگ اور دوزخ کے تمام نام، نار، سعیر، جہنم، سقر

سبق نمبر ۹

اسم کی دو قسمیں ہیں (تعریف و تنکیر کے اعتبار سے)

۱ : معرفہ ۲ : نکرہ

معرفہ : وہ اسم ہوتا ہے جو کسی معین شے پر دلالت کرے

جیسے - ابراھیم، عیسیٰ، کوفہ

نکرہ : وہ اسم ہوتا ہے جو کسی معین شے پر دلالت نہ کرے

جیسے - جریدۃ (اخبار) کلیۃ (کالج) جامعۃ (یونیورسٹی)

معرفہ کی سات اقسام ہیں

۱ : علم ۲ : اسم ضمیر ۳ : اسم اشارہ ۴ : اسم موصول ۵ : معرف باللام
۶ : مضاف بمعرفۃ ۷ : معرفہ بالنداء

۱ : علم : اس اسم کو کہتے ہیں جس میں معین شے سمجھی جائے اور اس کے علاوہ کسی دوسری شے کے مراد لینے کی گنجائش نہ ہو۔ جیسے عمر، عائشہ

علم کی تین قسمیں ہیں :

۱ : علم مجرد ۲ : لقب ۳ : کنیت

۱ : کنیت : اس علم کو کہا جاتا ہے جس کے شروع میں لفظ اب، ابن، ام یا بنت ہو جیسے ابوبکر، ابن عمر، ام سلمہ

۲: لقب: اس علم کو کہا جاتا ہے جس سے مدح یا ذم مقصود ہو جیسے
صدر الشریعۃ

۳: علم مجرد: اس علم کو کہا جاتا ہے جو کنیت و لقب نہ ہو جیسے
یعقوب ، یوسف (ہدایۃ النحو : ۲۰)

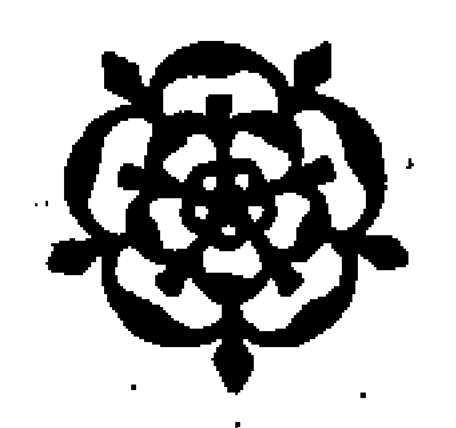
۲۔ معرف باللام: وہ اسم جس پر الف لام داخل ہو جائے۔
جیسے الکتاب

۳: مضاف بمعرفہ: وہ اسم نکرہ جو معرفہ کی طرف مضاف ہو جیسے:
غلام رشید، حبیب اللّٰہ

فائدہ: لفظِ غیر، مثل، نظیر اور شبہ معرفہ کی طرف مضاف ہونے کے باوجود معرفہ نہیں ہوتے۔

۴: معرفہ بحرفِ ندا: وہ اسم نکرہ جسے حرفِ ندا کے ذریعے معیّن کیا جا۔
جیسے : یَا رَجُلُ

فائدہ: ندا سے اگر تعین کا ارادہ نہ ہو تو منادیٰ معرفہ نہیں ہوگا۔ جیسے
نابینا کہے یا رجلاً خُذْ بیدی۔



نوٹ: ضمیر، اسم اشارہ، اسم موصول کی تعریفات اسم غیر متمکن کی بحث میں ملاحظہ ہوں۔

سبق نمبر ۱۰

عامل اور اعراب کا بیان

عامل: عامل اس شے کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے کلمہ کے آخر میں تبدیلی واقع ہو۔ مثلاً ضَرَبَ زَیدٌ میں ضرب عامل ہے کیونکہ اس نے زید کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیا، بزید میں ب، عامل ہے کیونکہ اس نے اسے جر دی ہے۔ لم یَضرِب میں لمْ عامل ہے کیونکہ اس نے اسے جزم دی ہے

معمول: جس کلمہ پہ عامل داخل ہو اسکو معمول کہتے ہیں مثلاً لم یضرب میں یضرب معمول اور لم عامل ہے۔

عامل کی تقسیم: عامل کی دو قسمیں ہیں۔

۱: عامل لفظی ۲: عامل معنوی

۱: عاملِ لفظی: وہ عامل ہوتا ہے جو پڑھنے میں آئے جیسے لم یضرب میں لم اور بزیدٍ میں ب پڑھنے میں آرہے ہیں۔

۲: عاملِ معنوی: وہ عامل ہوتا ہے جو پڑھنے میں نہ آئے بلکہ عقل سے معلوم ہو جیسے زیدٌ عالمٌ میں زید اور عالم دونوں پر عامل معنوی کی وجہ سے رفع ہے لیکن عامل پڑھا نہیں جارہا۔

فائدہ: کل عامل ۱۰۰ ہیں ان میں سے ۹۸ لفظی ہیں۔ مثلاً حروف جارہ حروفِ نواصب حروفِ جوازم

عامل معنوی دو ہیں۔

۱: اسم کا عامل لفظی سے خالی ہونا۔

۲: فعلِ مضارع کا نواصب و جوازم سے خالی ہونا۔

اعراب: کلمے کے آخر میں بدلنے والی حرکت یا حرف کو اعراب کہا جاتا ہے۔

مثلاً۔ ضرب زیدٌ۔ اِنَّ زیدًا۔ بزیدٍ۔ میں رفع نصب اور جر اعراب ہے۔ زید پر مختلف عامل آنے پر اعراب بدل گیا۔

محلِ اعراب: کلمے کے آخری حرف کو محلِ اعراب کہتے ہیں مثلاً زید میں دال محلِ اعراب ہے۔

سبق نمبر ۱۱

اعراب کی تقسیمات

اعراب کی دو تقسیمیں ہیں

تقسیم اوّل:
۱: اعراب بالحرکت۔
۲: اعراب بالحرف

۱: اعراب بالحرکت سے مراد رفع نصب جر ہے

۲: اعراب بالحرف سے مراد واؤ۔ الف۔ ی ہے

تقسیم ثانی:
۱: اعراب لفظی
۲: اعراب تقدیری

اعرابِ لفظی: وہ اعراب ہوتا ہے جس کا تلفظ کیا جاسکے جیسے ضرب زید۔ ان زیداً۔ بزید میں اعراب کا تلفظ ہوتا ہے۔

۲ : اعراب تقدیری : وہ اعراب ہوتا ہے جس کا تلفظ نہ کیا جا سکے جیسے ضرب موسیٰ ۔ ان موسیٰ ۔ بموسیٰ میں اعراب نہیں پڑھا جا رہا

کلمہ کی حالتیں

ہر کلمہ کی تین حالتیں ہوتی ہیں

حالت رفعی : حالت نصبی حالت جری یا حالتِ جزمی

حالتِ رفعی : جب کلمہ پر رفع دینے والا عامل داخل ہو تو اس وقت کلمہ کی حالت رفعی ہوتی ہے۔ مثلاً ختم اللہ علی قلوبھم یہاں اسم جلالت[1] کی حالت رفعی ہے کیونکہ ختم فعل رفع دے رہا ہے۔

حالتِ نصبی : جب کلمہ پر نصب دینے والا عامل داخل ہو تو اس وقت کلمہ کی حالت نصبی ہوتی ہے۔ مثلاً ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر اسمیں اِسم جلالت کی حالت نصبی ہے کیونکہ لفظ اِنَّ نصب دیتا ہے۔

حالتِ جری : جب کلمہ پر جر دینے والا عامل داخل ہو تو اس وقت کلمہ کی حالت جری ہوتی ہے مثلاً کفیٰ باللہ شہیداً یہاں اسم جلالت کی حالت جری ہے کیونکہ لفظ ب اسے جر دے رہا ہے۔

حالتِ جزمی : جب کلمہ پر جزم دینے والا عامل داخل ہو تو اس وقت کلمے کی حالت جزمی ہو گی۔ مثلاً لم یضرب میں یضرب جزمی حالت میں ہے کیونکہ لم جزم دے رہا ہے۔

---

[1] "اللہ" کو اسمِ جلالت اور حضور علیہ السلام کے اسمِ مبارک محمد کو اسم رسالت کہا جاتا ہے۔

نوٹ :۔ اسم کے آخر میں جر آسکتی ہے جزم نہیں آسکتی فعل کے آخر میں جزم آسکتی ہے مگر جر نہیں آسکتی اس لیے اسم کی تین حالتیں رفعی نصبی جری اور فعل کی تین حالتیں رفعی نصبی اور جزمی ہوں گی۔

ضروری نہیں کہ رفع ضمہ کی صورت، نصب فتحہ کی صورت، جر کسرہ کی صورت اور جزم سکون کی صورت میں ہی ہو بلکہ ان کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

۱ : علاماتِ رفع۔ رفع کی چار علامات ہیں

۱ : ضمہ ۲ : واو ۳ : الف ۴ : نون

۲ : علاماتِ نصب نصب کی پانچ علامات ہیں۔

۱ : فتحہ ۲ : الف ۳ : یاء ۴ : کسرہ ۵ : حذف نون

۳ : علاماتِ جر : جر کی تین علامات ہیں۔

۱ : کسرہ ۲ : یاء ۳ : فتحہ

۴ : علاماتِ جزم : جزم کی تین علامات ہیں۔

۱ : سکون ۲ : حذفِ آخر ۳ : حذفِ نون

سبق نمبر ۱۲

معرب اور مبنی کا بیان

کلمے کے آخر میں جو تبدیلی ہوتی ہے اس کے لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱ : معرب ۲ : مبنی

معرب: وہ کلمہ ہوتا ہے جس کا آخر مختلف عامل آنے کی وجہ سے بدل جاتا ہے مثلاً کتاب۔

مبنی: وہ کلمہ ہوتا ہے جس کا آخر مختلف عامل آنے کی وجہ سے تبدیل نہ ہو مثلاً مِنْ - ھٰؤلاء - ھذا - ذالک - الذی - ھو

مبنی آں باشد کہ ماند برقرار
معرب آں باشد کہ گردد بار بار

معرب مبنی کلمات

کلام عرب میں مبنی کلمات کی تعداد چار ہے۔

۱: حروف ۲: فعلِ ماضی ۳: فعل امر حاضر ۴: اسم غیر متمکن۔

معرب کلمات دو ہیں

۱: اسم متمکن ۲: فعل مضارع

مبنی کی تقسیم: مبنی کی دو اقسام ہیں

۱: مبنی الاصل ۲: مشابہ مبنی الاصل

مذکورہ مبنیات میں سے پہلے تین مبنی الاصل اور چوتھا مشابہ مبنی الاصل کہلاتا ہے

سبق نمبر ۱۳

اسم کی تقسیم: اسم کی دو قسمیں ہیں۔

۱: اسم متمکن ۲: اسم غیر متمکن

اسم متمکن کی تعریف: وہ اسم ہوتا ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو۔ مثلاً صدیق۔ حسن۔ کریم

اسم غیر متمکن کی تعریف: وہ اسم ہوتا ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔ مثلاً ھو۔ ھی۔

اسم غیر متمکن کی تقسیم

اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام ہیں جو تمام کی تمام مبنی ہوتی ہیں۔

۱: اسم ضمیر: وہ اسم ہوتا ہے جو کسی کے غائب متکلم اور مخاطب ہونے پر دلالت کرے۔ مثلاً ھُوَ۔ اَنَا، اَنْتَ۔

۲: اسم اشارہ: وہ اسم ہوتا ہے جو کسی محسوس مبصر چیز کی طرف اشارہ کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے۔ ھٰذا، ذالِكَ، تِلْكَ

۳: اسم موصول: اس اسم کو کہتے ہیں جس کا معنی جملہ خبریہ کے بغیر متعین نہ ہو مثلاً اَلَّذِی، اَلَّتی، اَلَّذِیْنَ

لے: مشابہت کی مکمل بحث آگے آئے گی۔ یہاں صرف ایک بات بیان کی جاتی ہے اصول یہ ہے کہ بناوٹ کے لحاظ سے اسم کے لیے کم از کم تین حرفوں کا ہونا ضروری ہے کوئی اسم تین سے کم نہیں ہوگا۔ ہاں حرف تین سے کم ہو سکتا ہے۔ مثلاً مِنْ فی جو اسم تین حرفوں سے کم ہوگا اس اسم کی بناوٹ میں حرف کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی۔ مثلاً ھو۔ ھی۔ اِذْ۔ یہ اسم ہونے کے باوجود حرف کے مشابہ ہیں چونکہ حرف مبنی الاصل ہے اور جس اسم کی مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت ہوگی وہ مشابہ مبنی الاصل (غیر متمکن) کہلائے گا۔

۴: اسمِ فعل: اس اسم کو کہتے ہیں جو فعل کے معنی میں مستعمل ہو جیسے "امین بمعنی استجب، ھیھات بمعنی بَعُدَ۔

۵: اسمائے اصوات: اسمائے اصوات دو طرح کے ہوتے ہیں۔

(i): ایسے اسماء جن کے ساتھ غیر ذوی العقول کو مخاطب کیا جائے مثلاً سَاءَ (گدھے کو پانی پلاتے وقت) نَخٍ نَخٍ (اونٹ کو بٹھانے کے وقت)

(ii) ایسے اسماء جن کے ذریعے کسی کی آواز نقل کی جائے جیسے قَبْ (تلوار کی آواز) غَاقِ (کوّے کی آواز) طَقْ (پتھر کی آواز)

۶: مرکب بنائی: وہ مرکب ہوتا ہے جس میں دو اسموں کو اس طرح ایک کر دیا جائے کہ وہاں کوئی نہ کوئی حرف پوشیدہ ہو جیسے احد عشر

۷: اسمِ کنایہ: وہ اسم ہوتا ہے جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرے۔ مبہم عدد کے لیے کم، کذا، کَاَیِّن اور مبہم بات کے لیے کیت، ذیت، ہیں۔

۸: اسمِ ظرف: وہ اسم ہوتا ہے جو وقوعِ فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے۔ جیسے قبل، بعد

اسمِ متمکن کی تقسیم: اِسمِ متمکن کی اعراب کے لحاظ سے سولہ اقسام ہیں۔

۱:	مفرد منصرف صحیح	۹:	اثنان واثنتان
۲:	مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح	۱۰:	جمع مذکر سالم
۳:	جمع مکسر منصرف	۱۱:	اولو

۴ : جمع مؤنث سالم — ۱۲ : عشرون تا تسعون
۵ : غیر منصرف — ۱۳ : اسم مقصورہ
۶ : اسمائے ستہ مکبرہ — ۱۴ : غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم
۷ : تثنیہ — ۱۵ : اسم منقوص
۸ : کلا و کلتا — ۱۶ : جمع مذکر سالم مضاف الی یائے متکلم

اسم متمکن کی بعض اقسام کی تعریفات

صحیح کی تعریف : صرفیوں اور نحویوں کے نزدیک صحیح کی تعریف الگ الگ ہے

صرفیوں کی تعریف : صحیح وہ کلمہ ہوتا ہے جس کے ف۔ ع اور لام کلمہ کے مقابلے میں ہمزہ، حرف علت اور ایک جنس کے دو حرف نہ ہوں مثلاً قول۔ بیع ۔ امر۔ مرّ یہ صحیح نہیں رجل، ضرب۔ صحیح ہیں۔

نحویوں کی تعریف : صحیح وہ کلمہ ہوتا ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو مثلاً زید۔ نحویوں کے نزدیک صحیح ہے جبکہ صرفیوں کے نزدیک صحیح نہیں۔

جاری مجریٰ صحیح (قائم مقام صحیح) : وہ اسم ہوتا ہے جس کے آخر میں واو یا یا ہو اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے دَلْوٌ (ڈول) ظَبْیٌ (ہرن) نَحْوٌ (علم کا نام)

اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم : اس سے مراد ایسے چھ اسم ہیں جو مکبر ہوں اور ضمیر

متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہو۔ وہ درج ذیل اسم ہیں۔

(۱) اَبٌ (باپ) (۲) اَخٌ (بھائی)

(۳) فَمٌ (منہ) (۴) حَمٌ (دیور)

(۵) ھَنٌ (شرمگاہ) (۶) ذُو (صاحب)

مثلاً ابُوک - اَبَاک - ابیک

اسم مقصورہ: وہ اسم ہوتا ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ آئے جیسے مصطفیٰ۔ یحییٰ

اسم منقوص: وہ اسم ہوتا ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو۔ جیسے قاضی۔ داعی۔

سبق نمبر ۱۴

اِسم متمکن کی اقسام کا اعراب

۱: مفرد منصرف صحیح ۲: مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح

۳: جمع مکسر منصرف (معرب بحرکات ثلاثہ لفظیہ)

مذکورہ بالا تینوں اقسام کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ لفظی، حالت نصبی میں فتحہ لفظی، حالت جری میں کسرہ لفظی ہے۔ آتا ہے۔

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جاءَنی زیدٌ	رأیتُ زیداً	مررتُ بزیدٍ
ھذا دلوٌ	رأیتُ دلواً	مررتُ بدلوٍ
ھذہٖ رجالٌ	رأیتُ رجالاً	مررتُ برجالٍ

جمع مونث سالم : اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ لفظی حالت نصبی اور جری میں کسرہ لفظی سے آتا ہے۔

نوٹ : جمع مونث سالم پر فتحہ نہیں آتا بلکہ اس کی جگہ کسرہ آتا ہے۔

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
هن مسلماتٌ	رأيت مسلماتٍ	مررت بمسلماتٍ

۵ : غیر منصرف : اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ لفظی حالت نصبی اور جری میں فتحہ لفظی سے آتا ہے۔

نوٹ :۔ غیر منصرف پر کسرہ نہیں بلکہ فتحہ آتا ہے۔

هذا احمدُ، رأيت احمدَ، نظرت الى احمدَ

۶ :۔ اسمائے ستہ مکبرہ مضاف الی غیر یائے متکلم (معرب بحروف ثلاثہ لفظیہ) : اس کا اعراب رفعی حالت میں واؤ لفظی نصبی حالت میں الف لفظی اور جری حالت میں یا لفظی سے آتا ہے۔

حالت رفعی	حالت نصبی	حالت جری
جاء ابوبکر۔	رأیت ابا بکر	مررت بابی بکر

۷ : تثنیہ ۸ : کلا و کلتا

۹ : اثنان و اثنتان (معرب بحرفین لفظاً)

ان کا اعراب حالت رفعی میں الف لفظی حالت نصبی اور جری میں یا ما قبل مفتوح سے آتا ہے۔

حالتِ رفعی	حالتِ نصبی	حالتِ جری

جاء رجلان	رأیت رجلَین	مررت برجلَین
جاء کلاھما	رأیت کلیھما	مررت بکلیھما
جاأ اثنان	رأیت اثنین	مررت باثنین

۱۰۔ جمع مذکر سالم ۱۱۔ اُولو

۱۲۔ عشرون تا تسعون (معرب بحرفین لفظا)

ان کا اعراب حالت رفعی میں واو لفظی حالت نصبی اور جری میں یاء ماقبل مکسور سے آتا ہے۔

حالتِ رفعی	حالت نصبی	حالتِ جری
جاء مسلمون	رأیت مسلمین	مررت بمسلمین
جاء عشرون رجلا	رأیت عشرین رجلا	نظرت الی عشرین رجلا
جاء اولو مالٍ	رأیت اولی مالٍ	مررت باُولی مالٍ

۱۳: اسم مقصورہ

۱۴: غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاءِ متکلم (معرب بحرکات ثلاثہ تقدیریہ)

اِن کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری، حالتِ نصبی میں فتحہ تقدیری۔ حالت جری میں کسرہ تقدیری۔

حالت رفعی	حالت نصبی	حالتِ جری
جاءنی موسٰی	رأیت موسٰی	مررت بموسٰی
جاءنی غلامی	رأیت غلامی	مررت بغلامی

۱۰- اسم منقوص: (معرب بحرکتین تقدیراً و منصوب بفتحہ لفظاً) اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمّہ تقدیری۔ حالتِ نصبی میں فتحہ لفظی، حالتِ جری میں کسرہ تقدیری آتا ہے۔

حالتِ جری	حالتِ نصبی	حالتِ رفعی
مررتُ بالقاضِی	رأیتُ القاضِیَ	عدلَ القاضِی

۱۶: جمع مذکر سالم مضاف الیٰ یائے متکلّم (معرب بحرفین)

اس کا اعراب حالتِ رفعی میں واؤ تقدیری، حالتِ نصبی میں اور حالتِ جری میں یائے لفظی سے آتا ہے۔

حالتِ جری	حالتِ نصبی	حالتِ رفعی
مررتُ بمسلمِیَّ	رأیتُ مسلمِیَّ	جاء مسلمِیَّ

سبق نمبر ۱۵

فعل مضارع کا اعراب

فعل مضارع کا اعراب پڑھنے کے لیے درج ذیل چیزوں کا علم ضروری ہے

۱: مضارع کے تین اعراب ہیں۔ رفع۔ نصب۔ جزم

۲: جزم دو صورتوں کو شامل ہے۔ ۱: حرکت کا نہ ہونا یعنی سکون جیسے لم یضرِبْ

۲: آخری حرف کا حذف ہونا۔ لم یرمِ

۳: سکون سے مراد وہ سکون ہے جو عامل کی وجہ سے ہو ورنہ وقف کے لیے سکون ماضی پر بھی آتا ہے۔

۴ : کل چودہ صیغے ہیں ان میں سے دو۔ جمع مؤنث غائب و حاضر مبنی اور بارہ معرب ہیں۔

۵ : اس کے سات صیغوں میں (تثنیہ کے چار صیغوں میں الف۔ جمع مذکر کے دو صیغوں میں واؤ۔ مؤنث حاضر میں یا،) ضمیر بارز اور نون اعرابی ہے ۔

۶ : پانچ صیغے یضربُ ۔ تضربُ ۔ تضربُ ۔ اضربُ ۔ نضربُ ضمیر بارز سے مجرد (خالی) ہیں کیونکہ ان میں ضمیر مستتر ہے۔

۷ : حرف ناصب فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اَنْ یضربَ

۸ : حرفِ جازم فعلِ مضارع کو جزم دیتا ہے لم یضربْ

۹ : فعل مضارع جب (عوامل لفظی) نواصب و جوازم سے خالی ہوگا تو مرفوع ہوگا کیونکہ فعل مضارع کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا اسے رفع دیتا ہے اور یہ عامل معنوی ہے۔

۱۰ : فعل مضارع کی حرفِ آخر کے اعتبار سے دو اقسام ہیں۔

۱ : صحیح ۲ : معتل

۱۔ صحیح وہ مضارع ہوتا ہے جس کے آخر میں واؤ، الف، یا نہ ہو جیسے یضربُ ۔ ینصرُ ۔ یقتلُ

۲۔ معتل وہ مضارع ہوتا ہے جس کے آخر میں واؤ، الف، یا ہو جیسے یَدْعُوْا ۔ یرمِیْ ۔ یرضیٰ

اعراب

فعل مضارع کا اعراب چار طرح کا ہے۔

فعل مضارع کے جو بارہ صیغے معرب ہیں ان میں سے سات میں نون اعرابی ہے اور پانچ نون اعرابی سے خالی ہیں۔

۱ : جن سات میں نون اعرابی ہے ان کا اعراب یہ ہے۔

حالتِ رفعی میں اثبات نون۔ هما یضربان۔ هما یرمیان۔ هما یرضیان۔

حالت نصبی۔ جزمی بحذف نون۔ لم یضربا۔ لن یرمیا لم یضربا

اور جن پانچ صیغوں میں نون اعرابی نہیں ان کے اعراب کی تین حالتیں ہیں۔

۲ : اگر صحیح ہیں تو۔

حالتِ رفعی میں ضمہ لفظی	ھو یضربُ
حالتِ نصبی میں فتحہ لفظی	لن یضربَ
حالتِ جزمی میں جزم لفظی	لم یضربْ

۳ : اگر معتل واوی یا یائی ہیں تو

حالت رفعی میں ضمہ تقدیری	ھو یدعو۔ ھو یرمی
حالت نصبی میں فتحہ لفظی	لن یدعوَ۔ لن یرمیَ
حالت جزمی بحذف آخر	لم یدع۔ لم یرم

۴ : اگر معتل الفی ہیں تو۔

حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری	ھو یرضیٰ
حالتِ نصبی میں فتحہ تقدیری	لن یرضیٰ
حالت جزمی بحذف آخر	لم یرضَ

سبق نمبر ۱۶

منصرف اور غیر منصرف کا بیان

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں۔

۱ : منصرف ۲ : غیر منصرف

غیر منصرف کی تعریف : غیر منصرف وہ اسم ہوتا ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو اکیلا ہی دو کے قائم مقام ہو۔

منصرف کی تعریف : منصرف وہ اسم ہوتا ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو یا ایک ایسا سبب نہ پایا جائے جو اکیلا ہی دو کے قائم مقام ہو۔

منصرف کا حکم : منصرف پر تینوں حرکتیں تنوین سمیت آسکتی ہیں۔

غیر منصرف کا حکم : اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے

فائدہ : غیر منصرف پر بعض صورتوں میں کسرہ اور تنوین بھی آسکتی ہے۔

دو صورتوں میں کسرہ آسکتا ہے۔

۱ : جب غیر منصرف پر الف لام داخل ہو جائے جیسے المساجد وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔

(اور تم مسجدیں اعتکاف کی حالت میں اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرو)

۲۔ جب غیر منصرف مضاف ہو کر استعمال ہو۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ تحقیق ہم نے انسا[ن] کو بہترین صورت میں پیدا کیا ۔

ضرورتِ شعری کے پیشِ نظر غیر منصرف پر تنوین بھی پڑھ سکتے ہیں ۔

صبت علیّ مصائب لو انہا

انہ صبت علی الایام صرن لیالیا

(مجھ پر مصائب کے جو پہاڑ گرے ہیں اگر یہ دنوں پر گرتے تو وہ رات ہو جاتے) لہ

اسباب منع صرف

اسباب منع صرف ۹ ہیں ۔

۱ : عدل

۲ : وصف

۳ : تانیث

۴ : معرفہ

۵ : عجمہ

۶ : جمع

۷ : ترکیب

۸ : الف نون زائدہ

۹ : وزنِ فعل

نوٹ : مذکورہ بالا اسباب میں دو سبب ایسے ہیں جو اکیلے ہی دو کے قائم مقام ہوتے ہیں ۔ اور وہ دو یہ ہیں ۔

لہ یہ شعر سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے جو آپ نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر پڑھا تھا

۱ : جمع

۲ : تانیث بالالف

۱ : عدل : اس کا لغوی معنی "پھیرنا" ہے

تعریف : ایک کلمے کو دوسرے کلمے کی طرف بغیر کسی قانون کے اس طرح پھیر دینا کہ معنی اور مادہ باقی رہے۔ جیسے عُمَر، عامر سے بنا ہے۔

ہر جگہ عدل نہیں ہو سکتا۔ ان تین مقامات پر عدل ہو گا۔

مقاماتِ عدل : ۱ : اعلام ۲ : اعداد ۳ : غیر اعداد

عدل فی الاعلام : جب اعلام میں عدل ہو گا تو اس کے دو وزن ہوں گے[1]

۱ : فُعَلُ مثلاً زُفَرُ۔ زُحَلُ۔ عُمَرُ

۲ : فَعَالِ مثلاً حزامِ۔ قطام

نوٹ : فُعَلُ کا وزن مذکر کے لیے اور فَعَالِ کا وزن مؤنث کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

عدل فی الاعداد : جب عدل عدد میں ہو گا تو اس کے چھ[2] وزن ہیں۔

---

[1] کل اوزان چھ ہوئے کیونکہ فُعَلُ اوصاف و اعلام میں مُشترک ہے

[2] ضروری نہیں کہ جس کلمہ میں عدل ہو وہ غیر منصرف ہی ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کلمہ مبنی ہو مثلاً فَعَالِ کے وزن پہ آنے والے کلمات مبنی ہوتے ہیں۔

۱ : فُعَالُ : جیسے احادُ ۔ ثُناء ۔ ثلث ۔ رُباعُ وغیرہ

۲ : مَفْعَلُ جیسے موحد مثنیٰ ۔ مثلث ۔ مربع وغیرہ

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ

(تم نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں۔ دو یا تین یا چار)

نوٹ : عدد میں عدل دس تک ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک ۱۰ سے زائد میں بھی عدل ہو سکتا ہے۔

عدل فی غیر الاعداد :۔ غیر عدد میں عدل کے اوزان تین ہیں۔

۱ : فُعَلُ جیسے اُخر جُمَعُ

۲ : فَعَالِ جیسے اَمسِ

۳ : فَعَلُ جیسے سَحَرُ [1]

۲ : **وصف** : وصف وہ کلمہ ہوتا ہے جو اس ذات مبہم پر دلالت کرے جس کے ساتھ اس کے بعض اوصاف کا لحاظ کیا گیا ہو۔ مثلاً

اسود ۔ احمر ۔ خضراء ۔ ابیض ۔ غضبان ۔ بیضاء

(ان الفاظ کی دلالت ایک تو ذات پر ہوتی ہے اور اس کے ساتھ اس کے کالے یا سُرخ ہونے پر بھی دلالت ہے)۔

---

[1] سحر کا کلمہ اس وقت غیر منصرف ہوتا ہے جب یہ معین دن کے وقت پر دلالت کرے ورنہ یہ منصرف ہوگا مثلاً نجینا ھم بسحر۔

وصف کی اقسام :-

وصف کی دو اقسام ہیں

۱ : وصفِ اصلی   ۲ : وصفِ عارضی۔

وصفِ اصلی :- وہ وصف ہوتا ہے جس کو واضع نے صفت کے لیے ہی وضع کیا ہو خواہ معنی وصفی کے لیے استعمال ہو یا نہ ہو۔ مثلاً ابیض۔ اسود۔ احمر

وصفِ عارضی :- وہ وصف ہوتا ہے جس کو واضع نے صفت کے لیے وضع نہ کیا ہو لیکن صفت کے لیے استعمال ہو رہا ہو مثلاً مررت بنسوۃ اربع (میں چار عورتوں کے پاس سے گزرا) لفظ اربع کی وضع تین اور پانچ کے درمیانی مرتبہ عدد کے لیے ہے۔ ہاں مذکورہ مثال میں اَربع کو وصفی معنی میں استعمال ہو رہا ہے۔

نوٹ :- وصف کی دو اقسام میں سے وصف اصلی غیر منصرف کا سبب ہوتا ہے۔ وصف عارضی سبب نہیں بنتا۔

۳ : **تانیث :** تانیث اُس کلمہ کو کہتے ہیں جس میں کوئی علامت تانیث موجود ہو۔ مثلاً حبلٰی (حاملہ عورت)، کمثریٰ

فائدہ : تانیث کی دونوں قسمیں (بالتاء، بالالف) غیر منصرف کا سبب بنتی ہیں مگر تانیث بالالف دو کے قائم مقام ہوتی ہے۔

۴ : **معرفہ :** وہ اسم ہوتا ہے جو معین شے پر دلالت کرے مثلاً مکہ۔ مدینہ

نوٹ : اقسام معرفہ میں سے صرف علمیت غیر منصرف کا سبب بنتی ہے۔

۵ : عجمہ :- وہ کلمہ جس کو غیر عرب نے وضع کیا ہو یعنی جو عربی نہ ہو۔

عجمہ کے غیر منصرف بننے کے لیے شرائط :- اس کی دو شرائط ہیں

۱۔ عجمی زبان میں عَلَم ہو خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً۔

علم حقیقی : ہر وہ کلمہ جو لغت عجم میں عَلَم تھا پھر بغیر کسی تبدیلی کے عربوں میں بطور علم رائج ہو گیا۔ مثلاً ابراہیم، اسحاق۔ یعقوب

علم حکمی :- ہر وہ کلمہ جو بطور علم عجمی زبان میں استعمال نہیں ہوتا تھا لیکن عربوں نے بغیر کسی تبدیلی کے اسے کسی کا علم قرار دے دیا۔
مثلاً لفظِ "قالون" لغتِ عجم میں اس کا معنی عمدہ اور جید کے ہیں خواہ کوئی شے ہو۔ مگر عربوں نے ایک قاری کا علم قرار دے دیا کیونکہ وہ بہت ہی عمدہ قرآن تلاوت کیا کرتے تھے۔

۲ : علمیت کے ساتھ مندرجہ ذیل امور میں سے ایک کا پایا جانا۔
(۱) ثلاثی متحرک الاوسط (۱۱) زائد علی الثلاثہ

(۱) **ثلاثی متحرک الاوسط :** یعنی ایسا کلمہ جس کے تین حرف ہوں اور درمیانی حرف حرکت والا ہو جیسے
سَقَرُ (جہنم کے ایک طبقہ کا نام)۔ شَتَرُ (قلعہ کا نام)

زائد علی الثلاثہ :- یعنی ایسا کلمہ جس کے حروف تین سے زائد ہوں جیسے ابراہیم[1] اسماعیل

---

[1] بعض روایات میں ہے کہ عربی زبان کی ابتدا اس دُنیا میں سیدنا اسماعیل سے ہوئی۔ تمام انبیاء علیہم السلام میں سے یہ چھ اسمائے گرامی منصرف ہیں : ۱۔ محمد ۲۔ نوح ۳۔ لوط ۴۔ شیث ۵۔ ھود ۶۔ شعیب۔ ان کے علاوہ تمام کے تمام غیر منصرف ہیں۔

۶ : **جمع** : ہر جمع غیر منصرف کا سبب نہیں بنتی بلکہ وہ جمع سبب بنے گی جو منتہی الجموع ہو۔

جمع منتہی الجموع : وہ جمع ہوتی ہے جس کے پہلے دو حرف مفتوح ہوں تیسری جگہ الف اور اس کے بعد دو یا تین حرف پائے جائیں گے جیسے مساجد۔ مصابیح۔ محاریب۔ تماثیل۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ (تحقیق اللہ نے تمہاری بہت سے مقامات پر مدد فرمائی)

جمع منتہی الجموع کا دوسرا نام جمع اقصیٰ ہے۔

۷ : **ترکیب** : مرکب غیر مفید کی اقسام میں ایک قسم مرکب منع صرف تھی۔ وہی یہاں مراد ہے

یعنی دو کلموں کو اس طرح ایک کر دینا کہ وہاں کوئی حرف پوشیدہ نہ ہو اور نہ ہی دوسرا جز اسم صوت ہو۔ مثلاً بعلبک۔ حضرموت۔ معدیکرب

۸ : **الف نون زائدہ** :۔ ایسا اسم جس میں اس کے حروف اصلیہ کے علاوہ الف اور نون زائد ہوں۔

الف اور نون کے زائدہ ہونے کے مقامات : الف نون زائدہ ہونے کے دو مقامات

۱ : اسم (جامد) ۲۔ وصف (مشتق)

۱ : اگر الف نون اسم میں زائد ہو تو پھر اس کے غیر منصرف کے سبب بننے کے لیے علمیت شرط ہے۔ جیسے عثمان، عمران، رمضان

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

۲ : اگر الف نون وصف میں زائد ہو تو اس کے بارے میں علماء نحاۃ کے دو اقوال ہیں۔

i : انتفاءِ فعلانۃ : یعنی اس کلمہ کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ آئے۔

ii : وجودِ فعلیٰ : اس کلمہ کی مؤنث فعلیٰ کے وزن پر آئے۔ مثلاً سکران (نشہ کرنے والا) اسکی مؤنث سکریٰ آتی ہے سکرانۃ نہیں آتی۔ یہ لفظ دونوں اقوال کے مطابق غیر منصرف ہے ندمان کہ اس کلمہ کی مؤنث ندمانۃ آتی ہے ندمیٰ نہیں آتی لہذا یہ کلمہ دونوں اقوال کے مطابق منصرف ہوگا۔

مثال: وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰی اِلٰی قَوْمِہٖ غَضْبَانَ اَسِفًا (اعراف: ۱۵۰)

(جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصے کی حالت میں افسوس کرتے ہوئے لوٹے)

ہاں رحمٰن میں اختلاف ہے پہلے قول کے مطابق غیر منصرف ہوگا کیونکہ ان کے نزدیک کسی کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے لیے شرط ہے کہ اس کلمہ کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ آئے اور رحمٰن کی مؤنث ہے ہی نہیں لہذا یہ کلمہ غیر منصرف ہوا۔

اور دوسرے قول کے مطابق یہ کلمہ منصرف ہوگا کیونکہ ان کے نزدیک کسی کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے لیے شرط یہ تھی کہ اس کلمہ کی مؤنث فعلیٰ کے وزن پر آئے اور اس کلمہ کی مؤنث اس وزن پر نہیں آتی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے یہ کلمہ منصرف ہوگا۔

۹ : وزنِ فعل :

وزنِ فعل سے مراد ہر وہ اسم ہے جو فعل کے مخصوص اوزان میں سے کسی

ایک پر آئے یا اس اسم کی ابتداء میں حروفِ اتین میں سے کوئی آئے۔

وزنِ فعل کے غیر منصرف ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ وہ اسم فعل کے مخصوص وزن پر ہو جیسے ضُرِبَ

جب یہ کسی شخص کا نام رکھ دیا جائے تو یہ علمیت اور وزنِ فعل کی بنا پر غیر منصرف ہو جائے گا۔ اسی طرح شَمَّرَ (فعل ماضی معروف از بابِ تفعیل)

۲۔ اُس اسم سے پہلے حروفِ اتین[1] میں سے کوئی ایک حرف ہو جیسے

اَحْمَد یَشْکُر تَغْلِبُ نَرْجِس

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ

---

[1] حروفِ اتین سے مراد یہ چار حروف ہیں، الف ۲ تا ۳، ی، ۴، ن ان کو علامتِ مضارع بھی کہا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ بعض اوزان صرف اسم کے لیے مخصوص ہیں

ان پر فعل نہیں آتا اسی طرح بعض اوزان فعل کے لیے مخصوص ہیں ان پر اسم نہیں آ سکتا۔

اسم کے چھ اوزان ہیں۔

۱: فُعَالٌ ۲: فُعَلٌ ۳: مَفْعَلٌ ۴: فَعَلٌ

۵: فَعَالِ ۶: فَعَلِ

فعل کے بھی چھ اوزان ہیں:

۱: ثلاثی مجرد ماضی مجہول، ضُرِبَ ۲: رباعی مجرد مجہول، دُحْرِجَ

۳: ثلاثی مزید فیہ معروف، کَمَّرَفَ ۴: ثلاثی مزید فیہ مجہول اُکْرِمَ

۵: رباعی مزید فیہ معروف تَدَحْرَجَ

۶ رباعی مزید فیہ مجہول، تُدُحْرِجَ

سبق نمبر ۱۷

ظرف اور جار مجرور کی بحث[1]

ظرف : قبل، بعد، عند وغیرہ اور جار مجرور فی الدار، من البصرۃ تنہا کچھ نہیں بن سکتے اگر کسی جگہ یہ خبر صلہ، صفت، حال بنیں گے تو کسی نہ کسی متعلق سے مل کر بنیں گے۔

ظرف اور جار مجرور کا متعلق

ظرف اور جار مجرور کا متعلق دو چیزیں ہو سکتی ہیں۔

۱ : فعل

۲ : شبہ فعل

فعل سے مراد ماضی، مضارع امر اور نہی ہے اور شبہ فعل سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل اور مصدر ہیں۔

تعلق قائم کرنے کا طریقہ

اگر فعل یا شبہ فعل عبارت میں موجود ہو تو ظرف اور جار مجرور کو اس کے متعلق کر دیا جائے مثلاً اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ میں بذات الصدور علیم کے متعلق ہوگا۔

اگر فعل یا شبہ فعل عبارت میں موجود نہیں تو پھر اسے مقدر مانا جائے گا۔

---

[1] مرفوعات شروع کرنے سے پہلے یہ بحث ضروری ہے۔

متعلق مقدر کا طریقہ

اگر وہاں مناسب فعل یا شبہ فعل مل جائے تو اسکو مقدر مان لیا جانے
مثلاً - الصلوٰۃ علی رسول اللہ - یہاں علی رسول اللہ نازلۃ کے
متعلق ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بسم اللہ اشرعُ کے
متعلق بنایا جاسکتا ہے اور اگر وہاں کوئی مناسب فعل یا شبہ فعل نہ ہو تو افعال عامہ میں سے
کسی کو وہاں مقدر کیا جائے۔

افعال عامہ

افعال عامہ چار ہیں۔

۱: حصول ۲: وجود ۳: ثبوت ۴: کون

یعنی ان میں سے خود ان کے مصدر کو یا اس کے مشتق کو متعلق مقدر بنایا جا
سکتا ہے زید فی الدار میں ثبت یا ثابت، وجد یا موجود مقدر مانا جاسکتا ہے
نوٹ: نحوی ترکیب کرنے وقت جار مجرور کو ظرف کا ہی نام دے دیا جاتا ہے
ظرف کی دو قسمیں ہیں۔

ظرفِ لغو

وہ ظرف ہوتی ہے جس کا متعلق عبارت میں موجود ہو جیسے
ختم اللہ علی قلوبہم

ظرفِ مستقر:

وہ ظرف ہوتی ہے جسمیں متعلق عبارت میں موجود نہ ہو جیسے
فی الدار رجلٌ

سبق نمبر ۱۸

مَرفُوعات مَنصُوبات اور مجرورات کا بیان

ہر جملہ (خواہ اسمیہ ہو یا فعلیہ) کے اجزائے اصلیہ صرف دو ہوتے ہیں۔

۱: مسند ۲: مسند الیہ

ان کے علاوہ جملہ میں جو کچھ ہوگا مثلاً جار مجرور، ظرف وغیرہ، وہ متعلقات جملہ کہلائیں گے ان اصلی اجزاء میں بعض محلِ رفع میں واقع ہونے کی وجہ سے مرفوع، بعض محلِ نصب میں واقع ہونے کی وجہ سے منصوب اور بعض محلِ جر میں واقع ہونے کی وجہ سے مجرور کہلاتے ہیں۔

(۱) مرفوعات: (محلِ رفع میں واقع ہونے والے)
ان کی تعداد آٹھ ہے۔

۱: مُبتدا ۲: خبر ۳: فاعل ۴: نائب فاعل
۵: افعالِ ناقصہ کا اسم۔ ۶: حروفِ مشبہ بالفعل کی خبر ۷: حروف مشابہ بلیس کا اسم ۸: لائے نفی جنس کی خبر

(۲) منصوبات: (محلِ نصب میں واقع ہونے والے)
ان کی تعداد بارہ ہے۔

۱: مفعول بہ ۲: مفعول مطلق ۳: مفعول فیہ ۴: مفعول لہٗ
۵: مفعول معہ ۶: حال ۷: تمیز ۸: مستثنیٰ ۹: افعال ناقصہ کی خبر ۱۰: حروف مشبہ بالفعل کا اسم ۱۱: حروف مشابہ بلیس کی خبر
۱۲: لائے نفی جنس کا اسم۔

(۳) **مجرورات :** (محل جر میں واقع ہونے والے) ان کی تعداد دو ہے۔

۱۔ مضاف الیہ ۔ ۲۔ مجرور بحرفِ جر

سبق نمبر ۱۹

مبتدا و خبر کا بیان

۱۔ **مبتدا :** وہ اسم جو عامل لفظی سے خالی اور مسند الیہ ہو۔

اللہ احد محمد رسول اللہ

۲۔ **خبر :** وہ اسم جو عامل لفظی سے خالی اور مسند ہو جیسے

زید قائمٌ اللہ بصیرٌ

مبتدا و خبر کا اعراب : مبتدا و خبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں۔

عامل : مبتدا اور خبر کے عامل کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

۱: مبتدا خبر میں عامل ہوتا ہے اور خبر مبتدا میں، اس قول کے مطابق دونوں کا عامل لفظی ہوتا ہے۔

۲: مبتدا خبر میں عامل ہوتا ہے اور مبتدا کا عامل معنوی ہوتا ہے اس قول کے مطابق خبر کا عامل لفظی مگر مبتدا کا معنوی ہوتا ہے۔

۳: دونوں کا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ اسم کا عاملِ لفظی سے خالی ہونا ہے۔ (اکثر نحاۃ اسی بات کے قائل ہیں)

احکام مبتداء

۱ : مبتداء ہمیشہ مرفوع ہوگا

۲ : مبتداء مفرد ہوگا، جملہ نہیں ہوگا (مرکب غیر مفید مبتداء بن سکتا ہے)

۳ : مبتداء معرفہ ہوگا نکرہ نہیں ہوگا۔

ہاں دو صورتوں میں نکرہ مبتداء بن سکتا ہے۔

(i) ۔ جب نکرہ عموم پر دلالت کرے ما احدٌ خیرٌ منک

فائدہ : جب نکرہ سے پہلے حرف نفی یا استفہام آجائے تو اس وقت نکرہ عموم پر دال ہوتا ہے۔

(ii) نکرہ مخصوصہ۔

نکرہ کو مخصوص کرنے کے طریقے :

نکرہ کو مخصوص کرنے کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں۔

۱ : جب نکرہ کے ساتھ صفت بیان کردی جائے

مثلاً ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ (مومن غلام مشرک سے بہتر ہے)

۲ : جب نکرہ کو دوسرے نکرہ کیطرف مضاف کردیا جائے مثلاً

کتاب رجل جید

۳ : جب نکرہ جار مجرور کے بعد آجائے مثلاً

فی البیت رجلٌ ، وعلی ابصارھم غشاوۃٌ

۴ : جب نکرہ دعا یا بددعا کیلئے آئے جیسے سلامٌ علیک

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ (کم ناپنے والوں کے لیے ہلاکت ہے)

۵ : جب نکرہ صفت ہو اور موصوف کے قائم مقام آجائے جیسے
عالمٌ خیرٌ مِنۡ جاھلٍ (عالم جاہل سے بہتر ہے)
اس مثال میں عالم نکرہ صفت ہے اور موصوف کے قائم مقام ہے
اصل میں رجلٌ عالمٌ خیرٌ من جاھلٍ تھا۔

۶ : جب نکرہ پہ نکرہ موصوفہ کا عطف کیا جائے طاعۃ وقول معروفٌ

۷ : جب نکرہ مصغر ہو۔ جیسے عُبَيۡدٌ عِنۡدِیۡ

۸ : جب نکرہ اذا مفاجاتیہ کے بعد آئے جیسے خرجتُ
اذا اسدٌ موجودٌ (جب میں نکلا تو اچانک شیر کو پایا)

احکام خبر :-

۱ : خبر مرفوع ہوتی ہے۔

۲ : خبر معرفہ و نکرہ دونوں ہو سکتی ہے

۳ : خبر مفرد اور جملہ دونوں ہو سکتی ہے

۴ : جب خبر جملہ واقع ہو رہی ہو تو اس میں رابطے کا ہونا ضروری ہے
درج ذیل چیزیں رابطہ بن سکتی ہیں۔

۱ : ضمیر :-
یعنی خبر میں ایسی ضمیر ہو جو مبتداء کی طرف لوٹے مثلاً زیدٌ قائمٌ ابوہ

۲ : اسم اشارہ :-
خبر میں کوئی ایسا اسم اشارہ ہو جس کا مشارٌ الیہ مبتدا ہو بن رہا ہو۔
مثلاً وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ذٰلِکَ خَیۡرٌ

۳ : اتحادِ لفظ :-

خبر اور مبتداء کے الفاظ ایک ہوں مثلاً الحاقۃ ما الحاقۃ

۴ : اتحادِ معنیٰ :-

خبر اور مبتداء کا معنیٰ ایک ہو ۔ ھو اللّٰہ احد

یہاں ھُوَ اور اسمِ جلالت سے ایک ہی ذات مُراد ہے۔

مبتداء اور خبر میں کب موافقت ضروری ہوتی ہے۔ ؟

درج ذیل دو صورتوں میں خبر کا واحد، تثنیہ، جمع، تذکیر اور تانیث میں مبتداء کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

۱ : جب خبر اسم مشتق ہو۔ جیسے زید عالم

۲ : جب خبر اسم منسوب ہو جیسے فاطمۃ باکستانیۃ

نوٹ :- جب مبتداء جمع مکسر ہو تو خبر مفرد مؤنث بھی آ سکتی ہے۔

مبتداء کو مقدم کرنے کے مقامات :-

کبھی مبتدا پہلے اور خبر بعد میں اور کبھی خبر پہلے اور مبتدا بعد میں آتا ہے مگر درج ذیل صورتوں میں مبتدا کو مقدم لانا واجب ہوتا ہے۔

۱ : جب مبتداء اور خبر دونوں معرفہ ہوں۔

مُحَمَّدٌ رسول اللّٰہ آدم ابونا

۲ : جب مبتداء ایسا کلمہ واقع ہو رہا ہو جس کا ابتداء کلام میں لانا ضروری ہو۔

۱ : مَنْ نَبِیُّکَ ؟ ۲ : ما اسْمُکَ ؟

ان مثالوں میں مَنْ ۔ ما مبتداء ہیں جو استفہام کے لیے آتے ہیں۔

اور وہ ابتداءِ[1] کلام کا مطالبہ کرتے ہیں۔

۳ : جب مبتداء خبر میں منحصر ہو جیسے مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

۴ : جب مبتداء اور خبر تخصیص میں برابر ہوں جیسے اَفْضَلُ مِنِّیْ عِلْمًا اَفْضَلُ مِنْکَ عَقْلًا

۵ : جب مبتداء کی خبر جملہ فعلیہ ہو مثلاً زَیْدٌ ضَرَبَ

خبر کے مقدّم کرنے کے مقامات

درج ذیل صورتوں میں خبر کا مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔

۱۔ جب مبتداء نکرہ ہو اور خبر جار مجرور یا ظرف ہو

فِی الْبَیْتِ رَجُلٌ (گھر میں مرد ہی ہے)

وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ (اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے)

۔ جب خبر ایسا کلمہ ہو جو صدارتِ کلام کو چاہتا ہو مثلاً

اَیْنَ زَیْدٌ ؟ (زید کہاں ہے ؟)

اَیْنَ الْمَفَرُّ ؟ (فرار ہونے کی جگہ کہاں ہے ؟)

۳۔ جب مبتداء ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو خبر کی طرف لوٹ رہی ہو۔

عَلَی الْبَیْتِ سَقْفُہٗ۔

---

[1] درج ذیل کلمات کا تقاضا ہوتا ہے کہ ہمیں کلام کی ابتداء میں لایا جائے

۱ : اسم استفہام ۲ : کم خبریہ ۳ : ضمیر شان ۴ : ضمیر قصہ

۵ : لامِ ابتداء ۶ : ما تعجبیہ

۴ : جب خبر مبتدا میں منحصر ہو۔ ماخالق الا اللہ

سبق نمبر ۲۰

نَوَاسِخِ جُمْلہ کا بیان

نواسخ ناسخ کی جمع ہے جو نسخ سے مشتق ہے اس کے لغوی معنی مٹانے کے ہیں۔

نواسخ کی تعریف : وہ افعال اور حروف جو جملہ اسمیہ پہ داخل ہو کر اس میں تبدیلی پیدا کر دیں۔ مبتداء اور خبر مرفوع ہوتے ہیں مگر یہ آ کر کبھی مبتداء کو نصب دیتے ہیں اور کبھی خبر کو نصب دیتے ہیں۔

تعداد : ان کی تعداد پانچ ہے۔

۱ : افعالِ ناقصہ ۲ : افعالِ مقاربہ ۳ : حروفِ مشبہ بالفعل
۴ : حروف مشابہ بلیس ۵ : لائے نفی جنس

افعالِ ناقصہ :-

تعداد : ان کی تعداد تقریباً بیس ہے

۱ : کان ۲ : صار ۳ : امسیٰ ۴ : اصبح ۵ : اضحیٰ
۶ : ظلّ ۷ : بات ۸ : مازال ۹ : مابرح ۱۰ : مافتیٔ
۱۱ : ماانفک ۱۲ : مادام ۱۳ : لیس ۱۴ : آض ۱۵ : عاد
۱۶ : تحوّل ۱۷ : غدا ۱۸ : راح ۱۹ : استحال ۲۰ : ارتدّ

ان میں سے پہلے تیرہ کثیر الاستعمال اور آخری سات قلیل الاستعمال ہیں

وجہ تسمیہ: ان کو افعالِ ناقصہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اپنا معنی دینے میں خبر کے محتاج ہوتے ہیں۔

عمل: یہ رافع الاسم اور ناصب الخبر ہیں۔

نوٹ: افعالِ ناقصہ کے مشتقات کا یہی عمل ہے۔

افعالِ ناقصہ کا معنیٰ اور ان کا استعمال:-

کان درج ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱: ناقصہ ۲: تامّہ ۳: زائدہ ۴: صار کے معنی میں

کان ناقصہ: یہ خبر کو اسم کے لیے زمانۂ ماضی میں ثابت کرنے کے لیے آتا ہے اس کی خبر کی دو صورتیں ہیں۔

۱: دائمی ہوگی۔ یعنی اسم سے جُدا نہ ہو سکے جیسے کان اللّٰہ علیمًا حکیمًا۔

۲: غیر دائمی ہوگی: یعنی اسم سے جُدا ہو سکے جیسے کان زیدٌ قائمًا

کان تامہ: جب کان ثبتَ، حصلَ کے معنی میں ہو اس وقت یہ تامہ کہلائے گا۔ اس وقت اسے خبر کی محتاجی نہیں ہوتی

وإن كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ، كَانَ مَطَرٌ اَىْ حَصَلَ

کان زائدہ: یعنی اسے حذف کر دینے کے باوجود معنی کلام درست رہے۔

صار کے معنی میں: کبھی کان صار کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یعنی انتقال کے معنی میں بھی آتا ہے۔

۲ : صار : یہ انتقال کے معنی میں آتا ہے۔

صارَ زیدٌ غنیًّا (زید غنی ہو گیا)

۳ : امسٰی ۴ : اصبح ۵ : اضحٰی ۶ : ظل ۷ : بات

امسٰی شام، اصبح صبح، اضحٰی چاشت، ظل دن اور بات رات کے ساتھ خبر کو متصل کر دیتا ہے۔

نوٹ : کبھی یہ تمام صار کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتے ہیں مثلاً۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا (تم اللہ کی نعمت کی وجہ سے آپس میں بھائی ہو گئے) یہاں اصبح صبح کے معنی میں نہیں ہے بلکہ صار کے معنیٰ میں ہے۔

۸ : مازال ۹ : مابرح ۱۰ : مافتیٔ ۱۱ : ماانفک

یہ چاروں افعال خبر میں دوام، استمرار اور ہمیشگی کے معنی پیدا کرتے ہیں

مازالَ زیدٌ غنیًّا (زید ہمیشہ غنی رہا)

ف : ان سے پہلے ما حرفِ نفی ہے۔

۱۲ : مادام :۔ یہ فعل تعیینِ وقت کے لیے آتا ہے۔

اَوصانِی بالصَّلٰوۃِ والزَّکٰوۃ مادُمتُ حَیًّا

(مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں)

نوٹ : مادام میں ما مصدریہ ہے ما نافیہ نہیں۔

۱۳ : لیس ۔ یہ نفی حال کے لیے آتا ہے جیسے لیس زیدٌ قائمًا (زید کھڑا نہیں ہے)

اشتقاق کے لحاظ سے افعالِ ناقصہ کی تقسیم

اشتقاق کے لحاظ سے افعالِ ناقصہ کی تین اقسام ہیں۔

۱: بعض افعال ایسے ہیں: جن سے صرف ماضی کی گردانیں[1] آتی ہیں۔ اس کے علاوہ مضارع امر کی گردانیں نہیں آتیں۔ ۱: لیس

۲: مادام۔

۲: بعض افعال ایسے ہیں: جن سے ماضی اور مضارع دونوں کی گردانیں آتی ہیں۔

۱۔ مَازَال ۲۔ مَابرح ۳۔ مَافتئ ۴۔ ماانفك

۳۔ بعض افعال ایسے ہیں جن سے ماضی، مضارع اور اَمر تینوں کی گردانیں آتی ہیں ۱: کان ۲: صار ۳: اصبح ۴: امسٰی ۵: اضحٰی

۶: ظل ۷: بات

افعال ناقصہ کی خبر کے احکام

۱: ۵ افعال ایسے ہیں جن سے پہلے خبر نہیں آسکتی۔

۱: لیس ۲: ما زال ۳: مادام ۴: ماانفك ۵: مافتئ

۲: کبھی کبھی افعالِ ناقصہ کی خبر اسم سے پہلے بھی آجاتی ہے۔

كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (مومنوں کی مدد کرنا ہمارے اوپر حق ہے)

---

[1] ایسے افعال جن سے تمام قسم کی گردانیں آئیں ان کو متصرف سے تعبیر کرتے ہیں

۳ : کبھی کبھی خبر افعالِ ناقصہ اور اسم سے پہلے بھی آجاتی ہے مثلاً عالماً کان زید۔

۴ : لیس کی خبر پر اکثر اوقات "ب" داخل ہوتی ہے اور یہ "ب" زائدہ ہوتی ہے۔

الیس اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ (کیا اللہ سب حاکموں کا حاکم نہیں ہے ؟)

۵ - جب کان سے پہلے حرف نفی آجاتے تو اس وقت اس کی خبر پر بھی "ب" داخل ہوتی ہے۔ وما کنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ (تم مغرب کی جانب موجود نہ تھے)

سبق نمبر ۲۱

(۲) افعالِ مقاربہ

تعداد : ان کی تعداد تقریباً چودہ ہے

۱ : عسٰی ۲ : کاد ۳ : کَرَبَ ۴ : اَوْشَکَ
۵ : حریٰ ۶ : اخلولق ۷ : طفق ۸ : جعل
۹ : اخذ ۱۰ : ھَبَّ ۱۱ : قَامَ ۱۲ : اَنْشَأَ
۱۳ : عَلِقَ ۱۴ : بَدَأَ

ان میں پہلے چار کثیر الاستعمال اور دیگر قلیل الاستعمال ہیں۔

وجہ تسمیہ : یہ افعال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ہماری خبر قریبی زمانہ میں واقع ہوگی۔

عمل یہ بھی افعالِ ناقصہ کی طرح رافع الاسم اور ناصب الخبر ہیں۔

معنی کے اعتبار سے افعال مقاربہ کی تقسیم :-

۱ : افعالِ قرب : کچھ افعال ایسے ہیں جو وقوعِ خبر کی قربت پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ تین ہیں۔

۱ : کَادَ ۲ : اَوْشَكَ ۳ : كَرَبَ

جیسے : كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا (قریب ہے کہ فقر کفر کا سبب بنے)

۲ : افعالِ رجاء : کچھ افعال ایسے ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر واقع ہونے کی امید ہے۔ ان کی تعداد بھی تین ہے

۱ : عسٰی ۲ : حرٰی ۳ : اخلولق

جیسے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ (نزدیک ہے کہ اللہ فتح عطا فرمائے)

۳ : افعالِ شروع : کچھ افعال ایسے ہیں جو کسی عمل کے شروع ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ افعال درج ذیل ہیں۔

۱ : طفق ۲ : جعل ۳ : اخذ ۴ : هَبَّ ۵ : انشأ ۶ : قام

جیسے : طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

(ان دونوں نے اپنے جسم پر جنت کے پتے سینے شروع کر دیے)

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَمْسَحُ رَاْسَهُ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس (عمار بن یاسرؓ) کے سر میں ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا)

خبر کے لحاظ سے افعالِ مقاربہ میں فرق

۱ : بعض افعال ایسے ہیں جن کی خبر میں فعل مضارع سے پہلے "اَن" کا لانا ضروری ہے۔ ان کی تعداد دو ہے۔

۱ : حریٰ ۲ : اِخلولق

۲ : بعض افعال ایسے ہیں جن کی خبر پر "آن" داخل نہیں ہوتا وہ افعال درج ذیل ہیں۔

۱۔ طفق ۲ : جعل ۳ : اخذ ۴ قام ۵ : ھب ۶ : اَنشَأَ

۳ : بعض افعال ایسے ہیں کہ جن کی خبر پر آن کا آنا یا نہ آنا برابر ہے۔ ان کی تعداد چار ہے۔

۱ : عسیٰ ۲ : کاد ۳ : کرب ۴ : اوشک

نوٹ : کاد اور اوشک ان دونوں افعال سے ماضی اور مضارع کا صیغہ بھی آتا ہے اور ان کے علاوہ سب افعال سے صرف ماضی کی گردان آتی ہے۔

افعالِ مقاربہ اور ناقصہ میں فرق

افعالِ مقاربہ	افعالِ ناقصہ
۱ : خبر کے زمانۂ قریب میں وقوع پر دلالت کرتے ہیں۔	۱ : قربِ خبر پر دلالت نہیں کرتے
۲ : ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع آتی ہے ماسوائے عسیٰ کے کہ اس کی خبر مضارع کے علاوہ بھی آسکتی ہے۔	۲ : ان کی خبر اسم اور فعل مضارع اور ماضی بھی واقع ہوتی ہے

۳ : ان کی خبر اسم سے پہلے تو آ سکتی ہے لیکن خود افعال مقاربہ سے پہلے نہیں آ سکتی۔	۴ : ان کی خبر اسم سے پہلے بھی آ سکتی ہے۔ اور خود افعال ناقصہ سے پہلے بھی آ سکتی ہے۔

سبق نمبر ۲۲

۳ : حروف مشبہ بالفعل

تعداد : حروف مشبہ بالفعل کی تعداد چھ ہے۔

۱ : إِنَّ   ۲ : أَنَّ   ۳ : كَأَنَّ   ۴ : لٰكِنَّ

۵ : لَيْتَ   ۶ : لَعَلَّ۔

عمل : یہ ناصب الاسم اور رافع الخبر ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

وجہ تسمیہ : ان کی فعل کے ساتھ لفظی اور معنوی مشابہت ہے۔

لفظی مشابہت :

۱۔ نون وقایہ[1] جس طرح فعل کے ساتھ آتا ہے اسی طرح ان حروف کے ساتھ بھی آتا ہے۔ جیسے ضَرَبَنِیْ إِنَّنِیْ

۲ : جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے خماسی نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ حروف بھی ثلاثی، رباعی ہوتے ہیں لیکن خماسی نہیں ہوتے جیسے اِنَّ كَاَنَّ

---

[1] وقایۃ کے معنی بچنے کے ہوتے ہیں
وہ نون ہوتا ہے جو فعل کو کسرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسے جاءنی زیدٌ

معنوی مشابہت : یہ حروف فعل کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

حروف مشبہ بالفعل کے معانی

۱، ۲: اِنَّ، اَنَّ : یہ دونوں تاکید کے لیے آتے ہیں۔ جیسے
اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے)

۳: کَاَنَّ : یہ تشبیہ کے لیے آتا ہے۔
کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ (زید گویا شیر ہے)

۴: لٰکِنَّ : یہ استدراک[1] کے لیے آتا ہے۔ جیسے،
مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔ (اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ تمہیں غیب عطا فرمائے لیکن اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے (غیب دینے کے لیے) منتخب فرما لیتا ہے)

۵: لَیْتَ : یہ تمنا کے لیے آتا ہے جیسے لَیْتَ الشَّبَابَ رَاجِعٌ۔
(کاش جوانی واپس آجاتی)

۶: لَعَلَّ : یہ اُمید کے لیے آتا ہے جیسے لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبٌ
(شاید قیامت قریب ہے)

ماکافہ کے بعد تبدیلی

جب حروف مشبہ بالفعل کے بعد ماکافہ[2] آجائے تو ان میں دو تبدیلیاں

---

[1] کلام سابق سے پیدا ہونے والے وہم کے ازالے کو استدراک کہتے ہیں۔
[2] یہ کفّ یکفّ سے ہے جس کا معنی روکنا ہے اس کو ما کافہ اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ حروف مشبہ بالفعل کے عمل کو روک دیتا ہے۔

آجاتی ہیں۔

۱ : یہ بے عمل ہو جاتے ہیں جیسے اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ بیشک تمہارا معبود ایک ہی ہے)

۲ : یہ جملہ اسمیہ کے علاوہ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہو جاتے ہیں جیسے کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ (گویا ان کو موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے)

۳ : جب ما لَیْتَ پر داخل ہو تو اس وقت لیت کا عاملہ اور غیر عاملہ ہونا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جیسے لیتما الشَّباب یعودُ الشباب پر نصب اور رفع دونوں جائز ہیں۔ لیکن یہ ما کے بعد بھی جملہ فعلیہ پر داخل نہیں ہو گا۔

احکامِ خبر

حروف مشبہ بالفعل کی خبر کے تمام احکام وہی ہوں گے جو مبتدا کی خبر کے ہیں کیونکہ ان کے اسم و خبر آپس میں مبتدا و خبر ہی ہوتے ہیں ۔ ہاں ان امور میں اختلاف ہے

۱ : ان کی خبر ان کے اسماء سے مقدم نہیں ہو سکتی ہاں اگر خبر جار مجرور اور ظرف ہو تو پھر مقدم ہو سکتی ہے۔ مثلاً اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً (تمہارے لیے چوپاؤں میں عبرت ہے) ان من البیان لسحراً (بعض بیان جادو ہوتے ہیں)

۲ : خبر خود ان حروف سے بھی مقدم نہیں ہو سکتی۔

سبق نمبر ۲۳

مقاماتِ إنَّ اور أَنَّ

بعض مقامات پر إنَّ، بعض پر أَنَّ کا لانا لازم ہے۔ اور بعض مقامات پر دونوں کا لانا جائز ہے۔

مقاماتِ إنَّ

وہ مقامات جہاں إنَّ پڑھنا ضروری ہے۔

۱ : ابتدائے کلام میں خواہ ابتدائے کلام حقیقۃً ہو جیسے إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ یا حکماً ہو جیسے أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۔

۲ : قول اور اس کے مشتقات کے بعد جیسے قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے کتاب عطا کی گئی اور نبی بنا کر بھیجا گیا۔)

۳ : حیث کے بعد جیسے إِجْلِسْ حَيْثُ إِنَّ الْعِلْمَ مَوْجُودٌ (وہاں بیٹھو جہاں علم ہو)

۴ : اذ کے بعد جیسے جِئْتُكَ إِذْ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ (میں تیرے پاس آیا جب سورج طلوع ہو رہا تھا)

۵ : صلہ سے پہلے جیسے جَاءَ الرَّجُلُ الَّذِي إِنَّهُ لَغَائِبٌ (آ گیا وہ شخص جو غائب تھا)

۶ : جواب قسم میں۔ جیسے وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ

۷ : جب حروف مشبہ بفعل کی خبر پر لامِ تاکید داخل ہو جیسے
واللہ یشھدُ اِنَّ المُنافِقِینَ لَکٰذِبُونَ (اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافقین جھوٹے ہیں)

۸ : جب اِنَّ کا مابعد حال واقع ہو رہا ہو جیسے ۔
جِئتُ وَاِنَّ الشمسَ تغربُ (میں آیا اس حال میں کہ سورج غروب ہو رہا تھا ۔

۹ : جب اِنَّ کا مابعد ماقبل کے لیے صفت بن رہا ہو جیسے
جاءَ رجلٌ اِنّہ فاضلٌ (میرے پاس آدمی آیا جو کہ فاضل ہے)

مقامات أَنَّ

وہ مقامات جہاں أَنَّ ہی پڑھیں گے ۔

۱ : عَلِمَ، شَهِدَ اور ان کے مشتقات کے بعد بشرطیکہ خبر پہ لام نہ ہو
شھد اللہ أنّہ لا الٰہ الا ھو (اللہ گواہ ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)

۲ : جب اپنے مابعد سے مل کر فاعل بن رہا ہو۔ مثلاً اَوَلَم یکفِھِم أَنَّا أَنزَلنَا عَلَیکَ الکِتَابَ (کیا ان کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی)

۳ : لَو کے بعد مثلاً وَلَوْ أَنَّھُم اِذ ظَّلَمُوا اَنفُسَھُم جَاءُوکَ فَاستَغفَرُوا اللہَ وَاستَغفَرَ لَھُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللہَ تَوَّابًا رَّحِیمًا (اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو وہ آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے معافی مانگیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کی سفارش کریں تو ضرور

یقیناً اللہ کو پاؤ گے اس حال میں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے اور رحم کرنے والا ہے)

۴ : جب اپنے مابعد سے مل کر نائب الفاعل بن رہا ہو جیسے قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ (فرما دیجئے کہ مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ (اللہ کا کلام) جنوں کے ایک گروہ نے سنا)

۵ : جب اپنے مابعد سے مل کر مفعول بن رہا ہو جیسے:۔ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ (اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اس کو اللہ کا شریک ٹھہرایا)

۶ : اَنَّ اور اس کا مابعد مبتدا واقع ہو رہا ہو جیسے وَمِنْ اٰیَاتِهٖ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً (اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم زمین کو نرم دیکھتے ہو)

۷ : حرف جر کے بعد مثلاً ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ (اللہ کی ذات ہی حق ہے)۔

۸ : جب یہ مضاف الیہ بن رہا ہو۔ جِئْتُ قَبْلَ اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ۔

مقامات اِنَّ و اَنَّ

وہ مقامات جہاں اِنَّ اور اَنَّ دونوں پڑھنے جائز ہیں۔

۱ : اذا مفاجاتیہ کے بعد : مثلاً۔ خَرَجْتُ فَاِذَا اِنَّ الْاَسَدَ مَوْجُوْدٌ (میں باہر نکلا تو اچانک شیر کو موجود پایا)

۲ : فا جزائیہ کے بعد : جیسے مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ (جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے)

۳: اس کا مابعد علت بن رہا ہو: جیسے
وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ
(آپ اپنے غلاموں کے لیے دعا فرمایئے کیونکہ آپ کی دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہے)

۴: لفظ لاجرم کے بعد جیسے
لَاجَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ
(یہ یقینی بات ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے وہ جو چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں۔)

"اِنَّ اور اَنَّ میں تخفیف"
بعض مقامات پر اِنَّ اور اَنَّ دونوں کو مخففہ کر کے پڑھا جاتا ہے۔

۱: جب اِنَّ میں تخفیف ہوگی تو اس وقت اس کی خبر پر لام کا ہونا ضروری ہوگا۔

۲: اِنْ مخففہ اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوگا
(ا) اس صورت میں اگر فعل پر داخل ہوگا تو عمل نہیں کرے گا۔
جیسے وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ
(آپ اس سے پہلے اُسے نہ جانتے تھے)
(ii) اگر اسم پر داخل ہو تو بعض اوقات عمل کرے گا جیسے وَاِنْ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ۔ (بے شک تمہارا رب ان سب کے اعمال کا ان کو پورا پورا اجر دے گا)

۳ : اَنَّ مخففہ جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر داخل ہوگا۔

(i) اگر جملہ اسمیہ پر داخل ہوا تو وہاں ضمیرِ شان مقدر ماننا ہوگی جیسے

وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(اور ان کی دُعا کا خاتمہ یہی ہے کہ تمام تعریفیں اُسی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے)

(ii) اور اگر جملہ فعلیہ پر داخل ہو تو فعل پر سین، قَد اور حرفِ نفی میں سے کسی کا ہونا ضروری ہے، جیسے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى (اسے معلوم ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہیں)

لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ (تاکہ خدا تعالے دیکھ لے کہ انھوں نے اپنے ربّ کے پیغام پہنچا دیے)

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ (کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اُسے کسی نے نہیں دیکھا)

سبق نمبر ۲۴

۴ ۔ حروف مشابہ بلیس

تعداد : ان کی تعداد چار ہے۔

۱ : ما ۲ : لا ۳ : لاتَ ۴ : اِنْ

وجہ تسمیہ : ان حروف کو حروف مشابہ بلیس اس لیے کہتے ہیں کہ ان حروف کی لیس کے ساتھ لفظاً اور معنیً دونوں طرح کی مشابہت ہے۔

لفظی مشابہت: یہ لیس جیسا عمل کرتے ہیں یعنی رافع الاسم اور ناصب الخبر ہیں۔

معنوی مشابہت: ان کا بھی وہی معنی ہے جو کہ لیس کا ہے یعنی نفی کے لیے آتے ہیں۔

عمل: رافع الاسم اور ناصب الخبر ہیں
مَا هٰذَا بَشَرًا (یہ کوئی بشر نہیں ہے)
مَا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ (وہ ان کی مائیں نہیں)

اِن۔ ما اور لا میں فرق:

اِن، ما نکرہ اور معرفہ دونوں پہ داخل ہوتے ہیں۔

نکرہ کی مثال: (۱) ما رجلٌ منطلقاً
(۲) اِنْ احدٌ خیرًا من احدٍ الا بالعَافِیۃ (عافیت کے علاوہ کوئی کسی سے بہتر نہیں)

معرفہ کی مثال: (۱) ما زیدٌ قائمًا۔ اِنِ الْاَ نْهَارُ فَائِضَۃً
جبکہ لا فقط نکرہ پر داخل ہوتا ہے معرفہ پہ داخل نہیں ہوتا۔
لا رجلٌ افضل منك (تم سے بہتر کوئی آدمی نہیں)

لات کا استعمال: لات کے استعمال کی دو شرائط ہیں۔
(۱) اس کے اسم و خبر کا اسماء زماں میں سے ہونا مثلاً حین۔ ساعۃ، اوان جیسے لاتَ حِینَ مناصٍ (یہ بچاؤ کا وقت نہیں)

(ii) لات کا اسم اکثر طور پر پوشیدہ ہوتا ہے۔ لات الحینُ حینَ مناص

ما اور لا کے بے عمل ہونے کی صورتیں:

۱: جب انکی خبر پر اِلّا داخل ہو جائے جیسے وما محمد الا رسول
۲: جب انکی خبر اسم سے پہلے آجائے جیسے ما قائمٌ زیدٌ

سبق نمبر ۲۵

۵۔ لائے نفی جنس:

تعریف: وہ لا ہوتا ہے جو کسی شے کی جنس کی نفی کرے۔

جیسے لا رجل فی الدار

لا بمعنی لیس اور لائے نفی جنس میں فرق:

لا بمعنی لیس صرف ایک چیز کی نفی کرتا ہے دوسروں کی نفی کا اس میں احتمال ہوتا ہے جبکہ لائے نفی جنس جس طرح ایک کی نفی کرتا ہے اسی طرح دوسروں کی بھی نفی کرتا ہے

عمل: یہ اپنی خبر کو رفع دیتا ہے جبکہ اس کے اسم کی چند حالتیں ہوتی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱: اگر اسم نکرہ مفرد ہو تو مبنی بر فتحہ ہوگا۔ جیسے لا رجل فی الدار
۲: اگر اسم مضاف یا مشابہ بالمضاف ہو تو معرب منصوب ہوگا۔

مضاف کی مثال: لا غلام رجل ظریفٌ فی الدار

(غلام رجل = اسم، ظریفٌ فی الدار = خبر)

مشابہ بالمضاف کی مثال : لا عشرین درھما عندی
اسم — خبر

۲ : اگر لا کے بعد نکرہ مفرد تکرار کے ساتھ آجائے تو اس کے اسم پر پانچ صورتیں جائز ہیں۔

(۱) دونوں مرفوع۔ لا حولٌ ولا قوۃٌ
(اس صورت میں دونوں لا بمعنی لیس ہوں گے)

(۲) دونوں مبنی بر فتحہ۔ لا حولَ ولا قوۃَ (اس صورت میں دونوں لا نفی جنس ہوں گے)

(۳) پہلا مبنی بر فتحہ اور دوسرا مرفوع۔ لا حولَ ولا قوۃٌ (اس صورت میں پہلا لا نفی جنس کے لیے ہوتا ہے اور دوسرا لا بمعنی لیس ہوتا ہے)

(۴) پہلا مرفوع اور دوسرا مبنی بر فتحہ۔ لا حولٌ ولا قوۃَ (اس صورت میں پہلا لا بمعنی لیس اور دوسرا لا نفی جنس کے لیے ہوگا)

(۵) پہلا مبنی بر فتحہ جبکہ دوسرا منصوب۔ لا حولَ ولا قوۃً (اس صورت میں پہلا لا نفی جنس کے لیے ہوگا جبکہ دوسرا زائدہ ہوگا۔

۳ : لا کے بعد اگر اسم معرفہ آجائے تو دو چیزیں ضروری ہیں۔

(i) یہ لا عمل نہیں کرے گا۔

(ii) اس اسم معرفہ کو تکرار کے ساتھ لانا ضروری ہوگا
جیسے لا زیدٌ فی الدار ولا عمرٌو (گھر میں نہ زید ہے اور نہ عمر ہے)
اس مثال میں زید مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے

سبق نمبر ۲۶

فاعل کی بحث

جملہ فعلیہ : جملہ فعلیہ وہ جملہ ہوتا ہے جس کا پہلا جز فعل ہو جیسے
قام زید

عمل : فعل اپنے فاعل کو رفع اور اپنے مفعول کو نصب دیتا ہے۔

فعل کی اقسام اسکی دو اقسام ہیں۔
۱ : فعلِ لازم ۲ : فعلِ متعدی

۱- فعلِ لازم : وہ فعل ہوتا ہے جو صرف فاعل کو چاہے جیسے جَلَسَ

۲ : فعل متعدی : وہ فعل ہوتا ہے جو فاعل کے علاوہ مفعول بہ کا بھی تقاضا کرے جیسے ضرب زید عمروًا

نوٹ : فعل لازم اور متعدی میں فرق صرف مفعول بہ کے اعتبار سے ہوتا ہے باقی مفاعیل فعل لازم کے بھی ہوتے ہیں۔

فعل متعدی دو طرح پر ہوتا ہے۔

۱ : متعدی بِنَفْسِہٖ : یعنی وہ فعل جو بلاواسطہ حرف متعدی ہو مثلاً ضرب زید عمروًا

۲ : متعدی بغیرہ : یعنی حرف جر کے واسطے متعدی ہو۔ مثلاً ذَهَبَ اللّٰه بِنُوْرِهِمْ۔

فعل متعدی کی اقسام : فعل متعدی کی تین اقسام ہیں۔

۱: متعدی بیک مفعول ۲: متعدی بدو مفعول ۳: متعدی بسہ مفعول

۱: **متعدی بیک مفعول:** وہ فعل ہوتا ہے جو ایک مفعول بہ کو چاہے مثلاً ضَرَبَ ۔ کتب ۔

۲: **متعدی بدو مفعول:** وہ فعل ہوتا ہے جو دو مفعولوں کا تقاضا کرے اسکی دو صورتیں ہیں۔

۱: کبھی وہ ایسا فعل ہوتا ہے جو ایسے دو مفعولوں کو چاہتا ہے جو آپس میں مبتدا اور خبر ہوں مثلاً عَلِمَ ۔ حَسِبَ

۲: کبھی وہ ایسا فعل ہوتا ہے جو ایسے دو مفعولوں کو چاہتا ہے جن کا آپس میں مبتدا اور خبر ہونا ضروری نہیں ۔ جیسے اعطٰی

۳: **متعدی بسہ مفعول:** وہ فعل جو تین مفاعیل کا تقاضا کرے وہ یہ ہیں ۔ اَعْلَمَ ۔ اَنْبَأَ ۔ اریٰ ۔ اخبر ۔ نَبَّأَ ۔ حدّث ۔ خَبَّرَ ۔

فاعل: وہ اسم ہوتا ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اس فعل یا شبہ فعل کی اس اسم کی طرف نسبت بطور صدور یا بطور قیام ہو۔ بطور صدور جیسے ضرب زید بطور قیام جیسے مات زید، زیدٌ قائمٌ ابوہ

سبق نمبر ۲۷

احکامِ فاعل

۱: ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے۔

۲: فاعل ہمیشہ فعل کے بعد آتا ہے۔

فاعل کی تین صورتیں ہیں۔

۱ : اسم صریح　　۲ : اسم تاویل　　۳ : اسم ضمیر

۱ : اسم صریح : ایسا اسم جو کہ ظاہر ہو جیسے ضرب اللہ مثلاً

۲ : اسم تاویل : اسم جو ظاہر تو نہ ہو لیکن اسے اسم بنا لیا جائے۔ جیسے یحسن ان تجتھد (تیرا محنتی ہونا اچھا ہے) اَن مصدریہ نے فعل کو مصدر کی تاویل میں کر دیا ہے اس کا معنی یہ ہے یحسن اجتھادک

۳ : اسم ضمیر : وہ اسم جو کہ متکلم۔ مخاطب یا غائب پر دلالت کرے کبھی ضمیر بارز فاعل بنے گی مثلاً ضربتُ اور کبھی ضمیر مستتر فاعل ہو گی مثلاً اضرب

۱ : وہ مقامات جہاں فعل کو مذکر لانا ضروری ہے

دو مقامات ایسے ہیں جہاں فعل کو مذکر لانا ضروری ہے

۱ : جب فاعل اسم ظاہر اور اس کے اور فعل کے درمیان الّا آجائے۔
ما قام الا فاطمۃ : (فاطمہ کے علاوہ کوئی کھڑا نہیں ہوا)

۲ : جب فاعل مذکر ہو خواہ وہ اسم ظاہر ہو یا اسم ضمیر جیسے قام الرجل

۲ : وہ مقامات جہاں فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے

دو مقامات ایسے ہیں جہاں فعل کو مؤنث لانا ضروری ہے۔

۱: جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور اسم ظاہر فعل کے ساتھ متصل ہو جیسے

قالتِ امْرَأَةُ عمران

۲: فاعل ایسی ضمیر مستتر ہو جو مؤنث حقیقی یا مجازی کی طرف لوٹ رہی ہو

مؤنث حقیقی جیسے فاطمة جاءت

مؤنث مجازی جیسے الشمس تطلع

۳: وہ مقامات جہاں فعل کو مذکر و مونث دونوں طرح لانا جائز ہے

تین مقامات ایسے ہیں جہاں فعل کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے

۱: جب فاعل اسم ظاہر اور مؤنث مجازی ہو جیسے۔

طلعت الشمس ۔ طلع الشمس

۲: جب فاعل مؤنثِ حقیقی ہو اور فعل اور فاعل کے درمیان اِلّا کے علاوہ کوئی اور کلمہ آجائے جیسے حضرت المجلسَ النساءُ

حضر المجلسَ النساء

۳: جب فاعل اسم ظاہر جمع مکسر مذکر ہو یا مؤنث قامت الرجال

قام الرجال

تقدیمِ فاعل کی صورتیں:

اصل یہ ہے کہ فاعل مفعول سے پہلے ہو لیکن بعض اوقات مفعول بھی پہلے آسکتا ہے درج ذیل صورتوں میں فاعل کی تقدیم واجب ہے ۔

۱ : جب مفعول اور فاعل کے درمیان التباس واقع ہو رہا ہو جیسے۔
ضرب عیسٰے موسٰے لیکن اگر التباس کا اندیشہ نہ ہو تو پھر مفعول کی تقدیم جائز ہے مثلاً اکل الکمثریٰ موسٰے
۲ : جب فاعل ضمیر مرفوع متصل ہو جیسے کلمت زیداً (میں نے زید سے کلام کیا۔)
۳ : جب مفعول الّا کے بعد واقع ہو جیسے ماضرب زیدٌ الّا بکراً۔

نائب فاعل : وہ اسم ہوتا ہے جو مسند الیہ ہو اور فعل مجہول کے بعد آئے۔

کسی فعل کے فاعل کو حذف کر کے اس کے مفعول کو اسکی جگہ رکھ دیں تو یہ نائب فاعل کہلائے گا۔ خُلِقَ الانسانُ

اسے "مفعول مالم یسمّ فاعلہ" بھی کہا جاتا ہے چونکہ یہ فاعل کا قائم مقام ہے لہذا اس کے وہی احکام ہیں جو فاعل کے ہیں۔

حذف فاعل کی وجوہات

اس کے حذف کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

۱ : شہرت کے سبب جیسے خلق الانسان ضعیفاً (انسان کو کمزور پیدا کیا گیا)

۲ : جہالت کے سبب جیسے سرق المال۔ سرق البیت

۳ : فاعل کے خوف کے سبب جیسے سرق الحصان۔ (گھوڑا چوری ہو گیا)

۴ : فاعل کی بزرگی کے سبب جیسے عُمِلَ عَمَلٌ مُنْکَرٌ (برا کام کیا گیا)

سبق نمبر ۲۸

مفاعیلِ خمسہ :-

۱ : مفعول بہ ۲ : مفعولِ مطلق ۳ : مفعولِ لہٗ
۴ : مفعول فیہ ۵ : مفعول معہٗ

۱ : مفعول بہ کی تعریف :

مفعولِ بہ وہ اسم ہوتا ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے
أَکَلَ خَالِدٌ خُبْزًا (خالد نے روٹی کھائی)

احکامِ مفعول بہٖ :

۱ : مفعول بہ ہمیشہ منصوب ہوگا۔
۲ : فعل کے متعدد مفعول بھی ہو سکتے ہیں جیسے أَعْطَیْتُ الفقیر درھمًا

مفعولِ بہ کی تقسیم :

مفعول بہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱ : صریح ۲ : غیر صریح

درج ذیل دو صورتوں میں مفعولِ بہ صریح کہلاتا ہے

۱ : جب اسم ظاہر مفعول بہ بن رہا ہو جیسے ضَرَبَ اللّٰہُ مثلًا

۲ : جب اسم ضمیر مفعولِ بہ بن رہا ہو خواہ ضمیر متصل ہو جیسے۔ اَکْرَمْتُکَ یا ضمیر منفصل ہو جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۔

درج ذیل تین صورتوں میں مفعول بہ غیر صریح کہلاتا ہے۔

۱ : جب جملہ مصدر کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بن رہا ہو جیسے علمتُ انّكَ مجتهدٌ (تاویل کے بعد علمتُ اجتہادکَ ہے)

۲ : جب جملہ مفرد کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بن رہا ہو جیسے ظننتُكَ تجتهد (تاویل کے بعد ظننتكَ مجتهداً ہے)

۳ : جب جار مجرور مفعول بہ بن رہا ہو جیسے اَمسکت بیدِكَ یہاں بید اگرچہ مجرور ہے مگر محل نصب میں ہے۔

نوٹ : کبھی حرفِ جر کو حذف کر دیا جاتا ہے اور مجرور کو بنا بر مفعولیت نصب دیدیا جاتا ہے۔ جیسے وَاخْتَارَ مُوسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلاً۔ اصل میں من قومہ ہے ایسی صورت میں مذکورہ اسم کو منصوب بنزع الخافض کہا جاتا ہے۔

تقدیم مفعول بہ کی صورتیں

اصل یہ ہے کہ فعل کے بعد فاعل کا ذکر ہو اور اس کے بعد مفعول کا۔ مگر درج ذیل مقامات پر مفعول بہ کو پہلے لانا ضروری ہے

۱ : جب فاعل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول بہ کی طرف لوٹے جیسے وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ (اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رب نے اُن کو آزمایا)

۲ : جب مفعول بہ ضمیر منصوب متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو جیسے اَکْرَمَنِیْ عَلِیٌّ

۳ : جب فعل مفعول بہ میں منحصر ہو جیسے اِنَّمَا اَکْرَمَ سَعِیْدًا خَالِدٌ مَا اَکْرَمَ سَعِیْدًا اِلَّا خَالِدٌ

درج ذیل مقامات پر مفعول کو فعل اور فاعل دونوں سے مقدم لانا واجب ہے

۱ : جب مفعول بہ اسم شرط ہو جیسے مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ (جس شخص کو اللہ گمراہ قرار دیدے اس کے لیے کوئی رہنما نہیں)

۲ : جب مفعول بہ اسم استفہام ہو جیسے فَاَیَّ آیَاتِ اللّٰہِ تُنْکِرُوْنَ (پس تم اللہ کی کون کونسی نشانیوں کا انکار کرو گے)

۳ : جب مفعول بہ کم خبریہ ہو جیسے کَمْ کِتَابٍ ملکت

۴ : جب مفعول بہ کا ناصب جواب اما ہو جیسے فاما الْیَتِیْمَ فلا تقہر

سبق نمبر ۲۹

مفعول بہ کے فعل (عامل) کو حذف کرنے کی صورتیں

جوازی صورت : جب کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول بہ کے فعل کو حذف کر دینا جائز ہوتا ہے۔

وجوبی صورتیں : (اس کی چار صورتیں ہیں)

۱ : نداء ۲ : إغرا ۳ : تحذیر

۴ : اشتغال

۱ : نداء

جب مفعول بہ منادیٰ واقع ہو رہا ہو تو اُس وقت اس کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے جیسے ۔ یَا اللّٰہ اصل میں یا اَدْعُو اللّٰہ تھا تو اَدْعُو فعل کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کر کے حرفِ ندا "یا" کو اس کے قائم مقام کر دیا۔

۲ : مقامِ تحذیر

تعریف : مخاطب کو کسی خطرناک یا ناپسندیدہ چیز سے ڈرایا جانا تحذیر کہلاتا ہے اس میں درج ذیل چیزیں پائی جاتی ہیں۔

۱ : **محذّر منہ** :۔ جس چیز سے ڈرایا جائے اسے محذّر منہ کہتے ہیں

۲ : **محذَّر** : جس کو ڈرایا جائے اسے محذر کہتے ہیں۔

۳ : **محذِّر** : ڈرانے والے کو محذِّر کہتے ہیں۔

جب محذّر منہ، مفعول بہ بن رہا ہو تو اس وقت اُس کے فعل کو حذف کرنا واجب ہوتا ہے ۔ جیسے اَلْاَسَد ـــــ اس مثال میں اِتَّقِ فعل محذوف ہے۔

مقامِ تحذیر میں درج ذیل فعل پوشیدہ ہو سکتے ہیں۔

اِتَّقِ ـ بَاعِد ـ جَنِّبْ احذَر ـ

تحذیر کی دو صورتیں ہوتی ہیں کبھی وہاں ضمیر منفصل للخطاب) ایاک ایا کما کا ذکر ہوگا اور کبھی نہیں ہوگا۔

اگر وہاں ضمیر نہ ہو تو محذّر منہ کو ذکر کرنے کی یہ تین صورتیں ہیں

۱: مفرد، الاسد جیسے (اصل میں اِتّقِ الاسد) وَ نَاقَةَ اللّٰہِ وَ سُقْیَاھَا (اصل میں احذروا ناقة اللّٰہ تھا)

۲: مکرر جیسے النار النار (اصل میں اتق النار اتق النار تھا)

۳: عطف کے ساتھ جیسے البرد والمطر (اصل میں احذر البرد والمطر تھا)

اگر وہاں ضمیر ہو تو پھر محذّر منہ کے ذکر کرنے کی ان تین صورتوں میں سے ایک ہوتی ہے۔

۱: محذر منہ سے پہلے واؤ عاطفہ لایا جائے گا جیسے اِیَّاکَ والنمیمة (چغلی سے بچ) اصل میں اِحفَظ نفسَکَ و احذر النمیمة تھا۔

۲: محذر منہ، سے پہلے حرف جر مِن لایا جائے گا جیسے ایاک مِن مؤاخاة الاحمق (بے وقوف کی دوستی سے بچ) اصل میں احفظ نفسک مِن مؤاخاةَ الأحمق تھا۔

: محذر منہ مصدر کی تاویل میں ہو مثلاً اِیَّاکَ اَن تَکذب (جھوٹ سے بچ) اصل میں احفظ نفسک من ان تکذب تھا

۳- اغراء

اس کا لفظی معنیٰ برانگیختہ کرنا ہے اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہے
مخاطب کو پسندیدہ کام کیطرف رغبت دلانا اغراء کہلاتا ہے

یہاں درج ذیل چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے

۱: مُغری (متکلم) برانگیختہ کرنے والا۔
۲: مغریٰ (مخاطب) جسکو برانگیختہ کیا گیا ہو۔
۳: مغریٰ بہ وہ امرِ محبوب جس پر برانگیختہ کیا گیا ہو
جب مغریٰ بہ مفعول بہ بن رہا ہو تو اس کے فعل کو حذف کرنا ضروری ہوتا ہے
جیسے الاجتہاد (محنت) اس سے پہلے اِلزَم فعل محذوف ہے۔

مقام اغراء میں درج ذیل افعال پوشیدہ ہو سکتے ہیں

اَلزِم ۔ اُطلُبْ اِفعَلْ

مغریٰ بہ کے استعمال کی تین صورتیں ہیں

۱: مفرد جیسے الصدق
۲: مکرر جیسے الاحسانَ الاحسان
۳: عطف کے ساتھ جیسے الصدق والخیر

۴: اشتغال[1]

---

[1] ۔ اسے پہلے دور کے علماء نحاۃ مَا اُضمِرَ عَامِلُہٗ علیٰ شریطۃ التفسیر سے تعبیر کرتے ہیں

اس سے مُراد وہ اسم ہے جس کے بعد فعل ہو اور فعل ضمیرِ اسم[1] میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم میں عمل نہ کر سکے

مقامِ اشتغال میں بھی تین اُمور کا پایا جانا ضروری ہے

۱: مشغول : وہ فعل جو اسم کے بعد ہے۔

۲: مشغول بہ : اسم کے بعد وہ ضمیر جس میں فعل عامل ہے۔

۳: مشغول عنہ : وہ اسم جس میں عمل کرنے سے فعل اعراض کر رہا ہو۔

جب مفعول بہ مشغول عنہ بن رہا ہو تو اس کے فعل کو بھی حذف کرنا ضروری ہے۔ جیسے خَالِدًا ضَربتُہٗ میں خَالِدًا مفعول بہ ہے اور اس سے پہلے اس کا فعل ضَرَبْتُ پوشیدہ ہے۔

مشغول عنہ پر کبھی رفع اور کبھی نصب پڑھنا واجب ہے۔

وجوبِ نصب کے مقامات

۱: مشغول عنہٗ کے بعد فعلِ امر ہو جیسے خَالِدًا اَکْرِمْہُ

۲: مشغول عنہٗ کے بعد فعلِ نہی ہو جیسے اَلْکَرِیْم لَا تَضْرِبْہُ

۳: مشغول عنہٗ کے بعد جملہ دعائیہ آجائے جیسے رَشِیْدًا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ

۴: مشغول عنہ ہمزہء استفہام کے بعد آجائے جیسے اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗ ؟

۵: سائل کا سوال تقاضا کرے کہ میرے جواب میں اسم منصوب ہونا چاہیئے

---

[1]: ضمیرِ اسم سے مراد اسم کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہے۔

ایسے مقام پر بھی مشغول عنہ کو منصوب پڑھنا واجب ہے جیسے مَنْ اَکْرَمْتَ؟ کے جواب میں کہا جائے عَلِیًّا اَکْرَمْتُہٗ

وجوبِ رفع کے مقامات

۱ : جب مشغول عنہ واؤ حالیہ کے بعد ہو جیسے جِئْتُ وَالْفَرَسُ یَرْکَبُہٗ اَخُوْکَ

۲ : مشغول عنہ اِذا مفاجاتیہ کے بعد ہو جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا زَیْدٌ یَضْرِبُہٗ خَالِدٌ۔

۳ : مشغول عنہ استفہام، شرط، مانافیہ اور لامِ ابتداء سے پہلے واقع ہو۔ جیسے (۱) خَالِدٌ ھَلْ اَکْرَمْتَہٗ؟ (۲) زَیْدٌ لَضَرَبْتُہٗ۔

سبق نمبر ۳۰

مفعولِ مطلق :-

وہ مصدر ہوتا ہے جو فعلِ مذکور کے ہم معنیٰ ہو جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔ اس مثال میں ضَرْبًا مصدر ہے اور فعل ضَرَبْتُ کا ہم معنیٰ ہے۔

مفعولِ مطلق لانے کے فوائد :-

۱ : تاکید : کبھی ماقبل فعل کے معنیٰ میں تاکید کے لیے آتا ہے جیسے سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (اور تم خوب سلام بھیجو)

۲ : بیانِ عدد : کبھی ماقبل فعل کے وقوع کی تعداد کے لیے آتا ہے اور اس وقت مصدر فَعْلَۃ کے وزن پر آتا ہے جیسے وَقَفْتُ وَقْفَتَیْنِ (میں

دو مرتبہ ٹھہرا)

۲: **بیانِ نوع**: کبھی ماقبل فعل کی کیفیت کے لیے آتا ہے اور اس صورت میں مصدر فِعلَۃٌ کے وزن پر ہوگا۔ جیسے
جَلَسْتُ جِلْسَۃَ الْمُصَلِّی (میں نمازی کی طرح بیٹھا)

نوٹ: بعض اوقات مفعول مطلق کو مذکورہ فوائد میں سے کسی کے لیے بھی ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ اسے محض فعل کے عوض ذکر کردیا جاتا ہے
مثلاً صَبراً علی المصائب اصل میں اِصبِر علی المصائب تھا۔

مندرجہ ذیل اشیاء مفعول مطلق واقع ہوتی ہیں:-

۱: اسم مصدر: جیسے سَلَّمْتُ سلماً
۲: صفتِ مصدر: جیسے اُذکروا اللّٰہَ کثیراً (یہ اصل میں اذکروا اللّٰہ ذِکراً کثیراً تھا)
۳: مترادف مصدر:- جیسے قُمْتُ وُقُوفاً اس مثال میں مفعولِ مطلق وُقُوفاً قُمْتُ فعل کے مصدر قیاماً کے ہم معنیٰ ہے۔
۴: ہر وہ کلمہ جو عدد پر دلالت کرے جیسے اُنْذِرْتُکَ ثَلٰثاً
۵: ہر وہ اسم جو آلہ پر دلالت کرے جیسے ضَرَبْتُ السارقَ عَصاً
۶: لفظ کل یا لفظ بعض جب مصدر کی طرف مضاف ہوں جیسے
فَلَا تَمِیلُوا کُلَّ الْمَیْلِ (پس تم ایک ہی طرف مکمل طور پر نہ جھک جاؤ)

مفعولِ مطلق کا عامل:-

مفعولِ مطلق کے عامل تین قسم کے ہوسکتے ہیں۔

۱: فعل: جیسے کَلَّمَ اللّٰہُ موسیٰ تکلیماً (اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا)

۲ : شبہ فعل: جیسے رأ بیتہ مُسرِعًا اِسراعًا عظیمًا (میں نے اسے بہت جلدی میں دیکھا)

۳ : مصدر : جیسے فرحتُ باِجتہادک اِجتہادًا حسنًا (میں تیری اچھی محنت پر خوش ہوں)

وہ مقامات جہاں مفعولِ مطلق فعل کے قائم مقام بن کر آتا ہے

۱ : جب مصدر امر کی جگہ واقع ہو جیسے صبرًا علی الاذٰی

۲ : جب مصدر مقامِ دُعا میں واقع ہو جیسے رحمۃً للمساکین (اے اللہ مسکین پر رحم فرما)

۳ : جب مصدر محاورۃً استعمال ہو جیسے شکرًا (یہ اصل میں شکرتُ شکرًا تھا)

ان مذکورہ مقامات پر مفعولِ مطلق تاکید، عدد اور نوع میں سے کسی کا معنیٰ بھی نہیں دیتا۔

سبق نمبر ۳۱

مفعول لہٗ

تعریف :- وہ اسم ہوتا ہے جو فعلِ مذکور کا سبب بنے ۔ جیسے وَقفتُ احتِرَامًا لکَ (میں تیرے احترام کے لیے کھڑا ہوا) اس میں احترام مفعول لہٗ ہے کیونکہ کھڑا ہونے کا سبب احترامًا ہے ۔

مفعولِ لہٗ کے دو نام اور بھی ہیں۔ ۱: مفعول لِاَجلِہٖ
۲: مفعول مِن اَجلِہٖ۔

مفعول لہٗ کو منصوب پڑھنے کی شرائط:-

۱: مصدر ہونا: اگر مفعول لہٗ مصدر نہیں ہوگا تو وہ منصوب نہیں ہوگا۔
جیسے وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ (اللہ نے زمین کو مخلوق کی خاطر بنایا)
اس مثال میں "انام" مفعولِ لہٗ ہے لیکن یہ مصدر نہیں ہے اس لیے اسے
منصوب نہیں پڑھا گیا۔

۲: مصدر قلبی ہونا: اگر مصدر غیر قلبی ہوا تو منصوب نہیں ہوگا جیسے جِئْتُ
لِلْقِرَاءَةِ (میں تلاوت کیلئے آیا) قرأت باطنی فعل نہیں ہے
بلکہ فعلِ ظاہری ہے۔

۳: مصدر و فعل کا زمانہ اور فاعل کا ایک ہونا ضروری ہے یعنی دونوں کا زمانہ
ایک ہو اور فاعل بھی ایک ہو اگر مختلف ہوئے تو مفعول لہٗ منصوب نہیں ہوگا
جیسے سَافَرْتُ لِلْعِلْمِ۔ یہاں سفر کا زمانہ گذشتہ ہے اور علم کا زمانہ
آئندہ ہے۔

اگر مذکورہ بالا شرائط مفعولِ لہٗ میں نہ پائی جائیں تو اس پر حرفِ جر داخل
ہوگا اور اس کو مجرور پڑھیں گے۔

فائدہ: اگر مفعول لہٗ پر نصب پڑھیں تو اسے صریح کہتے ہیں اور اگر
جر پڑھیں تو اسے غیر صریح کہتے ہیں۔

جیسے يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ
حَذَرَ الْمَوْتِ۔ (وہ موت کے ڈر سے کڑک کے سبب اپنی انگلیاں

کانوں میں ڈال لیتے ہیں)

اس مثال میں حَذَرَ الْمَوْتِ مفعولِ لہ صریح ہے اور الصواعق مفعول لہ، غیر صریح ہے (جامع الدروس العربیہ، ۳ : ۴۲)

سبق نمبر ۳۲

مفعول فیہ :

وہ اسم ہوتا ہے جس کے ذریعے فعلِ مذکور کا زمانہ یا مقام بیان کیا جائے اور حرفِ جر فِی کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہو جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا یومَ الْجُمُعَةِ مفعول فیہ کا دوسرا نام ظرف ہے۔

ظرف کی اقسام :

اس کی دو اقسام ہیں :۔

۱ : ظرف زماں ۲ : ظرفِ مکاں

ظرفِ زماں : جو اسم اس وقت پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو جیسے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے تھوڑے سے حصے میں سیر کرائی) اس مثال میں لَیْلًا ظرفِ زماں ہے۔

ظرفِ زماں کی اقسام :

اس کی دو اقسام ہیں۔

۱ : ظرفِ زماں مبہم۔

۲ : ظرفِ زماں محدود

۱ : ظرفِ زماں مبہم کی تعریف : وہ ظرف جو غیر معین زمانے پر دلالت کرے جیسے زَمَانٌ، حِیْنٌ، اَبَدًا

حِیْنَ وغیرہ

۲ : **ظرفِ زماں محدود کی تعریف** : وہ ظرف جو معین زمانے پر دلالت کرے جیسے یَوْمٌ لَیْلٌ۔ شَہْرٌ۔ عَامٌ۔ اُسْبُوْعٌ

ظرف زماں محدود ہو یا مبہم دونوں حرفِ جری کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوں گے۔ مثلاً سَافَرْتُ لَیْلَۃً سِرْتُ حِیْنًا

اگر وہاں فی پوشیدہ نہ ہوا تو ظرف کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا، جاءَ یَوْمُ الْخَمِیْسِ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ یومٌ مُبَارَکٌ یعنی اس وقت یہ مفعول فیہ نہیں بلکہ فاعل مُبتداء وغیرہ ہوں گے۔

سبق نمبر ۳۳

ظرفِ مکاں : جو اسم اُس جگہ پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ مثلاً جَلَسْتُ فَوْقَ الْاَرْضِ (میں زمین پر بیٹھا) اس مثال میں "فوق" ظرفِ مکاں ہے

ظرفِ مکاں کی اقسام :

اس کی دو اقسام ہیں۔

۱ : ظرفِ مکاں مبہم ۲ : ظرفِ مکاں محدود

۱ : **ظرفِ مکاں مُبہم** : وہ ظرف جو غیر معین جگہ پر دلالت کرے جیسے اَمَامَ۔ قُدَّامَ۔ یَسَارَ۔ خَلْفَ۔ فَوْقَ۔ تَحْتَ۔

۲ : ظرف مکان محدود : وہ ظرف جو معین جگہ پر دلالت کرے۔ جیسے مَدرسۃ۔ جامعۃ وغیرہ۔

ظرف مکان مبہم بھی حرف جر "فِیْ" کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔

مثلاً وَقَفْتُ امامَ المنبرِ اور اگر وہاں "فی" مقدر نہ ہو تو عامل کے مطابق اعراب ہوگا۔ مثلاً المیلُ ثلثُ الفرسخ۔

ظرفِ مکانِ محدود میں دو صورتیں ہوتی ہیں :-

۱ : غیر مشتق ۲ : مشتق

۱ :- اگر ظرفِ مکان محدود مشتق نہیں تو وہاں فی کا ذکر ضروری ہوگا مثلاً اقمتُ فِی البلاد۔ جَلَسْتُ فِی الدّار

نوٹ : اگر ظرف مکان محدود غیر مشتق لفظِ دَخَلَ، نَزَلَ، سَکَنَ اور ان کے مشتقات کے بعد آئے تو وہاں "فی" کا حذف بھی جائز ہوگا مثلاً دخلت المدینۃ، نَزَلت البلاد سکنت الشّام

اور ظرف مکان محدود مشتق کی دو صورتیں ہیں :-

۱ : اگر ظرف مکان محدود مشتق ہے اس فعل سے جو اس میں عامل ہے تو ظرف "فی" کے پوشیدہ ہونے کی وجہ منصوب ہوگی جیسے جَلَسْتُ مجلسَ اہل الفضل۔ ذَھَبْتُ مذھَبَ ذوی العقل

۲ : اور اگر ظرف مکان محدود مشتق ہے مگر اس فعل سے مشتق نہیں تو وہاں "فی" کا ذکر ضروری ہوگا۔ جیسے اَقمتُ فی مجلسک سِرتُ فی مذھبک

استعمال کے لحاظ سے ظرف کی دو اقسام ہیں : ۱: ظرف متصرف ۲: ظرف غیر متصرف

ظرف متصرّف : وہ ظرف ہوتا ہے جو ظرف (مفعول فیہ) بھی استعمال ہو اور غیر ظرف بھی۔ یعنی فاعل اور مبتدا وغیرہ بھی بنتا ہے جیسے شَہرٌ ۔ یَومٌ ۔ عامٌ ۔ لَیلٌ ۔

۲: غیر متصرّف : وہ ظرف ہوتا ہے جو مفعول فیہ کے علاوہ کچھ نہ بن سکے جیسے قبلُ ۔ فوق ۔ تحت ۔ بعد

غیر متصرّف ظروف دو طرح کے ہیں : بعض ان میں سے ہمیشہ مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتے ہیں۔ جیسے اذا ۔ ایان ۔ قط ۔ عوض ۔ ذات ۔ لیلۃ ۔

۲ : اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو کبھی مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب بھی ہوں گے لیکن بعض اوقات حروفِ جارہ کی وجہ سے مجرور ۔ جیسے قبل ۔ بعد ۔ فوق ۔ تحت وغیرہ ۔

سبق نمبر ۳۴

مفعول معہٗ : وہ اسم ہوتا ہے جو واوٗ بمعنی مَعَ کے بعد واقع ہو جیسے مشَیتُ وَالنَّہرَ (میں نہر کے ساتھ ساتھ چلا) جاءَ البَردُ وَالجُبّاتِ (سردیاں آئیں لحافوں کے ساتھ)

مفعول معہٗ کے منصوب ہونے کی شرائط :

۱ : مفعولِ معہٗ ایسا کلمہ ہو جو کلام کے مکمل ہونے کیلئے ضروری نہ ہو بلکہ کلام

اس کے بغیر بھی تام ہو۔

۲ : مفعول معہ کا ماقبل جملہ ہونا چاہیئے۔

۳ : اس سے پہلے جو واؤ ہو وہ "مع" کے معنی میں ہو۔

مثال : سَارَ نَا صِرٌ وَالْجَبَلَ (ناصر پہاڑ کے ساتھ ساتھ چلا)

اس مثال میں الجبل مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، کیونکہ اس میں تینوں شرائط پائی جاتی ہیں۔ الجبل کے بغیر کلام تام بھی ہے اور الجبل سے پہلے "سار" جملہ ہے اور الجبل سے پہلے واؤ "مع" کے معنیٰ میں ہے۔

سبق نمبر ۳۵

منادیٰ کی بحث

یہ نداء سے مشتق ہے اور نداء کا لغوی معنیٰ پکارنا اور بلانا ہے۔

تعریف : ہر وہ اسم جس پر حرفِ نداء داخل ہو اسے منادیٰ کہتے ہیں

حروفِ نداء[1] :

ان کی تعداد پانچ ہے۔

۱ : یَا ۲ : اَیَا ۳ : ھَیَا ۴ : اَیْ ۵ : آ

منادیٰ کے استعمال کی چار حالتیں ہیں :

---

(۱) حروفِ نداء کو حروفِ تعریف بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کے داخل ہونے سے اسم نکرہ معرفہ بن جاتا ہے

(۲) اکثر کتب میں بحثِ منادیٰ مفعول بہ کے ساتھ ہے ہم نے طلبہ کی آسانی کے لیے مفاعیل کے بعد اسے ذکر کیا ہے۔

۱ : مضاف ۲ : مشابہ بالمضاف ۳: نکرہ غیر معین ۴ : مفرد معرفہ

۱ : **مضاف** : کبھی منادیٰ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے جیسے یا رسول اللہ

۲ **مشابہ بالمضاف** : منادیٰ کبھی مشابہ بالمضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے مثلاً یا طَالِعًا جَبَلًا (اے پہاڑ پر چڑھنے والے)

مشابہ بالمضاف سے مراد ہر وہ کلمہ ہے جو اپنا معنیٰ دینے میں کسی دوسرے کلمے کا محتاج ہو جیسے مضاف اپنا معنیٰ دینے میں مضاف الیہ کا محتاج ہوتا ہے۔

اوپر کی مثال میں "طالعًا" مشابہ بالمضاف ہے کیونکہ یہ اپنا معنیٰ دینے میں جبلًا کا محتاج ہے۔

۳ : **نکرہ غیر معین** : کبھی منادیٰ نکرہ غیر معین ہوگا جیسے کوئی نابینا "یا رجلًا" کہے تو اس سے کوئی معین رجل مراد نہیں بلکہ یہ نکرہ غیر معین ہوگا۔

۴ : **مفرد معرفہ**[1] : کبھی منادیٰ مفرد معرفہ ہوگا جیسے یَا خَالِدُ، یَا خَالِدَانِ یا خَالِدُوْنَ۔

---

[1] لفظ مفرد چار معنی میں مستعمل ہے :

(۱) مفرد بمعنی مرکب نہیں مثلاً زید مفرد ہے (۲) بمعنی جملہ نہیں مثلاً غلام زید مفرد ہے کیونکہ جملہ نہیں (۳) مفرد بمعنی تثنیہ و جمع نہیں مثلاً رجل مفرد ہے (۴) مفرد بمعنی مضاف اور مشابہ بالمضاف نہیں مثلاً یا خالد منادیٰ کی بحث میں مفرد کا چوتھا معنی مراد ہے۔

اعرابِ منادیٰ : مذکورہ بالا پہلی تین صورتوں میں منادیٰ منصوب ہوگا اور چوتھی صورت میں مبنی پر علامت رفع ہوگا[1]

احکامِ منادیٰ :- جب منادیٰ معرف باللام ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں ۔

۱ : حرفِ نداء اور منادیٰ کے درمیان مذکر کے لیے اَیُّھَا لاتے ہیں جیسے یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اور مونث کے لیے اَیَّتُھَا لاتے ہیں مثلاً یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

۲ : اور کبھی ان کے درمیان اسم اشارہ ذکر کر دیا جاتا ہے ۔ مثلاً یَا ھٰذِهِ الْمَرْأَةُ ۔

نوٹ : اسم جلالت جب منادیٰ بن رہا ہو تو اس وقت اَیُّھَا نہیں لایا جاتا مثلاً یَا اَللّٰہ

۳ : جب منادیٰ مفرد ایسا علم ہو جس کی صفت لفظ ابن آرہی ہو تو اس منادیٰ پر نصب اور ضمہ دونوں پڑھے جا سکتے ہیں جیسے یَا خَلِیْلُ ابْنَ خالد ۔

۴ : اور اگر منادیٰ مفرد علم ہو اور اس کی صفت بنت آجائے یا وہ منادیٰ علم نہ ہو اور اس کی صفت ابن آجائے تو پھر منادیٰ پر ضمہ پڑھیں گے جیسے یَا رَجُلُ ابْنَ خَالِدٍ ۔ یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ خَالِدٍ

۵ : جب منادیٰ میں تکرار آجائے تو ایسی صورت میں دونوں پر نصب پڑھنا

---

[1] علامتِ رفع کبھی ضمہ لفظی ہوتا ہے جیسے یا خالد کبھی الف لفظی یا خالدان کبھی واؤ لفظی یا خالدون ، کبھی ضمہ تقدیری یا موسیٰ کبھی واؤ تقدیری یا مسلمی

جائز ہے ہاں پہلے پر ضمہ بھی جائز ہے لیکن دوسرے پر بہر صورت نصب پڑھنا واجب ہے۔ مثلاً یا سَعدُ سَعدَ الاَوسِ۔ یا سعدُ سَعدَ الاوس

لفظ اَللّٰھُمَّ: اَللّٰھُمَّ اصل میں یا اللّٰہ تھا حرفِ ندا "یا" کو میم مشدد سے بدل کر آخر میں لے گئے اس طرح یہ اَللّٰھُمَّ بن گیا۔

اَللّٰھُمَّ کا استعمال: اَللّٰھُمَّ چار معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔
۱۔ ندا کے لیے آتا ہے جیسے اَللّٰھُمَّ مَالِکَ المُلکِ تُؤتِی المُلکَ مَن تَشَاءُ (اے اللّٰہ تو تمام ملکوں کا بادشاہ ہے۔ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے)

۲: کبھی کبھی بات کی پختگی کیلئے آتا ہے جیسے سوال کیا گیا أَخَالِدٌ فَعَلَ هٰذَا؟ تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ اَللّٰھُمَّ نَعَم (ہاں خالد نے ہی یہ کام کیا ہے)

۳: بعض اوقات نادر الوقوع چیزوں کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کسی بخیل آدمی کو کہا جائے اَللّٰھُمَّ اِن بَذَلتَ مَالاً۔ (اگر تو مال خرچ کرے)

۴: بعض اوقات اَللّٰھُمَّ جواب کے کمزور ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

تنبیہ: لفظ اب، ربّ، اُم، غلام اور صاحب منادٰی ہوں اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کے پڑھنے کے چھ طریقے ہیں۔

۱: یٰ کو حذف کر کے اس کے ماقبل کسرہ کو باقی رکھتے ہیں جیسے یٰعِبَادِ فَاتَّقُونِ (اے میرے بندو مجھ ہی سے ڈرو)

۲: یائے متکلم کو فتحہ دیتے ہیں جیسے یَا عِبَادِیَ الَّذِینَ اَسرَفُوا

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ (اے میرے وہ بندے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا)

۳ : یائے متکلم کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے یَا عِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمْ (اے میرے بندو تم پر کوئی خوف نہیں ہے)

۴ : یائے متکلم کو الف سے بدل دیتے ہیں اور ما قبل کو فتحہ دیتے ہیں جیسے یَا اَسَفٰی، یَا حَسْرَتٰی۔

۵ : بعض اوقات الف کو حذف کر دیتے ہیں مثلاً یَا غُلَامَ

۶ : الف کو حذف کر دیتے ہیں اور آخر کو ضمہ دیتے ہیں۔ مثلاً یَا غُلَامُ

نوٹ : لفظ اب اور اُم کو ان چھ مذکورہ صورتوں کے علاوہ بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً ی کو ت سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ۔ (اے میرے والد آپ کو جو حکم دیا گیا ہے کر گزریے اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے)

ترخیمِ منادیٰ : منادیٰ کے آخر کو تخفیف کی خاطر حذف کر دینے کو ترخیم کہتے ہیں جیسے یَا فَاطِمَۃُ سے یَا فَاطِمُ

مرخم : جس منادیٰ کے آخر کو حذف کر دیا گیا ہو اُسے منادیٰ مرخم کہتے ہیں۔

نوٹ : آخر سے ایک حرف بھی حذف ہو سکتا ہے اور دو بھی۔

مقاماتِ ترخیم :

ترخیم دو مقامات پہ ہو گی۔

۱ : اس منادیٰ کے آخر میں تاء تانیث ہو خواہ عَلم ہو یا نہ ہو جیسے یَا عَائِشَۃُ

سے یَا عَائشَ یَا عَالِمَة سے یَا عَالِم

۲ : وہ کلمہ علم ہو (خواہ مذکر کا ہو یا مؤنث کا) لیکن مرکب نہ ہو اور تین حروف سے زائد ہو جیسے یَا جَعفَرُ سے یا جَعفُ یا مَنصُورُ سے یا مَنصُ

یَا حَارِثُ سے یَا حَارُ

مرخم کا اعراب :

۱ : حرف کے بعد آخری کلمہ کی حرکت برقرار رکھیں گے جیسے یَا مَنصُور

سے یَا مَنص۔ یا حَارِثُ سے یَا حَارُ

۲ : اس پر ترخیم کے بعد ضمہ پڑھیں گے جیسے یَا فَاطِمَۃُ سے یَا فَاطِمُ

یَا حَارِثُ سے یَا حَارُ۔

منادیٰ مستغاث

یہ استغاثہ سے مشتق ہے جس کا معنی مصیبت اور پریشانی کے وقت کسی سے مدد طلب کرنا ہے۔

یہ درج ذیل اشیاء پر مشتمل ہوتا ہے :

۱ : مستغاث : جس سے مدد طلب کی جائے

۲ : مستغاث لہٗ : جس کے لیے مدد طلب کی جائے

۳ : مستغیث : مدد طلب کرنے والا

۴ : استغاثہ : مدد طلب کرنے کے عمل کو استغاثہ کہتے ہیں جیسے زید کہے کہ "یَا لَلّٰہِ لِلضَّعِیفِ (اے اللہ اس ضعیف کی مدد فرما) اس مثال میں اللہ" مستغاث لہٗ ہے زید مستغیث ہے اور زید کے اس عمل کو استغاثہ کہتے ہیں

۵ : لامِ استغاثہ[1] : جو لام مستغاث پر داخل ہوتا ہے اُسے لامِ استغاثہ کہتے ہیں۔

نوٹ : استغاثہ کے لیے حروفِ نداء میں سے "یا" آتا ہے۔

مستغاث کا اعراب :

اس کے اعراب کی تین صورتیں ہیں۔

۱ : لام کی وجہ سے اس پر جر پڑھیں گے جیسے یَا لِلّٰہِ

۲ : جب مستغاث کے آخر میں الف استغاثہ آجائے تو مفتوح ہوگا اس صورت میں لام استغاثہ نہیں آئیگا جیسے یَا زَیدَا ۔ یَا مُحَمَّدَا۔

۳ : جب مستغاث پر نہ لام استغاثہ ہو اور نہ الف استغاثہ، تو ایسی صورت میں مستغاث کو اصل حالت پر رہنے دیتے ہیں۔ جیسے یَا زَیدُ

نوٹ : وہ حرفِ ندا جو مستغاث پر داخل ہو وہ حذف نہیں ہو سکتا اسی طرح مستغاث بھی حذف نہیں ہو سکتا لیکن مستغاث لہ، حذف ہو سکتا ہے۔

"منادیٰ مندوب"

یہ لفظ نُدبہ سے بنا ہے۔ منادیٰ مندوب کے لیے اکثر واؤ کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد ایسا منادیٰ ہے جس میں کسی مردہ یا مصیبت زدہ

---

[1] : لامِ استغاثہ اصل میں لامِ جارہ ہوتا ہے لیکن مفتوح استعمال ہوتا ہے۔

کو پکار کر رو دیا جائے۔
جیسے واحُسَینَا ۔ مندوب کے لیے اکثر واؤ کا استعمال ہوتا ہے۔

مندوب کا اعراب

اس کے اعراب کی تین حالتیں ہیں۔

۱ : اس کے آخر میں الف ندبہ لاتے ہیں۔ جیسے واحُسَیْنَا
۲ : کبھی کبھی الف اور ھاء لاتے ہیں جیسے واحُسَیْنَاہْ۔
۳ : بعض جگہ اسے اصل حالت پر رکھتے ہیں جیسے واحُسَیْنُ۔

سبق نمبر ۳۶

حال :-

حال وہ اسم نکرہ ہوتا ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت بیان کرے

فاعل کی مثال : جاءَ زَیْدٌ رَاکِباً
(زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا)

مفعول کی مثال : رَأَیْتُ زَیْداً قَائِماً
(میں نے زید کو دیکھا اس حال میں کہ وہ کھڑا تھا)

دونوں کی مثال : (لَقِیْتُ زَیْداً رَاکِبَیْنَ)
(میں نے زید سے ملاقات کی اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے)

ذوالحال : حال جس کی حالت بیان کرے اُسے ذوالحال یا صاحبِ حال کہتے ہیں۔

ذوالحال کون کون بن سکتا ہے؟

۱: فاعل جیسے رَجَعَ الغَائِبُ سَالِمًا۔ (گمشدہ آدمی بخیریت واپس آگیا)

۲: نائب الفاعل: جیسے تُوکَلُ الفَاکِہَۃُ نَاضِجَۃً

۳: مبتدا، جیسے أَنتَ مُجتَہِدًا أَخِی (تو اس حال میں کہ محنتی ہے میرا بھائی)

۴: خبر: جیسے ھٰذَا الہِلَالُ طَالِعًا (یہ چاند چڑھنے والا ہے)

۵: مفاعیلِ خمسہ بھی ذوالحال بن سکتے ہیں (جامع الدروس العربیہ ۳، ۸۰)

شرائطِ حال

۱- صفتِ منتقلہ[1] ہونا

جیسے طَلَعَتِ الشَّمسُ صَافِیَۃً (سورج طلوع ہوا اس حال میں کہ وہ صاف شفاف تھا)

کبھی کبھی صفتِ ثابتہ بھی حال واقع ہوجاتی ہے۔ جیسے ھٰذَا أَبُوکَ رَحِیمًا۔

۲: نکرہ ہونا جیسے رَجَعَ الجُندُ ظَافِرًا (لشکر کامیاب لوٹا)

اگر معرفہ ہو تو تاویلِ نکرہ میں ہوگا جیسے آمَنتُ بِاللّٰہِ وَحدَہٗ

یہاں پہ وحدہٗ[2] معرفہ ہے اور منفرداً کی تاویل میں ہے۔

۳: مشتق ہونا جیسے رَأَیتُ زَیدًا ھَارِبًا (میں نے زید کو دوڑتے

---

[1]: عارضی صفت کو صفتِ منتقلہ اور دائمی صفت کو صفتِ ثابتہ کہتے ہیں۔

[2]: وحدہ ہمیشہ حال واقع ہوتا ہے۔

ہوئے دیکھا)

بعض اوقات اسم جامد بھی مشتق کی تاویل میں ہو کر حال بنتا ہے

وہ مقامات جہاں جامد بتاویل مشتق حال بنتا ہے۔

۱: جب حال تشبیہ پر دلالت کرے۔ جیسے کَرَّ عَلِیٌّ[1] اَسَدًا
اس مثال میں اَسَدًا شُجَاعًا کی تاویل میں ہے۔

۲. جب حال مفاعلہ[1] پر دلالت کرے جیسے بِعْتُكَ الفَرَسَ یَدًا بِیَدٍ۔ (میں نے تجھے گھوڑا دست بدست فروخت کیا) اس مثال میں یَدًا بِیَدٍ حال ہے اور متقابضین کی تاویل میں ہے۔

۳: جب حال ترتیب پر دلالت کرے۔ جیسے قَرَأْتُ الکِتَابَ بَابًا بَابًا (میں نے کتاب کو باب درباب پڑھا) اس مثال میں بابًا بابًا۔ مُرَتَّبًا کی تاویل میں ہے۔

وہ مقامات جہاں جامد بغیر تاویل مشتق کے حال بنتا ہے

۱: جب حال موصوف واقع ہو رہا ہو۔ جیسے فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا (پس جبریل امین حضرت مریم علیہا السلام کے پاس کامل بشر کی شکل میں گئے) اس مثال میں بَشَرًا حال ہے اور موصوف ہے اور سَوِیًّا اُس کی صفت ہے۔

۲: جب حال عدد پر دلالت کرے جیسے فَتَمَّ مِیقَاتُ رَبِّهِ اَرْبَعِینَ لَیْلَةً) (پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کا چالیس راتوں کا وعدہ پورا کیا)

---

[1] مفاعلہ سے مراد ایسا فعل ہے جو جانبین سے ہو۔

۳ : حال ذوالحال کی فرع ہو مثلاً هذا ذهبك خاتماً (یہ انگوٹھی کی حالت میں تیرا سونا ہے)

۴ : حال ذوالحال کی اصل ہو۔ هذا خاتمك ذهباً

۵ : حال ذوالحال کی نوع ہو۔ هذا مالك ذهباً

سبق نمبر ۳۷

احکامِ ذوالحال : اکثر طور پر معرفہ ہوتا ہے جیسے رَجَعَ الْجُنْدُ ظَافِراً

۲ : کبھی کبھی نکرہ بھی ذوالحال بنتا ہے۔

وہ مقامات جہاں نکرہ بھی ذوالحال بنتا ہے

۱ : ذوالحال حال سے مؤخر ہو جیسے جَاءَ نِي رَاكِباً رَجُلٌ

۲ : ذوالحال سے پہلے حرفِ نفی، نہی یا استفہام آجائے۔ جیسے مَا جَاءَ نِي رَجُلٌ اِلَّا رَاكِباً - أَجَاءَكَ اَحَدٌ رَاكِباً ؟

۳ : حال ایسا جملہ ہو جو واؤ کے ساتھ متصل ہو۔ جیسے اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا (یا اس آدمی جیسی مثال جو کہ ایک بستی کے قریہ سے گزرا اس حال میں کہ اس کے مکان گر چکے تھے۔

۴ : جب ذوالحال مخصوص بالوصف ہو۔ جیسے جَاءَ نِي صَدِيْقٌ حَمِيْمٌ طَالِباً مَعُوْنَتِيْ (میرے پاس میرا مخلص دوست مدد طلب کرنے کیلئے آیا)

وہ مقامات جہاں ذوالحال کو حال سے مؤخر کرنا ضروری ہے

۱ : ذوالحال نکرہ ہو۔ جیسے جَاءَنِی رَاکِبًا رَجُلٌ

۲ : ذوالحال حال میں منحصر ہو۔ جیسے مَا جَاءَ نَاجِیًا اِلَّا خَالِدٌ

(کوئی کامیاب نہیں آیا سوائے خالد کے)

وہ مقامات جہاں حال کو ذوالحال سے مؤخر کرنا ضروری ہے

۱ : جب حال ذوالحال میں منحصر ہو جیسے وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے رسولوں کو مگر بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے)

۲ : جب ذوالحال مجرور بالاضافت ہو جیسے سَرَّنِی عَمَلُکَ مُخْلِصًا (تیرے خلوص کے ساتھ کام کرنے نے مجھے خوش کر دیا)

۳ : جب حال جملہ مقرون بالواو ہو جیسے جَاءَ خَالِدٌ وَالشَّمْسُ طَالِعَۃٌ (خالد آیا اس حال میں کہ سورج طلوع ہو رہا تھا)

حال کی تقسیم : حال کی دو اقسام ہیں۔

۱ : حالِ مؤسسہ ۲ : حالِ مؤکدہ

۱ : حالِ مؤسسہ : وہ حال جو ذوالحال کے معنی کے علاوہ معنی عطا کرے جیسے فَرَجَعَ مُوْسٰی اِلٰی قَوْمِہٖ غَضْبَانَ اٰسِفًا (پس موسٰی علیہ السلام اپنی قوم کی طرف غصہ کی حالت میں افسوس کرتے ہوئے لوٹے)

۲ : **حالِ مؤکّدہ :** وہ حال ہوتا ہے جو نیا فائدہ نہ دے بلکہ محض تاکید کے لیے آئے تاکید کی تین صورتیں ہیں۔

۱ : **تاکید فی العامل :** جیسے فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا (پس سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی آواز سُن کر مسکرائے)

اس مثال میں ضاحکًا حال ہے جو کہ تبسّم (عامل) میں تاکید پیدا کر رہا ہے۔

۲ : **تاکید فی ذی الحال :** جیسے جاء التلامیذ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا
اس مثال میں جمیعًا حال التلامیذ کُلُّھُمْ ذوالحال کی تاکید واقع ہو رہا ہے۔

۳ : **تاکید فی مضمون الجملۃ :** جیسے ھُوَ حَقٌّ صَرِیْحًا (وہ واضح حق ہے)
اس مثال میں صریحًا حال ہے اور یہ ھُوَ حَقٌّ کے معنیٰ میں تاکید پیدا کر رہا ہے کیونکہ حق بھی واضح ہی ہوتا ہے۔

سبق نمبر ۳۸

حال اور ذوالحال کے درمیان رابطہ : حال مفرد بھی ہو سکتا ہے اور جملہ بھی، جب حال جملہ ہو تو اس وقت اس کے اور ذوالحال کے درمیان رابطہ ہونا چاہیئے خواہ یہ رابطہ واؤ کے ساتھ ہو یا ضمیر کے ساتھ یا دونوں کے ساتھ ہو۔

وہ مقامات جہاں واؤ لانا ضروری ہے

۱ : جب حال ایسا جملہ اسمیہ واقع ہو جو ضمیر ذوالحال سے خالی ہو جیسے لَئِنْ اَکَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ

۲ : جب حال جملہ اضمیریہ ضمیر ذوالحال سے خالی ہو (خواہ وہ جملہ مثبت ہو یا منفی) ہاں جب فعل ماضی مثبت ہو تو واؤ کے ساتھ ساتھ قَد کا لانا ضروری ہے

جیسے جِئْتُ وَقَدْ طَلَعَ الشَّمْسُ

وہ مقامات جہاں واؤ حالیہ کا لانا منع ہے

۱ : جملہ حالیہ عاطفہ کے بعد ہو جیسے کَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَائِلُوْنَ (بہت سی بستیاں ہم نے تباہ کردیں پس اُن کے پاس ہمارا عذاب آیا اس حال میں کہ وہ رات کو سو رہے تھے یا قیلولہ کر رہے تھے)

۲ : جب حال مضمون جملہ میں تاکید پیدا کرنے کیلئے آئے۔ جیسے ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (یہ وہ بلند و بالا کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں)

۳ : جب جملہ مضارعیہ منفیہ بلا حال بن رہا ہو جیسے مَا لِيَ لَا اَرَى الْهُدْهُدَ (مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا)

نوٹ : ایک ذوالحال سے کئی حال بھی واقع ہو سکتے ہیں۔ جیسے فَرَجَعَ مُوْسٰى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا۔

اس مثال میں غضبان اور اسفا دونوں حال ہیں۔

۲ : کبھی کبھی ذوالحال اور حال دونوں متعدد ہوتے ہیں۔

جیسے جَاءَ سَعِيْدٌ وَخَالِدٌ رَاكِبَيْنِ ۔

سبق نمبر ۳۹

تمیز

وہ اسم نکرہ ہوتا ہے جو کسی مبہم ذات یا نسبت کے ابہام کو دور کرے
جیسے اِشْتَرَیْتُ عِشْرِیْنَ کِتَابًا (میں نے بیس کتابیں خریدیں)
اس میں عِشْرِیْنَ ذات اور کِتَابًا تمیز ہے۔
طَابَ زَیْدٌ اَبًا (زید اپنے باپ کی نسبت سے اچھا ہے) اس میں
اَبًا فعل کی فاعل کے ساتھ نسبت سے تمیز ہے۔
جس سے ابہام دور کیا جائے اسے ممیز اور ابہام کو دور کرنے والا ممیز
تمیز کہلاتا ہے۔

تمیز کی اقسام : اسکی دو اقسام ہیں۔

۱ : تمیز ذات ۲ : تمیز نسبت

۱ : تمیز ذات یا مفرد : وہ تمیز ہوتی ہے جو اسم مبہم ملفوظ کے ابہام کو دور کرے۔ جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا (میرے پاس ایک کلو تیل ہے) اس میں زیتًا تمیز ہے اور رطل ممیز

اسماء مبہمہ : درج ذیل اسماء میں ابہام ہوتا ہے۔

۱ : اسم عدد : اسکی دو اقسام ہیں I عددِ صریح II عدد مبہم

I : **عدد صریح :** وہ عدد ہوتا ہے جس کی مقدار معروف ہو جیسے ایک ۔ چھ ۔ دس ۔

II : **عدد مبہم :** وہ عدد ہوتا ہے جو کہ مقدارِ مجہول سے کنایۃ ہو جیسے کم ۔ کاَیِّن

۲ : ہر وہ اسم جو مقدار پر دلالت کرے جیسے عِنْدِیْ قِنْطَارٌ عَسَلاً (میرے پاس شہد کا مشکیزہ ہے)

عِنْدِیْ ذِرَاعٌ ثَوْبًا (میرے پاس ایک گز کپڑا ہے)

مقدار سے مراد، وزن، کیل (ماپ) مساحت (ناپ) ہے

۳ : وہ اسم جو تمیز کی فرع بن رہا ہو جیسے عِنْدِیْ خَاتَمٌ فِضَّۃً (میرے پاس چاندی کی ایک انگوٹھی ہے)

تمیز ذات کا حکم : عدد کے علاوہ تمیز ذات کو منصوب پڑھنا جائز ہے اور لفظ مِنْ یا اضافت کی وجہ سے مجرور پڑھنا بھی جائز ہے جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ مِنْ زَیْتٍ عِنْدِیْ قِنْطَارُ عَسَلٍ

سبق نمبر ۴۰

اعداد مبہمہ کی تفصیل :

۱ : کَمْ ۲ : کَذَا ۳ : کَاَیِّنْ

۱ : **کَمْ :** کم کی دو اقسام ہیں ۔

۱ : کَمْ استفہامیہ

۲ : کَمْ خبریہ

۱: کم اِستفہامیہ: وہ کمؔ ہوتا ہے جس سے کسی عددِ مبہم کے تعین کے بارے میں پوچھا جائے جیسے کَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ؟

کم استفہامیہ کے احکام:

۱: صدارت کلام کا تقاضا کرتا ہے۔

۲: اس کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔

۳: کم استفہامیہ اور اسکی تمیز کے درمیان کوئی فاصلہ بھی آسکتا ہے جیسے کَمْ عِنْدَكَ كِتَابًا (تیرے پاس کتنی کتابیں ہیں)

۴: اس کی تمیز کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے کَمْ مَالُكَ یہ اصل میں کَمْ دِيْنَارًا مَالُكَ تھا۔

۲: کم خبریہ: وہ کم ہوتا ہے جو کسی عددِ مبہم کی کثرت کے بارے میں خبر دے جیسے كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ (بہت دفعہ ایسا ہوا کہ اللہ کے اذن سے چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آ گیا)

احکامِ کم خبریہ:

۱: صدارتِ کلام میں واقع ہوتا ہے۔

۲: اسکی تمیز حرف جر یا اضافت کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے جیسے کَمْ عِلْمٍ قَرَأْتُ

۳: کبھی کبھی اسکی تمیز جمع بھی آتی ہے جیسے کَمْ عُلُوْمٍ عَرَفْتُ (میں نے کئی علوم جان لیے)

۴ : کم خبریہ اور اسکی تمیز کے درمیان فاصلہ بھی آسکتا ہے لیکن جب فاصلہ آجائے تو اسکی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے جیسے کـم عندک درهمًا

کم خبریہ اور کم استفہامیہ بعض اُمور میں مشترک اور بعض اُمور میں مختلف ہیں۔

مابہ الاشتراک اشیاء :

مابہ الاشتراک چیزیں پانچ ہیں۔

۱ : دونوں عدد مبہم سے کنایہ ہوتے ہیں۔

۲ : دونوں مبنی ہوتے ہیں۔

۳ : دونوں مبنی علی السکون ہوتے ہیں۔

۴ : دونوں صدارتِ کلام کا تقاضا کرتے ہیں

۵ : دونوں تمیز کے محتاج ہوتے ہیں۔

مابہ الامتیاز اشیاء :

۱ : کم استفہامیہ جواب کا تقاضا کرتا ہے جبکہ کم خبریہ جواب کا تقاضا نہیں کرتا۔

۲ : کم خبریہ میں صدق وکذب ہوسکتا ہے لیکن استفہامیہ میں ان کا احتمال نہیں ہوتا

۳ : کم خبریہ کی تمیز مجرور ہوتی ہے جبکہ کم استفہامیہ کی تمیز منصوب ہوتی ہے

۴ : کم خبریہ فعل ماضی کے ساتھ مختص ہے اور کم استفہامیہ فعلِ ماضی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

۵ : کم خبریہ میں ہمزہ استفہامیہ داخل نہیں ہوسکتا لیکن کم استفہامیہ میں ہمزہ استفہام داخل ہوسکتا ہے جیسے أکَمْ کتابًا اِشتَرَیتُ أَعَشَرَۃً اَوْ عِشرِیْنَ

کاین :

۱ : یہ کم خبریہ کی طرح کثرت پر دلالت کرتا ہے۔

۲ : اس کی تمیز حرفِ جر یا اضافت کی وجہ سے مفرد مجرور ہوتی ہے۔

جیسے وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ۔

(بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھاتے اللہ تعالےٰ انکو اور تمہیں بھی رزق دیتا ہے)

کذا :

۱ : یہ بھی عددِ مبہم سے کنایہ ہے خواہ وہ عدد قلیل ہو یا کثیر۔

۲ : یہ مفرد سے بھی کنایہ ہوتا ہے اور جملہ سے بھی۔ جیسے

جَاءَنِیْ كَذَا وَكَذَا رَجُلًا (میرے پاس فلاں فلاں مرد آئے)

یا

قُلْتُ كَذَا وَكَذَا حَدِيْثًا (میں نے یہ یہ بات کی)

احکام کذا :

۱ : یہ تکرار کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

۲ : اس کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔

سبق نمبر ۴۱

مستثنیٰ

اِستثناء: اِلّا اور اُس کے ہم معنیٰ حروف کے ذریعے ماقبل کے حکم سے کسی کو خارج کر دینا استثناء کہلاتا ہے۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً۔

حروفِ استثناء: حروفِ استثناء آٹھ ہیں:

۱: اِلّا ۲: غَیْر ۳: سِوٰی[1] ۴: خَلَا
۵: عَدَا ۶: حَاشَا ۷: لَیْسَ ۸: لَا یَکُوْنُ

مُخْرَج مِنْہُ: جس کے حکم سے خارج کیا جائے اُسے مُخرَج منہ کہتے ہیں۔ مخرج منہ کا معروف نام مستثنیٰ منہ ہے۔

مُخْرَج: جسے خارج کیا جائے اُسے مُخرَج کہتے ہیں اور مُخرَج کا معروف نام مستثنیٰ ہے۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً اس مثال میں القوم مستثنیٰ منہ اور زیداً مستثنیٰ ہے جبکہ اِلّا حرفِ اِستثناء ہے۔

نوٹ: الا کی وضع اگرچہ استثناء کے لیے ہے مگر کبھی غیر کے معنیٰ (صفت) میں استعمال ہوتا ہے مثلاً لا الٰہ الا اللہ یہاں الا غیر کے معنیٰ میں ہے۔

---

[1] سِوٰی پر تینوں حرکتیں پڑھنا جائز ہے جیسے سِوٰی۔ سُوٰی۔ سَوٰی

اسی طرح غیر صفت کے لیے وضع ہے مگر کبھی الا کے معنی (استثناء) کے لیے استعمال ہوتا ہے مثلاً جاء القوم غیر خالدٍ۔

مستثنیٰ کی اقسام: مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔
۱: مستثنیٰ متصل۔
۲: مستثنیٰ منقطع۔

۱: **مستثنیٰ متصل:** وہ مستثنیٰ ہوتا ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو مثلاً۔ جَاءَ المُسَافِرُونَ اِلَّا رَشِیْدًا

۲: **مستثنیٰ منقطع:** وہ مستثنیٰ ہوتا ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔ جیسے جَاءَ القومُ اِلَّا حِمَارًا۔
اس مثال میں القوم اور حمار کی جنس جدا جدا ہے۔

مستثنیٰ کا اعراب

۱: **مستثنیٰ منقطع کا اعراب:** مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے جَاءَ القَومُ اِلَّا حِمَارًا

۲: **مستثنیٰ متصل کا اعراب:** مستثنیٰ متصل کا اعراب بیان کرنے سے پہلے چند اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے

کلام موجب: وہ کلام ہوتا ہے جو حرفِ نفی، نہی اور استفہام انکاری سے خالی ہو یعنی وہ کلام مثبت ہو۔ جیسے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ۔ یہ مثال کلام موجب نہیں کیونکہ اس میں استفہام انکاری موجود ہے۔

کلام غیر موجب: وہ کلام ہوتا ہے جو حرفِ نفی، نہی اور استفہام کے ساتھ ہو۔

کلام تام : وہ کلام ہوتا ہے جس میں مستثنیٰ منہ لفظوں میں مذکور ہو۔

کلام غیر تام : وہ کلام ہوتا ہے جس میں مستثنیٰ منہ، حذف کردیا ہو۔

مستثنیٰ بالّا متصل کے اعراب کی تین صورتیں ہیں

۱ : وجوب نصب ۲ : جواز نصب اور بدلیت ۳ : عامل کے مطابق

۱۔ دو صورتوں میں مستثنیٰ بالّا متصل پر نصب واجب ہے۔

i : جب مستثنیٰ بالّا کلام تام موجب میں واقع ہو تو اُسے منصوب پڑھنا واجب ہے، جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔

ii ۔ جب مستثنیٰ بالّا کلام تام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ، سے پہلے آجائے تو بھی اُسے منصوب پڑھنا واجب ہے۔ جیسے مَاجَآءَ زَیْدًا اِلَّا اَحَدٌ

۲۔ درج ذیل صورت میں دونوں اعراب جائز ہیں

جب مستثنیٰ کلام تام غیر موجب میں مستثنیٰ منہ، کے بعد واقع ہو تو اُسے منصوب پڑھنا بھی جائز ہے اور مستثنیٰ منہ سے بدل[1] بنانا بھی جائز ہے جیسے مَاجَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا عَلِیًّا۔ مَاجَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا عَلِیٌّ

۳۔ درج ذیل صورت میں مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا

جب مستثنیٰ بالّا کلام غیر تام میں واقع ہو تو اس کا اعراب عامل کے مطابق

---

[1] بدل کی بحث آگے آرہی ہے آسان لفظوں میں اس سے مُراد یہ ہے کہ بدل بنانے کی صورت میں مستثنیٰ کا اعراب مستثنیٰ منہ، والا ہوگا۔

ہوتا ہے جیسے۔ (۱) مَا جَاءَ اِلَّا عَلِیٌّ (۲) مَا رَأَیْتُ اِلَّا عَلِیًّا (۳) مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِعَلِیٍّ

نوٹ: جس مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ، حذف کر دیا جائے اُس مستثنیٰ کو مفرغ کہا جاتا ہے

غیر اور سویٰ کے بعد آنے والا مستثنیٰ :-

ان دونوں کے بعد آنے والا مستثنیٰ اضافت کی وجہ سے مجرور ہوگا جیسے جَاءَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ

خلا، عدا اور حاشا کے بعد آنے والا مستثنیٰ

ان کلمات کے بارے میں علماء نحاۃ کی دو آراء ہیں :

۱: بعض علما کی رائے یہ ہے کہ یہ حرف جارہ ہیں لہٰذا ان کے بعد آنیوالا مستثنیٰ مجرور ہوگا۔

۲: دوسری رائے یہ ہے کہ یہ حروف نہیں بلکہ فعل ماضی کے صیغے ہیں اور ان کے بعد آنے والا مستثنیٰ مفعولیت کی بنیاد پر منصوب ہوتا ہے اور ان کا فاعل ضمیر مستتر ہوگی جو مستثنیٰ منہ کی طرف لوٹے گی۔

نوٹ: کبھی کبھی حاشا تقدیس و تنزیہ کیلئے آتا ہے جیسے قُلْنَ حَاشَا لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا

لیس اور لا یکون کے بعد آنیوالا مستثنیٰ :

یہ افعال ناقصہ میں سے ہیں مگر کبھی کبھی استثناء کے لیے آتے ہیں جب استثناء کے لیے آئیں تو ان کے بعد آنیوالا مستثنیٰ منصوب ہوگا۔

لفظ غیر کا اعراب: جو اعراب مستثنیٰ بالا متصل کا ہے وہی اعراب لفظ غیر کا ہے۔ جیسے

(۱) جَاءَ الْقَوْمُ غَيْرَ خَالِدٍ (۲) مَا جَاءَ غَيْرَ سَلِيمٍ اَحَدٌ

(۳) مَا جَاءَ الْقَوْمُ غَيْرُ عَلِيٍّ (۴) مَا جَاءَ غَيْرُ عَلِيٍّ

(۵) مَا رَأَيْتُ غَيْرَ عَلِيٍّ (۵) مَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ عَلِيٍّ

سبق نمبر ۴۲

"مجرورات کا بیان"

مجرور کی تعریف

مجرور وہ اسم ہوتا ہے جس پر کسی حرف جر کی وجہ سے جر آئے۔ اگر حرف جر لفظوں میں مذکور ہو تو اُسے جار مجرور کہتے ہیں اور اگر لفظوں میں مذکور نہ ہو تو اُسے مضاف اور مضاف الیہ کہتے ہیں۔

لفظوں میں موجود کی مثال : فِي الدَّارِ

لفظوں میں موجود نہ ہونے کی مثال : غُلَامُ زَيْدٍ

اضافت کی اقسام اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱ : اضافتِ لفظیہ ۲ : اضافتِ معنویہ

۱ : اضافتِ لفظیہ : وہ اضافت ہوتی ہے جس میں صیغۂ صفت اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے

هٰذَا الرَّجُلُ طَالِبُ عِلْمٍ ۔ اس مثال میں "طالب" صیغہ صفت

اور "علم" معمول ہے کیونکہ وہ طالب کا مفعول بن رہا ہے۔

۲ ، اضافتِ معنویہ : وہ اضافت ہوتی ہے جس میں صیغۂ صفت اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں

i : مضاف صیغۂ صفت ہی نہ ہو جیسے کِتَابُ زَیْدٍ

ii : مضاف صیغۂ صفت ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو جیسے کاتبُ القَاضِی۔ یہاں "القَاضِی" "کاتب" کے لیے نہ فاعل اور نہ مفعول بلکہ فقط مضاف الیہ ہے۔

نوٹ : اضافتِ معنویہ کی صورت میں مضاف پر الف لام نہیں آسکتا مگر اضافتِ لفظیہ کی صورت میں مضاف پر درج ذیل صورتوں میں الف لام آسکتا ہے۔

i ، مضاف تثنیہ کا صیغہ ہو۔ المکرِمَا سَلِیْمٍ

ii : مضاف جمع مذکر سالم ہو المکرِمُوْ عَلِیٍّ

iii اضافت معرف باللام کی طرف ہو۔ الکاتبُ الدَّرسِ

iv معرف باللام کی طرف مضاف ہونے والے اسم کی طرف اضافت ہو جیسے الکاتبُ درسِ النحو۔

اضافت کے فوائد :-

اضافتِ لفظیہ کا ایک ہی فائدہ ہے۔

تخفیف : اضافتِ لفظیہ سے کلمہ میں تخفیف ہوجاتی ہے جیسے مفرد سے تنوین اور تثنیہ و جمع سے نون کا گر جانا۔
جیسے ضَارِبُ زَیْدٍ۔ ضَارِبَا زَیْدٍ۔ ضَارِبُوْا زَیْدٍ۔

اضافتِ معنویہ کے فوائد : اس کے تین فوائد ہیں۔

۱ : **تخفیف** : کلمہ میں اضافت لفظیہ کیطرح تخفیف ہوجاتی ہے

۲ : **تعریف** : جب نکرہ معرفہ کی طرف مضاف ہو تو معرفہ ہوجاتا ہے
جیسے کِتَابُ خَالِدٍ

۳ : **تخصیص** : جب نکرہ، نکرہ کی طرف مضاف ہو تو یہ تخصیص کا فائدہ
دیتا ہے جیسے کِتَابُ رَجُلٍ

اضافتِ معنویہ کی اقسام :

۱ : اضافتِ منی ۲ : اضافت فیوی ۳ : اضافت لامی

۱ : **اضافتِ منی** : وہ اضافت ہوتی ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرفِ جر "من" مقدر ہو ایسی اضافت میں
مضاف اور مضاف الیہ کا ایک جنس سے ہونا لازمی ہے۔ جیسے
خَاتَمُ فِضَّةٍ (چاندی کی انگوٹھی) اصل میں خاتم من فضۃٍ ہے

۲ : **اضافتِ فیوی** : وہ اضافت ہوتی ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرفِ جر "فی" پوشیدہ ہو ایسی
اضافت میں مضاف الیہ کا مضاف کے لیے ظرف ہونا ضروری ہے
جیسے ضَربُ الیَوم

۳ : **اضافتِ لامی** : وہ اضافت ہوتی ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے لام مقدر ہو ایسی اضافت میں مذکورہ
بالا دونوں چیزیں نہیں ہوتیں یعنی مضاف الیہ مضاف کی جنس سے بھی نہیں
ہوتا اور نہ ہی مضاف کے لیے ظرف۔ جیسے کِتَابُ زَیدٍ

ف ۱: بعض کلمات ایسے ہیں جو کبھی بھی مضاف ہو کر استعمال نہیں ہوتے۔
۱: ضمائر ۲: اسمائے اشارات ۳: اسمائے موصولات
۴: اسمائے شرط ۵: اسمائے استفہام

ف ۲: لفظ مثل، شبہ، غیر اور نظیر مضاف ہونے کے باوجود نکرہ ہی رہتے ہیں معرفہ نہیں بنتے۔

سبق نمبر ۴۳

توابع کا بیان

تابع کی تعریف: تابع وہ لفظ ہے جس کا اعراب اسم سابق کے موافق ہو اور دونوں میں اعراب کی جہت ایک ہو۔ جیسے جَاءَ نِیْ رَجُلٌ کَرِیْمٌ
اسم سابق کو متبوع اور بعد والے کو تابع کہا جاتا ہے۔

تابع کی اقسام: اس کی پانچ اقسام ہیں
۱: صفت ۲: عطف بحرف ۳: تاکید
۴: بدل ۵: عطف بیان۔

۱: صفت: صفت وہ تابع ہوتا ہے جو متبوع یا اس کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے
جاءَ التِّلْمِیْذُ الْمُجْتَهِدُ۔ (ایک محنتی طالبعلم آیا)
دریں صورت متبوع کو موصوف اور تابع کو صفت کہا جاتا ہے۔

ف: صفت کو نعت اور موصوف کو منعوت بھی کہتے ہیں۔

صفت کی اقسام :

(۱) صفتِ حقیقی (بحالہٖ) (۲) صفت سببی (بمتعلقہٖ)

۱ : **صفتِ حقیقی :** وہ صفت ہوتی ہے جو موصوف کے احوال کو واضح کرے جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ

۲ : **صفتِ سببی :** وہ صفت ہوتی ہے جو موصوف کے متعلق میں پائے جانے والے احوال کو بیان کرے جیسے۔

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا اس مثال میں اَلظَّالِمِ، اَلْقَرْيَة کی صفت نہیں بلکہ اس کے متعلق اَهْلُهَا کی صفت ہے

صفت اور موصوف کے درمیان مطابقت :

صفتِ حقیقی میں موصوف اور صفت کے مابین درج ذیل چیزوں میں مطابقت ضروری ہے۔

۱ : اعراب (رفع، نصب، جر)

۲ : افراد، تثنیہ، جمع

۳ : تذکیر و تانیث ۴ : تعریف و تنکیر

مذکورہ بالا دس چیزوں میں سے چار اشیاء کا بیک وقت پایا جانا ضروری ہے جیسے جَاءَ الرَّجُلُ الْعَالِمُ

اس مثال میں موصوف اور صفت کے درمیان مفرد، مذکر، مرفوع اور معرفہ ہونے میں مطابقت پائی جاتی ہے۔

صفتِ سببی کی صورت میں موصوف اور صفت کے درمیان درج ذیل چیزوں میں مطابقت کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ اعراب (رفع ۔ نصب ، جر) ۲۔ تعریف و تنکیر

صفتِ سببی بہ افراد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری نہیں ہے۔ جیسے جَاءَ الرَّجُلَانِ الْكَرِيْمُ اَبُوْهُمَا۔

(میرے پاس ایسے دو آدمی آئے جن کا باپ کریم ہے)

نوٹ: جب مصدر صفت بن رہا ہو تو موصوف کے تثنیہ و جمع ہونے کی صورت میں صفت مفرد ہی رہے گی جیسے رَجُلٌ عَدْلٌ۔ رجلانِ عدلٌ

نوٹ: اگر صفت جملہ ہو تو اس میں ایسی ضمیر ہونی چاہیئے جو کہ موصوف کی طرف لوٹ رہی ہو۔

فوائدِ صفت :

۱ : وضاحت : اگر موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہوں تو صفت سے وضاحت حاصل ہوتی ہے۔ جیسے الرَّجُلُ الْفَاضِلُ

۲ : تخصیص : اگر موصوف نکرہ ہو تو صفت سے تخصیص حاصل ہوتی ہے جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ

۳ : تاکید : بعض اوقات صفت محض تاکید کے لیے لائی جاتی ہے جیسے نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ

۴ : مذمت : بعض اوقات صفت سے مقصود فقط مذمت ہوتا ہے جیسے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝

۵ : مدح : بعض اوقات صفت سے مقصود فقط مدح اور تعریف ہوتا ہے جیسے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہاں موصوف کو توضیح اور تخصیص کی حاجت ہی نہیں ہوتی کیونکہ موصوف پہلے ہی معروف ہے۔

صفتِ منقطعہ : کبھی کبھی صفت کو موصوف کا تابع نہیں رہنے دیا جاتا بلکہ اُسے مبتدا۔ محذوف کی خبر بناکر مرفوع پڑھ لیتے ہیں جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں لفظ رَبّ پر رفع پڑھ لیتے ہیں یا فعلِ محذوف کا مفعول سمجھ کر منصوب پڑھ لیتے ہیں۔

جیسے

اِمْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ یہ فعل محذوف اَذُمُّ کا مفعول بہ ہے

شرائطِ صفت :

۱ : صفت کا اِسم مشتق ہونا ضروری ہے۔

۲ : اگر اسم جامد صفت بنے تو وہ تاویلِ مشتق میں ہوگا۔

وہ مقامات جہاں اسمِ جامد اِسمِ مشتق کی تاویل میں ہوتا ہے

۱ : **مصدر :** جیسے رَجُلٌ عَدْلٌ اس مثال میں عَدْلٌ عَادِلٌ کے معنی میں ہے۔

۲ : **اسمِ منسوب :** (یہ اسمِ مشتق کے حکم میں ہوتا ہے) جیسے رَأَیْتُ رَجُلاً بَغْدَادِیًّا

۳ : وہ اسم جامد جو تشبیہ پر دلالت کر رہا ہو جیسے رَأَیْتُ رَجُلاً اَسَدًا اس مثال میں اَسَدًا، شُجَاعًا کی تاویل میں ہے۔

۴ : لفظ ذو صاحب کے معنیٰ میں ہوکر مشتق بن جاتا ہے جیسے

جاءَ رجلٌ ذُو عِلمٍ (یعنی صاحبِ علم)

سبق نمبر ۴۴

۲: تاکید :

وہ تابع ہوتا ہے جو متبوع کی طرف کی گئی نسبت کو پختہ کرے یا متبوع کے اپنے افراد کے شامل ہونے کو پختہ کرے ۔ جیسے جاءَ عَلِیٌّ عَلِیٌّ اس مثال میں دوسرا علیؔ پہلے کی تاکید ہے جاء القومُ کلھم (یہاں کلھم نے بتایا کہ قوم کے تمام افراد آئے ہیں)

ف : دریں صورت متبوع کو مؤکد اور تابع کو تاکید کہا جاتا ہے۔

تاکید کی اقسام :

اس کی دو اقسام ہیں۔ ۱: تاکید لفظی ۲: تاکید معنوی

۱: تاکیدِ لفظی : وہ تاکید ہوتی ہے جس میں مؤکد کا اعادہ ہو یا اُس کے مترادف کا اعادہ ہو۔ خواہ وہ اسم ظاہر ہو یا ضمیر فعل ہو یا حرف یا جملہ ہو۔

(۱) اِسم ظاہر جیسے جاءَ عَلِیٌّ عَلِیٌّ (۲) اسم ضمیر جیسے اُسکُنْ اَنتَ وزَوجُکَ الجنَّۃَ

(۳) فعل جیسے جاءَ جاءَ عَلِیٌّ (۴) جیسے لَا لَا اَبُوحُ بالسِّرِ

(۵) جُملہ۔ جیسے جاءَ عَلِیٌّ جاءَ عَلِیٌّ (۶) مترادف جیسے اَتیٰ جاءَ عَلِیٌّ ۔

تاکیدِ لفظی کا فائدہ: سامع کے ذہن میں پختگی پیدا کرنا اور اس کے شبہ کا ازالہ کرنا۔

۲: **تاکیدِ معنوی:** وہ تاکید ہوتی ہے جو کہ درج ذیل الفاظ کے ساتھ ہو۔

(i) نَفْسٌ (ii) عَیْنٌ (iii) کُلٌّ (iv) کِلَا وَ کِلْتَا

(v) اَجْمَعُ (vi) اَکْتَعُ (vii) اَبْصَعُ (viii) اَبْتَعُ

جیسے جَاءَ عَلِیٌّ نَفْسُہٗ۔ فَسَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ۔

مذکورہ اَلفاظ کا اِستعمال

۱، نفسٌ ۲: عَینٌ:- اگر مؤکَّد مُفرد ہو تو یہ بھی مُفرد آئیں گے اور مؤکَّد جمع ہو تو یہ بھی جمع آئیں گے۔ جیسے

جَاءَ عَلِیٌّ نَفْسُہٗ جَاءَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْفُسُھُمْ۔

اور تثنیہ کی صورت میں بھی جمع آئیں گے لیکن ضمیر مؤکَّد کے مطابق آئیگی

جیسے جَاءَ الرَّجُلَانِ اَنْفُسُھُمَا کبھی کبھی نفسٌ اور عینٌ پر "با" داخل کر دیتے ہیں جیسے جَاءَ عَلِیٌّ بِنَفْسِہٖ، جَاءَ زَیْدٌ بِعَیْنِہٖ

۳: **کُلٌّ:** جب تاکید لفظ "کُل" کے ساتھ آئے تو اس لفظ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی لیکن ضمیر مؤکَّد کے مطابق بدلتی رہے گی۔

جیسے قَرَأْتُ الْکِتَابَ کُلَّہٗ

اِشْتَرَیْتُ الْعَبِیْدَ کُلَّھُمْ

نوٹ: لفظِ کُل تثنیہ کی تاکید کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔

۴ : اَجمَعُ : اَجمَعُ کے بغیر اَبتَعُ اور اکتَعُ اور اَبصَعُ کسی کلام میں نہیں آسکتے۔

(ii) - یہ الفاظ اجمعُ سے پہلے نہیں آسکتے بلکہ بعد میں آتے ہیں۔ جیسے جَاءَ النَّاسُ اَجمَعُونَ اَکتَعُونَ اَبصَعُونَ۔

(iii) اَجمَعُ کے ساتھ ضمیر نہیں آتی بلکہ یہ خود تبدیل ہوتا ہے ہاں تثنیہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔

: کِلَا و کِلتَا : اس کا مؤکد تثنیہ ہوتا ہے مفرد یا جمع نہیں ہوتا جیسے جاءَ الرَّجُلَانِ کِلَاهُمَا
جَاءَتَا البِنتَانِ کِلتَاهُمَا۔

سبق نمبر ۴۵

۳- بدل : وہ تابع ہوتا ہے جو مقصود بالحکم ہو اور متبوع کا ذکر بطور تمہید ہو مثلاً جاءَ زیدٌ اَخُوکَ اس مثال میں اَخُوکَ مقصود بالحکم ہے

ف : متبوع کو مبدل منہ اور تابع کو بدل کہتے ہیں۔

بدل کی اقسام : اس کی چار اقسام ہیں۔

۱ : بدلِ کل ۲ : بدلِ بعض - ۳ : بدلِ اشتمال
۴ : بدلِ مبائن۔

۱ : بدلِ کُل : وہ بدل ہوتا ہے جس کا مدلول (معنی) مبدل منہ کے مدلول کا عین ہو جیسے جاءَ زیدٌ اَخُوکَ۔

اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم

مبدل منہ — بدل

۲ : **بدلِ بعض** : وہ بدل ہوتا ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کی جز ہو جیسے ضَرَبتُ زَیدًا رَأسَہٗ اس مثال میں زیدًا مبدل منہ، اور رأسہٗ بدل ہے۔

۳ : **بدلِ اشتمال** : وہ بدل ہوتا ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول سے متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَیدٌ ثَوبُہٗ (زید کا کپڑا چھین لیا گیا۔)

۴ : **بدل مبائن** : وہ بدل ہوتا ہے جو مبدل منہ کے مخالف ہو یعنی نہ مبدل منہ کا عین ہو نہ جزا اور نہ مبدل منہ اس پر مشتمل ہو

بدل مبائن کی اقسام : اس کی تین اقسام ہیں۔

i : بدل غلط ii : بدل نسیان iii : بدلِ اضراب

۱ : **بدلِ غلط** : وہ بدل ہوتا ہے جسکو اس لفظ کے بعد ذکر کیا جائے جو سبقتِ لسانی کی وجہ سے صادر ہو جیسے جاءَ حِمارٌ رَجُلٌ۔

۲ : **بدلِ نسیان** : وہ بدل ہوتا ہے جس کے ذریعے متکلم اپنے اراد کی تصحیح کرتا ہے جیسے سَافَرَ عَلِیٌّ اِلٰی بغداد جدۃ۔

ف : بدلِ غلط کا تعلق زبان سے اور بدلِ نسیان کا تعلق دل سے ہوتا ہے

۳: **بدلِ اضراب:** وہ بدل ہوتا ہے جو جملہ میں واقع ہو اور بدل اور مبدل منہ، دونوں مراد لینا درست ہو لیکن متکلم فقط بدل مراد لے رہا ہو جیسے خُذِ الْقَلَمَ اَلْوَرَقَةَ۔

احکامِ بدل: ۱ اسم ظاہر کا اسم ظاہر بدل بنایا جا سکتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ اَخُوْكَ لیکن ضمیر اسم ظاہر سے بدل نہیں بن سکتی۔

۲: ضمیر کا بدل ضمیر نہیں بن سکتا۔ جیسے قُمْتَ أَنْتَ

۳: فعل کا فعل بھی بدل بن سکتا ہے جیسے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُّضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ

۴: جملہ کا بدل جملہ بھی بن سکتا ہے جیسے أَمَدَّكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ۔

۵: معرفہ کا بدل نکرہ موصوفہ واقع ہو سکتا ہے جیسے لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ

سبق نمبر ۴۶

۴: عطفِ بیان

وہ تابع ہوتا ہے جو صفت نہیں ہوتا لیکن اپنے متبوع کو واضح کرتا ہے جیسے۔ جَاءَ عَبْدُ اللهِ اَبُوْبَكْرٍ۔ اَقْسَمَ بِاللهِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ یہاں ابوبکر اور عمر متبوع میں پائے جانے والے معنی پر نہیں بلکہ خود متبوع پہ دلالت کر کے اسے واضح کر رہے ہیں۔

نوٹ ۱: اس میں متبوع کو مبیّن اور تابع کو بیان کہتے ہیں۔
۲۔ اگر متبوع معرفہ ہو تو وضاحت حاصل ہوتی ہے اور اگر متبوع نکرہ ہو تو تخصیص حاصل ہوتی ہے جیسے اَو کَفَّارَۃٌ طَعَامُ مَسٰکِیْنَ

عطفِ بیان کے لیے شرائط

اس کے لیے شرط ہے کہ وہ متبوع سے زیادہ معروف و مشہور ہو جیسے جَاءَ اَبُوْحَفْص عُمَرُ۔ اس میں عمر بیان اپنے متبوع اَبُو حفص سے زیادہ مشہور ہے۔

جَاءَ عَبْدُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرٍ میں ابو بکر زیادہ معروف ہے۔

۵: **عطف بحرف:** وہ تابع ہوتا ہے جو حرفِ عطف کے واسطے سے ہو اور متبوع اور تابع دونوں مقصود بالحکم ہوں جیسے جَاءَ سَعِیْدٌ وَّ خَالِدٌ

متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہا جاتا ہے

ف: اسکو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔

حروفِ عاطفہ:

۱: واؤ ۲: فا ۳: ثُمَّ ۴: اَمْ ۵: اِمَّا
۶: بَل ۷: لٰکِن ۸: لَا ۹: حَتّٰی ۱۰: اَوْ

عطف کے قواعد

۱: اسم ظاہر کا عطف اسم ظاہر پر ہو سکتا ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَّ خَالِدٌ

۲ : اسم ضمیر کا عطف اسم ضمیر پر ہو سکتا ہے جیسے أَنَا وَأَنْتَ صَدِيقَانِ، أَكْرَمْتُهُمْ وَإِيَّاكُمْ

۳ : اسم ضمیر کا عطف اسم ظاہر پر ہو سکتا ہے جیسے جَاءَ نِي عَلِيٌّ وَأَنْتَ اَكْرَمْتُ سَلِيمًا وَإِيَّاكَ

۴ : اسم ظاہر کا عطف اسم ضمیر پر ہو سکتا ہے جیسے مَا جَاءَنِي إِلَّا أَنْتَ وَعَلِيٌّ

۵ : ضمیر مرفوع متصل بارز اور ضمیر مستتر پر عطف کیلئے اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ ضروری ہے۔

ضمیر مرفوع متصل پر عطف کی مثال۔ جِئْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ ضمیر مستتر پر عطف کی مثال، اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ

۶ : اگر ضمیر متصل بارز ضمیر مستتر کے اور معطوف کے درمیان فاصلہ آجائے تو ضمیر مرفوع منفصل کو حذف کرنا بھی جائز ہے جیسے مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا (یہاں "لا" کا فاصلہ ہے)

۷ : مشہور یہ ہے کہ جب ضمیر مجرور متصل پر عطف مقصود ہو تو معطوف سے پہلے حرف جر کا اعادہ ضروری ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ لیکن حق بات یہ ہے کہ اعادہ جائز ہے ضروری نہیں کیونکہ قرآن پاک میں بغیر اعادہ کے بھی متعدد مقامات پر عطف موجود ہے جیسے وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

۸ : فعل کا عطف فعل پر، حرف کا عطف حرف پر جائز ہے جیسے اِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ

۹ : جملہ اسمیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر جائز ہے جیسے أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

۱۰ : ایک عامل کے دو معمولوں پر عطف جائز ہے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ خَالِدًا وَ

بَكْرٌ رَشِيْدًا

۱۱ : دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر عطف اس وقت جائز ہوتا ہے جب مجرور مرفوع سے مقدم ہو۔ جیسے فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ خَالِدٌ۔

سبق نمبر ۴۷

"اسماء عاملہ"

ان کی تعداد گیارہ ہے۔

۱ : مصدر ۲ : اسم فاعل ۳ : اسم مفعول
۴ : صفتِ مشبّہ ۵ : اسم تفضیل ۶ : اسمائے شرط
۷ : اسم تام ۸ : اسم مضاف ۹ : اسمائے کنایہ
۱۰ : اسمائے افعال بمعنی ماضی ۱۱ : اسمائے افعال بمعنی امر حاضر

۱ : مصدر

مصدر وہ اسم ہوتا ہے جس سے افعال اور اسمائِ مشتق ہوں۔ جیسے ضَرْبٌ۔ نَصْرٌ۔

عمل : مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے اگر وہ فعل لازم کا مصدر ہو تو اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور اگر فعلِ متعدی کا مصدر ہے تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔

لازم کی مثال اَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٍ
(مجھے زید کے کھڑے ہونے نے حیرت میں ڈال دیا۔)

متعدی کی مثال عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِ اللِّصِّ الْجَلَّادُ

نوٹ : غیر ثلاثی مجرد کے مصادر قیاسی جبکہ ثلاثی مجرد کے مصادر سماعی ہوتے ہیں

مصدر کا استعمال : اس کا استعمال تین طرح سے ہوگا۔

۱ : مضاف : جیسے لَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ

(ii) : معرف باللام : جیسے عَمُّکَ حَسَنٌ التَّھْذِیْبِ أَبْنَاءَہٗ (تیرے چچا کا اپنے بچوں کو مہذب بنانا اچھا ہے)

(iii) : منون : نہ معرف باللام اور نہ مضاف جیسے اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ یَتِیْمًا

نوٹ : اضافت کی صورت میں مصدر کبھی فاعل کیطرف اور کبھی مفعول کیطرف مضاف ہوتا ہے اگر فاعل کیطرف مضاف ہو تو مفعول کو منصوب ذکر کیا جائے گا ہاں فاعل لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہوگا جیسے سَرَّنِیْ فَھْمُ خَالِدٍ الدَّرْسَ اور اگر مصدر مفعول کیطرف مضاف ہوا تو فاعل کو مرفوع ذکر کیا جائے گا ہاں مفعول لفظاً مجرور اور محلاً منصوب ہوگا جیسے سَرَّنِیْ فَھْمُ الدَّرْسِ خَالِدٌ

مصدر کے عمل کی شرائط

۱ : اس مصدر کی جگہ کوئی فعل "اَنْ" یا "مَا" کے ساتھ لانا درست ہو۔ جیسے أَعْجَبَنِیْ ضَرْبُکَ زَیْدًا کہ اس میں اَعْجَبَنِیْ اَنْ تَضْرِبَ زَیْدًا بھی کہنا درست ہے۔

یُعْجِبُنِیْ ضَرْبُکَ زَیْدًا کہ اس میں یُعْجِبُنِیْ مَا تَضْرِبُ کہنا

بھی درست ہے۔

۲ : وہ مصدر مصغر نہ ہو جیسے أَعْجَبَنِي ضُرَيْبُكَ زَيْداً کہنا جائز نہیں۔

۳ : مصدر کو محذوف فعل کی جگہ رکھ دیا گیا ہو جیسے اطعاماً الفقراءَ یہاں پر اطعام اطعم فعل کے قائم مقام ہے۔

۴ : وہ عمل کرنے سے پہلے موصوف نہ بن جائے جیسے اعجبنی ضربک الشدیدُ زیداً

۵ : وہ مصدر اپنے معمول سے مؤخر نہ ہو جیسے أعجبَنی زیداً ضربُک

سبق نمبر ۴۸

۲ : "اسم فاعل"

اسم فاعل وہ اسم مشتق ہوتا ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔

عمل۔ اس کا عمل فعل معروف جیسا ہے یعنی اگر اسم فاعل فعل لازم سے ہو تو اپنے فاعل کو رفع دے گا۔ جیسے مختلف الوانه اگر فعل متعدی سے ہو تو اپنے فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دے گا جیسے هَل مُكرِمٌ سَعِيدٌ ضيوفَهُ ؟

عمل کرنے کی شرائط

۱ : وہ حال یا استقبال کے معنیٰ میں ہو۔

۲ : درج ذیل اشیاء میں سے کسی ایک کے بعد آئے یعنی اس پر اعتماد ہو۔
(i) مبتدا (ii) ذوالحال (iii) موصوف (iv) اسم موصول (v) ہمزہ استفہام (vi) حرفِ نفی۔

"امثلہ": مبتدا۔ اسم فاعل خبر ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا (زید کا باپ کھڑا ہونیوالا ہے اس وقت آئندہ روز)

(ii)۔ ذوالحال اسم فاعل حال ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ بَاکِیًا غُلَامُہٗ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا (زید ایسے حال میں آیا کہ اس کا غلام رونے والا ہے اس وقت یا آئندہ روز)

(iii) موصوف اسم فاعل صفت ہو جیسے ھٰذَا رَجُلٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا (یہ ایسا شخص ہے کہ اس کا باپ مارنیوالا ہے اس وقت یا آئندہ روز)

(iv)۔ اسم موصول اسم فاعل صلہ ہو جیسے جَاءَ الضَّارِبُ اَبُوْہُ خَالِدًا اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا (وہ شخص آیا جس کا باپ خالد کو مارنے والا ہے اس وقت یا آئندہ روز)

(v) : ہمزہ استفہام کے بعد جیسے اَقَائِمٌ زَیْدٌ اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا؟ (کیا زید کھڑا ہونے والا ہے اس وقت یا آئندہ روز)

(vi) حرفِ نفی کے بعد جیسے مَا ضَارِبٌ زَیْدٌ خَالِدًا اَلْاٰنَ اَوْ غَدًا (زید خالد کو مارنے والا نہیں اس وقت یا آئندہ روز)

نوٹ: جب اسم فاعل پر الف لام بمعنی اَلَّذِیْ داخل ہو تو اس میں عمل کے لیے زمانہ کی شرط نہیں بلکہ ماضی کے معنی میں بھی عمل کرے گا۔ جیسے زَیْدٌ

الضارِبُ اَبُوْہُ عَمروًا اَلْاٰنَ اَو غَدًا اَو اَمْسِ

حال اور استقبال کے معنی کی شرط مفعولِ بہ میں عمل کے لیے ہے فاعل میں عمل کرنے کے لیے نہیں۔ فاعل میں عمل کرنے کیلئے اعتماد ہی کافی ہے۔

تنبیہ: مبالغہ کا وہ صیغہ جو فاعل کے لیے ہو اس کا عمل اسم فاعل ہی کی طرح ہے جیسے زَیدٌ ضَرّابٌ ابوہ بکرًا

فاعِل اور اسمِ فاعل میں فرق :-

۱ : فاعل کا مرفوع ہونا ضروری ہے اسمِ فاعل کا مرفوع ہونا ضروری نہیں۔
۲ : فاعل کا مشتق ہونا ضروری نہیں اسم فاعل کا مشتق ہونا ضروری ہے
۳ : فاعل سے پہلے فعل کا ہونا ضروری ہے اسم فاعل سے پہلے ضروری نہیں۔
۴ : فاعل، عامل نہیں ہوتا۔ اسم فاعل عامل ہوتا ہے۔

سبق نمبر ۴۹

۳ : "اسمِ مفعول"

اسم مفعول وہ اسم مشتق ہوتا ہے جو اُس ذات پر دلالت کرے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔

عمل : اسم مفعول فعلِ مجہول کی طرح نائبِ فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے زَیدٌ مضرُوبٌ غُلَامُہٗ الآن۔ هُوَ مُحتَرَمٌ عَلَیکُم اِخرَاجُہُم

عمل کی شرائط :

اس کی بھی اسم فاعل کی طرح دو شرائط ہیں :

۱ : حال اور استقبال کے معنیٰ میں ہو۔

۲ : درج ذیل چیزوں میں سے کسی ایک کے بعد آئے۔

(i) مبتدا۔ (ii) ذوالحال (iii) موصوف (iv) اسم موصول۔
(v) ہمزۂ استفہام (vi) حرفِ نفی

امثلہ :

(i) : مبتدا کے بعد جیسے زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُہٗ الْآنَ اَوْ غَدًا
زید کا غلام مارا گیا ہے اس وقت یا آئندہ روز)

(ii) : ذوالحال کے بعد جیسے جَاءَ زَیْدٌ مَضْرُوْبًا غُلَامُہٗ الْآنَ اَوْ غَدًا

(iii) : موصوف کے بعد جیسے ھٰذَا رَجُلٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ الْآنَ اَوْ غَدًا

(iv) : اسم موصول کے بعد۔ جیسے جَاءَ الْمَضْرُوْبُ اَبُوْہُ الْآنَ اَوْ غَدًا۔

(v) : ہمزۂ استفہام کے بعد۔ جیسے اَمَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ الْآنَ اَوْ غَدًا

(vi) : حرفِ نفی کے بعد۔ جیسے مَا مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ الْآنَ اَوْ غَدًا

سبق نمبر ۵۰

۴ : صفتِ مشبّہ

صفتِ مشبّہ وہ اسم مشتق[1] ہوتا ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں مصدری معنیٰ بطور ثبوت پایا جائے۔

عمل: یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے حَسَنٌ وَجْهُهٗ

عمل کی شرائط: صفتِ مشبّہ کے عمل کے لیے درج ذیل چیزوں میں سے کسی ایک کا اس سے پہلے پایا جانا ضروری ہے :-

(i) مبتدا۔ (ii) ذوالحال (iii) موصوف (iv)۔ استفہام (v) حرفِ نفی

صفتِ مشبّہ کا استعمال: اس کا استعمال دو طرح سے ہوتا ہے :

i : **معرّف باللام** : جیسے زیدٌ الحَسَنُ الوَجْهُ

ii : **غیر معرّف باللام** : جیسے زیدٌ حَسَنُ الوَجْهِ

"صفتِ مشبّہ کے معمول کے استعمال کی صورتیں"

معمول کے استعمال کی تین صورتیں ہیں۔

i : مضاف : جیسے حَسَنُ وَجْهِهٖ

ii : معرّف باللام : جیسے الحَسَنُ الوَجْهُ

(iii) : دونوں سے خالی ہو جیسے زیدٌ حَسَنٌ وَجهاً

---

[1] یہ ہمیشہ فعلِ لازم سے بنتا ہے

صفتِ مشبہ کے معمول کا اعراب

۱ : مرفوع (صفت مشبہ کے فاعل ہونے کی بنا پر)
۲ : منصوب (مشابہ بالمفعول ہونے کی بنا پر)
۳ : مجرور (اضافت کی بنا پر)

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں بنیں گی۔
ان میں بعض صورتیں احسن ہیں، بعض حسن ہیں، بعض قبیح ہیں، بعض ممتنع ہیں اور بعض مختلف فیہ ہیں۔

اَحسَن : نو (۹) صورتیں ایسی ہیں جن میں ایک ضمیر ہوگی اور ان کو احسن سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے اَلوَلَد حَسَنٌ وَجہُہٗ

حسن : دو صورتیں ایسی ہیں جن میں
ان صورتوں کو حسن کہیں گے جیسے حَسَنٌ وَجہُہٗ

قبیح : چار صورتیں ایسی ہیں جن میں کوئی ضمیر نہیں ہوتی ان کو قبیح کہتے ہیں جیسے حَسَنٌ الوَجہُ

مختلف فیہ : ایک صورت ایسی ہے جس کے استعمال میں اختلاف ہے اس لیے اس کو مختلف فیہ کہتے ہیں حسن وجہہ

ممتنع : دو صورتیں ایسی ہیں جن کا استعمال ممتنع ہے۔ جیسے الحَسَنُ وَجہٍ

صفتِ مشبہ میں ضمیر کا ضابطہ

جب صفت مشبہ کے بعد اس کے معمول کو رفع دیا جائے تو اس وقت

صفتِ مشبہ میں ضمیر نہیں ہوگی اور جب اس کے معمول کو نصب اور جر دی جائے تو اس صورت میں صفت مشبہ میں ضمیر ہوگی۔

سبق نمبر ۵۱

۵ : "اِسم تفضیل"

اسم تفضیل وہ اِسم مشتق ہوتا ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں مصدری معنی کی زیادتی دوسروں کی نسبت سے پائی جائے۔

فائدہ : جس میں زیادتی پائی جائے اسے مفضّل اور جس کے مقابلے میں پائی جائے اسے مفضل علیہ کہتے ہیں۔

عمل : یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے جو اس میں ہمیشہ ضمیر کی صورت میں ہوگا۔

استعمال : اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں پر ہوتا ہے۔

۱ : **معرف باللام** : اِسم تفضیل کا صیغہ معرف باللام ہو۔

اس صورت میں صفت کا واحد تثنیہ وجمع اور تذکیر و تانیث میں موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہوتا ہے اور اس کے بعد مفضل علیہ کا ذکر بھی نہیں ہوتا۔ جیسے زیدُ الافضل، ھند الفضلی

۲ : **مِن کے ساتھ** : اِسم تفضیل کے بعد مفضل علیہ کو حرفِ جر مِن کے ساتھ ذکر کیا جائے جیسے زیدٌ افضلُ من عمرو

اس صورت میں اسم تفضیل ہمیشہ مفرد مذکر ہی رہتا ہے جیسے زیدٌ افضلُ

مِنْ عَمْرٍو۔ فَاطِمَۃُ اَفْضَلُ مِنَ الْھِنْدِ

۲: اضافت کے ساتھ: اسم تفضیل کا صیغہ مضاف ہو۔ اس صورت میں صفت اور موصوف کے درمیان مطابقت اختیاری ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ و ھِنْدٌ اَفْضَلُ النِّسَاءِ۔ ھِنْدٌ فُضْلَی النِّسَاءِ۔

نوٹ: جب مفضل علیہ معین و معلوم ہو تو اس کا حذف بھی جائز ہوتا ہے جیسے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اصل میں اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ ہے۔

نوٹ: اسم تفضیل کا صیغہ ہمیشہ ایسے ثلاثی مجرد سے آتے گا جس میں رنگ اور عیب کا معنی نہ پایا جائے اور اگر ثلاثی مزید فیہ یا رباعی یا ایسا ثلاثی مجرد جس میں رنگ و عیب کا معنی ہو اس سے اسم تفضیل بنانا مقصود ہو تو اس فعل کا مصدر تمیز کی بنا پر منصوب ذکر کیا جاتا ہے اور (فَعَلَ کے وزن پر ثلاثی مجرد سے شدت یا کثرت یا قبح وغیرہ سے صیغہ لایا جاتا ہے جیسے ھُوَ اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا ھُوَ اَقْبَحُ مِنْہُ عَرَجًا (وہ اس سے لنگڑا ہونے کے اعتبار سے زیادہ قبیح ہے)

سبق نمبر ۵۲

۶: اسمائے شرط

ان کلمات کو مجازات بھی کہتے ہیں اور یہ شرط اور جزا پر داخل ہوتے ہیں اور یہ تمام کلمات "اِنْ" شرطیہ کے معنی پر مشتمل ہوتے ہیں اور پہلے جملے کے سبب اور دوسرے جملے کے مسبب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

تعداد: یہ تعداد میں نو (۹) ہیں اور ان کو درج ذیل شعر میں بیان کیا گیا ہے
مَنْ وَمَا مَھْمَا وَاَیٌّ حَیْثُمَا اِذْ مَامَتٰی
اَیْنَمَا اَنّٰی نَہٗ اسمٌ وجانم آمد فعل را

شرط وجزا کے احکام

۱ : جب شرط اور جزا دونوں مضارع ہوں تو ان کے آخر پر جزم پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ

۲ : اگر محض شرط مضارع ہو تو بھی شرط پر جزم پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ اِنْ نَصَرْتَنِیْ ضَرَبْتُکَ۔

۳ : اگر صرف جزا مضارع ہو تو مضارع پر جزم ورفع دونوں جائز ہیں۔ اِنْ جِئْتَنِیْ اُکْرِمْکَ او اُکْرِمُکَ

۴ : شرط اور جزا کا جملہ ہونا ضروری ہے۔

۵ : شرط کے لیے جملہ فعلیہ خبریہ ہونا ضروری ہے۔

جزا پر فاء کا لانا

درج ذیل صورتوں میں جزا پر فاء کا لانا واجب ہے

۱ : جزا جملہ اسمیہ ہو۔ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُہٗ جَہَنَّمُ

۲ : جزا جملہ انشائیہ ہو۔ اِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّہَّرُوْا، قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

۳ : جزا فعل ماضی قد کے ساتھ ہو خواہ لفظاً ہو جیسے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ اور خواہ تقدیرًا ہو جیسے اِنْ کَانَ قَمِیْصُہٗ

فَقَدْ مِنْ قَبْلُ فَصَدَّقْتُ ای فقد صدقتُ

۴ : جزا فعل مضارع ہو اور اس پر "س" داخل ہو۔ اِنْ لَمَا سَرَّتْهُ فَسَتَرْجِعُ لَهُ اُخْرٰی

۵ : جزا فعل مضارع ہو اور اس پر سوف داخل ہو۔ اِنْ اِسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ

۶ : جزا فعل مضارع منفی بما ہو جیسے فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

۷ : جزا فعل مضارع منفی بلن ہو جیسے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ۔

فاء کا لانا جائز نہیں

۱ : جزا فعل ماضی بغیر قد کے ہو (یعنی وہاں قد نہ لفظاً ہو اور نہ ہی تقدیراً) تو وہاں جزا پہ فاء کا لانا جائز نہیں ہوتا۔

جیسے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا

۲ : جزا فعل مضارع بلم ہو۔ من یکذب لم یفلح

ان صورتوں میں فاء کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں۔

۱ : جزا فعل مضارع بلم ہو جیسے من یکذب لم یُفلِحُ۔ جزا فعل مضارع مثبت بغیر "س" اور "سوف" کے ہو جیسے اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ۔ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ

۲ : جزا فعل مضارع منفی بلا ہو۔ فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا۔

نوٹ: جملہ اسمیہ پر اذا مفاجاتیہ فا جزائیہ کے قائم مقام ہوتا ہے
اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ
يَقْنَطُوْنَ ۔

سبق نمبر ۵۳

" اسمِ تام "

اسمِ تام وہ اسم ہوتا ہے جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہو سکے۔
عمل: اسمِ تام تمیز کو نصب دیتا ہے۔

اسم کے تام ہونے کی صورتیں۔

i : تنوینِ ملفوظ :۔ کیونکہ کوئی اسم تنوین کے ہوتے ہوئے مضاف نہیں ہو سکتا
جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا

ii : تنوینِ مقدر : جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا یہ اصل میں اَحَدٌ وَعَشَرٌ

iii : نونِ تثنیہ ، جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (میرے پاس
دو قفیز گندم ہے)

iv : نونِ جمع :۔ جیسے هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۔
(کیا ہم تمہیں بتائیں کہ تم میں سب سے ناقص اعمال کس کے ہیں)
کیونکہ نون تثنیہ و جمع اضافت کی صورت میں گر جاتا ہے اس لیے اس
وقت بھی اسم مضاف نہیں ہو گا۔

v : مشابہ نونِ جمع : جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا ۔

vi : اضافت : جیسے عِنْدِیْ مِلْئُهٗ عَسَلًا (میرے پاس

فلاں برتن کے بھرنے کے برابر شہد ہے)

اس میں ملؤ مضاف ہے اس لیے اس میں دوبارہ اضافت نہیں ہوسکتی۔

۸ :- "اسم مضاف"

یہ مضاف الیہ کو جر دیتا ہے جیسے جاءنی غُلَامُ زَیدٍ

۹ :- "اسمائے کنایہ"

یہ دو لفظ ہیں ۱: کَمْ ۲: کَذَا

۱: کم استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے جیسے کم درھمًا عندک؟

۲: اسی طرح کذا بھی اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے جیسے عندی کذا درھمًا

۳: کم خبریہ اپنی تمیز کو جر دیتا ہے جیسے کم مالٍ انفقتُ

۱۰ :- "اسمائے افعال بمعنی ماضی"

یہ اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں جیسے ھَیْھَاتَ (بَعُدَ) یَوْمُ العِیْدِ

۱۱ :- "اسمائے افعال بمعنی امر حاضر"

یہ اسم کو مفعولیت کی بنا پر نصب دیتے ہیں جیسے رُوَیْدَ زَیْدًا اَیْ اَمْہِلْہُ (تو زید کو چھوڑ دے)

(نوٹ) : ان دونوں کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

سبق نمبر ۵۴

اسم غیر متمکن کی تقسیم

اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام ہیں جو تمام کی تمام مبنی ہوتی ہیں۔

۱: ضمائر ۲: اسمائے اشارات ۳: اسمائے موصولات
۴: اسمائے افعال ۵: اسمائے اصوات ۶: مرکب بنائی
۷: اسمائے کنایات ۸: اسمائے ظروف

۱۔ ضمائر کا بیان

اسم ضمیر:[1] وہ اسم ہوتا ہے جو کسی کے غائب متکلم اور مخاطب ہونے پر دلالت کرے مثلاً ھو۔ انت۔ انا

ضمیر کی دو قسمیں ہیں

۱: منفصل ۲: متصل

۱: **ضمیر منفصل:** وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل سے جدا ہو کر استعمال ہو۔ اور اس سے مقدم ہو سکے۔ انت، ایاک

۲: **ضمیر متصل:** وہ ضمیر ہوتی ہے جو اپنے عامل سے جدا ہو کر استعمال نہ ہو اور اس سے مقدم نہ ہو سکے بلکہ، ضربت

ضمیر منفصل کی دو قسمیں ہیں۔

---

[1] وہ اسم جو کسی کے غائب۔ مخاطب اور متکلم ہونے پر دلالت نہ کرے اسے اسم ظاہر کہتے ہیں۔ مسجد۔ کتاب۔ رجل

۱ : مرفوع منفصل ۲ : منصوب منفصل

مرفوع منفصل : وہ ضمیر ہوتی ہے جو جدا ہو کر استعمال ہو اور محلِ رفع میں واقع ہو یعنی مبتدا وغیرہ بن سکے۔

مرفوع منفصل ضمائر یہ ہیں۔

ھو۔ ھما۔ ھم۔ ھی۔ ھما، ھن، انت، انتما
انتم، انت، انتما، انتن، انا، نحن

منصوب منفصل : وہ ضمیر ہوتی ہے جو جدا ہو کر استعمال ہو اور محلِ نصب میں واقع ہو یعنی مفعول وغیرہ بن سکے۔

ضمائر منصوب منفصل یہ ہیں۔

ایاہ، ایاھما، ایاھم، ایاھا، ایاھما، ایاھن
ایاک، ایاکما، ایاکم، ایاک، ایاکما، ایاکن
ایای، ایانا۔

ضمیر متصل کی تین اقسام ہیں۔

۱ : مرفوع متصل ۲ : منصوب متصل ۳ : مجرور متصل

مجرور متصل وہ ضمیر ہوتی ہے جو محلِ جر میں واقع ہو اور عامل کے بغیر مستعمل نہ ہو۔

مجرور متصل کے مقامات

یہ ضمیر دو کلموں کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔

۱ : حروفِ جارہ ۲ : مضاف

حروفِ جارہ کے ساتھ مثال بِہٖ بِھِمَا، بِھِمْ، بِھَا، بِھِمَا۔ بِھِنَّ۔ بِکَ، بِکُمَا، بِکُمْ، بِکِ، بِکُمَا، بِکُنَّ، بِی، بِنَا

مضاف کے ساتھ مثال غلامُہٗ، غلامُھُمَا، غلامُھُمْ، غلامُھَا غلامُھُمَا۔ غلامُھُنَّ، غلامُکَ، غلامُکُمَا۔ غلامُکُمْ غلامُکِ، غلامُکُمَا، غلامُکُنَّ غلامِیْ غلامُنَا۔

منصوب متصل وہ ضمیر ہوتی ہے جو محلِ نصب میں واقع ہو اور بغیر عامل کے مستعمل نہ ہو

منصوب متصل کے مقامات

یہ ضمیر بھی دو کلموں کے ساتھ استعمال ہوتی ہے

۱: فعل کے ساتھ (بطور مفعول) ۲: حروف مشبہ بالفعل

فعل کے ساتھ مثال

ضربہٗ۔ ضربھما، ضربھم، ضربھا، ضربھما، ضربھن ضربک، ضربکما، ضربکم، ضربکِ، ضربکما، ضربکن ضربنی، ضربنا۔

۲۔ حروف مشبہ بالفعل کے ساتھ مثال :۔

انہ، انھما، انھم، اِنَّھَا انھما، انھن، انکَ، انکما انکم، انکِ، انکما، انکن، انی، اننا،

ضمیر مرفوع متصل : وہ ضمیر ہوتی ہے جو محل رفع میں عامل کے ساتھ استعمال ہو۔ اس کا استعمال بھی دو کلموں کے ساتھ

ہوتا ہے۔ ۱: فعل ۲: شبہ فعل (ان دونوں کے ساتھ بطور فاعل آتی ہے)

فعل کے ساتھ مثال :

ضرب - ضربا - ضربوا - ضربت - ضربتا - ضربن
ضربت - ضربتما - ضربتم - ضربت - ضربتما - ضربتن
ضربت - ضربنا -

شبہ فعل کی مثال :

ضاربٌ - ضاربان - ضاربون
ضاربة - ضاربتان - ضاربات

سبق نمبر ۵۵

ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں :

۱: بارز ۲: مستتر

۱: بارز : وہ ضمیر مرفوع متصل جو پڑھنے میں آئے۔
فعل ماضی کے واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ کے
علاوہ بارہ اور مضارع کے نو صیغوں میں ہمیشہ ضمیر بارز ہوتی ہے۔ مثلاً
ضربا میں الف۔ ضربوا میں واؤ۔ یضربون میں واؤ وغیرہ۔
۲: مستتر : وہ ضمیر مرفوع متصل جو پڑھنے میں نہ آئے مثلاً ضرب میں ھو

مستتر کی اقسام : مستتر کی دو قسمیں ہیں۔

۱ : جائز الاستتار ۲ : واجب الاستتار

۱ : **جائز الاستتار :** وہ ضمیر جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل بن سکے۔ مثلاً زیدٌ ضربَ میں ھو پوشیدہ ہے اگر ضربَ زیدٌ کہا جائے تو اب زید فاعل بن جائے گا۔

جائز الاستتار کے مقامات

ان مقامات پر ضمیر جائز الاستتار ہوتی ہے۔

۱ : ماضی اور مضارع کے ان دو صیغوں میں۔

۱ : واحد مذکر غائب ۲ : واحدہ مؤنثہ غائبہ۔

۲ : تمام اسماء صفات میں (خواہ واحد ہوں یا تثنیہ و جمع)

۲ : **واجب الاستتار۔** واجب الاستتار وہ ضمیر ہوتی ہے جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل نہ بن سکے مثلاً اضرب میں انت

واجب الاستتار کے مقامات

ان مقامات پر ضمیر واجب الاستتار ہوتی ہے۔

۱ : فعل مضارع کے تین صیغے ہیں۔

۱ : واحد مذکر مخاطب

۲ : واحد متکلم

۳ : متکلم مع الغیر

نوٹ: امرا ور نہی کا حکم مضارع کی طرح ہے۔

ضمیر کے بارے میں تین اصطلاحیں

۱: ضمیر شان ۲: ضمیر قصہ ۳: ضمیر فصل

۱: ضمیر شان و ضمیر قصہ

کسی جملہ کے شروع میں ایسی ضمیر لائی جاتی ہے جس کا مرجع تو مذکور نہیں ہوتا مگر بعد کا جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہوتا ہے۔

۱: ضمیر شان: اگر مذکورہ ضمیر مذکر ہو تو اسے ضمیر شان کہتے ہیں۔
قل هو الله احد

۲: ضمیر قصہ: اگر مذکورہ ضمیر مؤنث ہو تو اسے ضمیر قصہ کہتے ہیں۔
انها زينب قائمة

۳: ضمیر فصل: جو ضمیر مبتدا اور خبر کے درمیان اس لیے لائی جائے کہ وہ خبر اور صفت میں امتیاز پیدا کر دے

ضمیر فصل کے مقامات

ضمیر فصل ہر جگہ مبتدا اور خبر کے درمیان نہیں لائی جا سکتی بلکہ اس کے دو مقامات ہیں۔

۱: جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں۔
اُولٰئك هم المفلحون (وہی لوگ کامیاب ہیں)

۲: خبر اسم تفضیل ہو اور مِن کے ساتھ مستعمل ہو
کان زید ھو افضل من بکر

سبق نمبر ۵۶

۲: اسمائے اشارات

اسم اشارہ: وہ اسم ہوتا ہے جو کسی محسوس مبصر چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جس کی طرف اشارہ کیا جائیگا اُسے مشارٌ الیہ کہا جاتا ہے۔

اسمائے اشارات یہ ہیں:۔

۱: ذا (مفرد مذکر کے لیے) ۲: ذان، ذین (تثنیہ مذکر کے لیے)
۳: ذہ، تلِ (مفرد مؤنث کے لیے) ۴: تان، تین (تثنیہ مؤنث کے لیے) ۵: اُولاء، اُولی (جمع مذکر و مؤنث کے لیے)

بعض اسمائے اشارات مکان کے ساتھ مختص ہیں

۱: ھُنا (قریب جگہ) ۲: ھناك (متوسّط) ۳: ھنالك (بعید)

فوائد:

۱: اسمائے اشارات پر اکثر طور پر "ھا" تنبیہ داخل کی جاتی ہے۔ مثلاً
ھٰذا، ھذہٖ، ھاتان اور ھٰؤلاء وغیرہ
۲: کبھی ان پر کاف خطاب بھی آتا ہے کبھی لام کے بغیر، ذالك اور کبھی

لام کے ساتھ ذالک، تلک۔

مشارٌ الیہ کے درجات :

مشارٌ الیہ کے تین درجات ہو سکتے ہیں۔

۱ : قریب ۲ : متوسط ۳ : بعید

۱ : **قریب** : قریب مشارٌ الیہ کے لیے ایسا اسم اشارہ استعمال ہوگا جو کاف اور لام سے خالی ہوگا مثلاً۔

هٰذا الرَّجُلُ ، هٰذه المرأة

۲ : **متوسط** : متوسط مشارٌ الیہ کے لیے ایسا اسم اشارہ استعمال ہوگا جس پر صرف کاف ہو مثلاً ارکبْ ذاک الحصان

۳ : **بعید** : بعید مشارٌ الیہ کے لیے ایسا اسم اشارہ استعمال ہوگا جس پر کاف اور لام دونوں ہوں مثلاً

خُذ ذالک القلم ، انظر تلک الدَّوَاة

اِشارہ اور مشارٌ الیہ کی ترکیب

۱ : اگر مشارٌ الیہ نکرہ ہو مثلاً هذا کتابٌ تو اس وقت اسم اشارہ مبتدا اور مشارٌ الیہ خبر ہوگی۔

اگر مشار الیہ معرف باللام ہوا تو اس کی دو ترکیبیں ہو سکتی ہیں

۱ : کبھی اسم اشارہ موصوف اور مشار الیہ۔ صفت ، هذا القلم جمیل

۲ : کبھی اسم اشارہ مبتدا اور مشار الیہ خبر۔ ذٰلک الکتاب

سبق نمبر ۵۷

۴۔ اسمائے موصولات

اسم موصول : اس اسم کو کہتے ہیں جس کا معنی جملہ خبریہ کے بغیر متعین نہ ہو۔

صلہ : اسم موصول کے بعد معنیٰ متعین کرنے کے لیے جو جملہ لایا جاتا ہے اسے صلہ کہا جاتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا

(اے ایمان والو میرے نبی کو "راعنا" نہ کہو بلکہ کہو نظر شفقت کرو اور ان کی بات توجہ سے سنا کرو)

اس میں اَلَّذِیْنَ موصول ہے اور اٰمَنُوْا صلہ ہے۔

اسمائے موصولات یہ ہیں

۱ : اَلَّذِیْ (واحد مذکر کے لیے)

۲ : اَللَّذَانِ (تثنیہ مذکر کے لیے)

۳ : اَللَّذَیْنِ (تثنیہ مذکر کے لیے)

۴ : اَلَّذِیْنَ (جمع مذکر کے لیے)

۵ : اَلَّتِیْ (واحد مؤنث کے لیے)

۶ : اَللَّتَانِ (تثنیہ مؤنث کے لیے)

۷ : اَللَّتَیْنِ (تثنیہ مؤنث کے لیے)

۸ : اَللَّاتِیْ ۔ اَللَّوَاتِیْ و اَلّٰتِیْ (جمع مؤنث کے لیے)

۹ : مَن - وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَشَاءُ

۱۰ : ما : اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ

۱۱ : ای : ایۃ (۱۲)

۱۳ : ذو بمعنی الذی جاء نی ذو ضربك

۱۴ : وہ ذا جو ما استفہامیہ کے بعد ہو، ما ذا صنعتہ؟

۱۵ : وہ الف لام جو اسم فاعل پر داخل ہو

۱۶ : وہ الف لام جو اسم مفعول پر داخل ہو

فوائد : اسم فاعل اور اسم مفعول دو قسم کے ہوتے ہیں
۱ : حدوثی ۲ : ثبوتی

۱۔ حدوثی : وہ اسم فاعل اور اسم مفعول جو تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں معنی مصدری کے پائے جانے پر دلالت کرے جیسے الضارب (وہ جس نے مارا یا مارتا ہے یا مارے گا) المضروب (وہ جسے مارا گیا یا مارا جاتا ہے یا مارا جائیگا)

۲۔ ثبوتی : وہ اسم فاعل اور اسم مفعول جو کسی ایک زمانے کے ساتھ خاص نہ ہو مثلاً الحائك (جولاہا) الصائغ (سنار)

اسم فاعل یا اسم مفعول حدوثی پر آنے والا الف لام اسمی اور موصول ہوتا ہے ثبوتی پر آنے والا الف لام اسمی نہیں ہوتا بلکہ حرفی ہوتا ہے [۱]

۲ : چونکہ صفت مشبہ معنی ثبوتی پر دلالت کرتی ہے اس لیے اس پر آنے والا الف لام حرفی ہی ہوگا۔

---

[۱] حاشیہ نحو میر، علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، ۱۲

۳ : ایٌ ، ایۃ کی چار حالتیں ہیں ایک حالت میں مبنی اور تین حالتوں میں معرب ہیں۔

۱ : مبنی حالت ۔ ایٌ کا مضاف الیہ مذکور ہو اور صلہ کی پہلی جزء محذوف ہو۔ اضرب ایّہم قائمٌ اصل میں ھو قائمٌ تھا۔

۲ : معرب حالت : مضاف الیہ محذوف اور صدرِ صلہ مذکور ہو جیسے ایٌ ھو قائمٌ

۳ : معرب حالت : مضاف الیہ اور صدرِ صلہ دونوں مذکور ہوں ایّہم ھو قائمٌ

۴ : معرب حالت : مضاف الیہ اور صدرِ صلہ دونوں محذوف ہوں ایٌ قائمٌ

شرائطِ صلہ

شرائطِ صلہ دو ہیں :۔

۱ : صلہ کا جملہ خبریہ ہونا ضروری ہے ۔ خواہ وہ جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ اور شبہ جملہ بھی صلہ بن سکتا ہے ۔

صلہ جملہ فعلیہ کی مثال : الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس ۔

صلہ جملہ اسمیہ کی مثال : قام الذی مضروبٌ غلامُہ

۲ : صلہ میں ایسی ضمیر کا ہونا جو موصول کی طرف لوٹے اور واحد تثنیہ ، جمع ، مذکر مؤنث میں اسم موصول کے مطابق ہو۔ مثلاً جاء الذی اکرمتہٗ اگر التباس کا خطرہ نہ ہو تو ضمیر کو حذف بھی کیا جا سکتا ہے۔

ذَرْنِی وَمَنْ خَلَقْتُ وحیداً ۔ (اصل میں خَلَقْتُہٗ تھا)

سبق نمبر ۵۸

۴: "اسمائے افعال"

اسم فعل: اس اسم کو کہتے ہیں جو فعل کے معنی میں مستعمل ہو۔

اسم فعل کی تین اقسام ہیں

۱: اسم فعل بمعنی فعل ماضی ۲: اسم فعل بمعنی فعلِ امر حاضر
۳: اسم فعل بمعنی فعل مضارع

اسمار افعال بمعنی فعلِ ماضی: وہ اسمار جو فعل ماضی کے معنی میں آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱: هَیهَاتَ بمعنی بَعُدَ ۲: سرعان بمعنی أسرعَ
۳: شتّان بمعنی افترق ۴: شَتّانَ بمعنی سَرُعَ
۵: بُطآنَ بمعنی بَطُؤَ۔

ان کا عمل: اپنے ما بعد اسم کو رفع دیتے ہیں اور خود مبنی بر فتح ہوتے ہیں جیسے هَیهَاتَ زیدٌ ای بَعُدَ زیدٌ۔

اسمار افعال بمعنی فعلِ امر: وہ اسمار جو فعلِ امر کے معنی میں آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱: آمین بمعنی اِستجب ۲: صه بمعنی اُسکُت

۳ : بلہ بمعنی دَع — ۴ : علیک بمعنی الزم
۵ : إلیک بمعنی خُذ — ۶ : ھَا بمعنی خُذ
۷ : مہ بمعنی اُکفف — ۸ : ھَاتِ بمعنی أعطِ
۹ : دُو نَکَ بمعنی خُذ — ۱۰ : ھیت لک بمعنی اسرع
۱۱ ھَلُمَّ بمعنی تعال — ۱۲ : فقط بمعنی اِنتہِ (رک جا)
۱۳ : امامکَ بمعنی تقدم (آگے بڑھ)

اِن کا عمل : خود مبنی ہوتے ہیں اور ما بعد اسم کو بنا بر مفعولیت نصب دیتے ہیں۔ ھَاتِ القلم ای اَعطِ القلمَ

فائدہ : ھَا کا استعمال : اکثر طور پہ ہر مقام میں اس کا استعمال ھا ہی ہوتا ہے مگر بعض اس میں تصرف کرتے ہیں۔

واحد مذکر کیلئے ھاءَ — واحدہ مؤنثہ کیلئے ھاءِ
تثنیہ کیلئے (خواہ مؤنث ہو یا مذکر) ھاؤما
جمع مذکر کیلئے ھاءم جیسے
ھاءم اقرَءُوا کِتابِیہ (اپنا اعمال نامہ پکڑو اور اسے پڑھو)
جمع مؤنث کیلیے ھاؤنّ

اسمائے افعال بمعنی فعل مضارع :

وہ اسماء جو فعلِ مضارع کے معنی میں آتے ہیں وہ یہ ہیں :۔
۱ : بَخٍ بمعنی اَستحسِنُ — ۲ : اُفٍ بمعنی اتضجر
۳ : قَطْ بمعنی یکفی — ۴ : وائی ، واھا ، وَیْ بمعنی اتعجب

ان کا عمل : خود مبنی ہیں اور اپنے مابعد اسم کو بنا بر فاعلیت رفع دیتے ہیں۔

اسمائے افعال کی تقسیم :

بناوٹ کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں۔

۱ : **مرتجلہ :** وہ اسماء جن کی وضع ہی فعل کے معنی کے لیے ہو۔ مثلاً آمین ۔ ھلم ۔ ھات

۲ : **منقولہ :** وہ اسماء جن کی وضع کسی اور معنی کے لیے تھی مگر فعل کے معنی میں ان کو استعمال کر لیا گیا۔ یہ نقل کبھی جار مجرور سے جیسے علیک نفسک اے الزمہا کبھی ظرف سے جیسے دونک الکتاب اے خذہ اور کبھی مصدر سے ہوتی ہے جیسے رو ید احمد اے امہل

نوٹ : یہ دونوں اقسام سماعی ہیں قیاسی نہیں۔

معدولہ : ہر وہ کلمہ جو ثلاثی مجرد سے فَعالِ کے وزن پہ آئے وہ اسمائے فعال معدولہ کہلاتا ہے۔

مثلاً : قِتالِ ، ضَرابِ ، نزالِ ، حذارِ

نوٹ : یہ قسم قیاسی ہے کیونکہ اس کا وزن فعالِ مقرر ہے

سبق نمبر ۵۹

۵ : اسمائے اصوات

اسمائے اصوات دو طرح کے ہوتے ہیں۔

۱ : ایسے اسماء جن کے ساتھ غیر ذوی العقول کو مخاطب کیا جائے مثلاً سَأْ (گدھے کو پانی پلاتے وقت) نِخْ نِخْ (اونٹ کو بٹھانے کے لیے) عَدَسْ (خچر چلانے کیلئے) هُسْ (بکریاں بلانے کے لیے)

۲ : ایسے اسماء جن کے ذریعے کسی کی آواز نقل کی جائے جیسے قَبْ (تلوار کی آواز) غَاقِ (کوّے کی آواز) طَقْ (پتھر کی آواز)

۶ : مرکب بنائی

وہ مرکب ہوتا ہے جس میں دو اسموں کو اس طرح ایک کر دیا جائے کہ وہاں کوئی نہ کوئی حرف پوشیدہ ہو۔ جیسے أَحَدَعَشَرَ۔

۷ : "اسمائے کنایات"

اسم کنایہ وہ اسم ہوتا ہے جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرے۔
مبہم عدد کے لیے کَمْ، کَذَا، کَاَیِّنْ اور مبہم بات کے لیے کَیْتَ، ذَیْتَ استعمال ہوتے ہیں۔

فائدہ : کیت ، ذیت ابتدائے کلام میں نہیں آتے ۔
حَعۡفلتُ کیت و ذیت حِکتابًا
ان کی تمیز منصوب اور مفرد ہوتی ہے ۔

نوٹ : باقی کنایات کی بحث تمیز میں تفصیلاً گزر چکی ہے

سبق نمبر ۶۰

۸ ۔ ”اسماءِ ظروف“

۱ ۔ اسمِ ظرف : وہ اسم ہوتا ہے جو وقوعِ فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے ۔

اسمِ ظرف کی دو قسمیں ہیں :

۱ : وہ اسمِ ظرف جو کسی خاص فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے جیسے ۔ مَضۡرِبٌ (مارنے کی جگہ یا زمانہ)
یہ ثلاثی مجرد میں مفعِلٌ یا مفعَلٌ کے وزن پر آتا ہے اور مبنی نہیں ہوتا ۔

۲ : وہ اسمِ ظرف جو کسی خاص فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت نہیں بلکہ مطلق فعل کے زمانے یا مکان پر دلالت کرے ۔
(یہاں پر یہ دوسری قسم زیرِ بحث ہے)

اس ظرف کی دو قسمیں ہوتی ہیں

۱ : معرب ۲ : مبنی

ظروفِ مبنیہ

۱ : درج ذیل ظروف ہمیشہ مبنی ہوتے ہیں ،

اِذْ ، اِذا ، متیٰ ، کیْفَ ، اَیّانَ ، مُذ

مُنذ ، قطُّ ، عوضُ ، امسِ ، حَیثُ ، لدیٰ

لدن ۔ اَینَ ، انیٰ ، الآن ، ھُنا ، ثَمَّ

ان میں سے بعض مبنی بر ضم ، بعض مبنی بر فتحہ اور بعض مبنی بر سکون ہیں ۔

۲ : درج ذیل ظروف کی چار حالتیں ہیں ، ایک حالت میں مبنی بر ضم اور تین حالتوں میں معرب ہوں گے ۔

قبل ۔ بعدُ ۔ فوق ۔ تحت ۔ قدام ۔ خلف ۔ اَمام

اسفل ۔ دونَ

نوٹ : پہلے چھ ظروف کو اسمارِ جہاتِ ستہ کہا جاتا ہے ۔

۱ : جب ان کا مضاف الیہ محذوف مگر نیّت میں موجود ہو (یعنی محذوف منوی ہو) جیسے اما بعد اصل عبارت بعد التسمیۃ والحمد والصلٰوۃ ہوتی ہے ۔

اس صورت میں یہ مبنی بر ضم ہوں گے ۔

۲ : جب ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ۔

۴ ۔ جب یہ بغیر اضافت کے استعمال ہوں اور ان کا مضاف الیہ نسیاً منسیاً ہو (یعنی ذہن میں بالکل موجود ہی نہ ہو) مثلاً فعلتُ ذالک قَبلاً اَو بَعداً۔
تو ان دو صورتوں میں یہ معرب ہوں گے۔

ظروف کا استعمال

اِذْ : اکثر طور پر زمانہ ماضی کے لئے اور جملہ کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ کی مثال : وَاذْکُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلاً (یاد کرو اس وقت کو جب تم تعداد میں تھوڑے تھے)

جملہ فعلیہ کی مثال : وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ

یرفع اگرچہ مضارع ہے مگر "اِذْ" آنے کی وجہ سے ماضی کا معنی دے رہا ہے
کبھی اس کے مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کی جگہ تنوین لے آتے ہیں
(اسے تنوینِ عوضی کہتے ہیں) مثلاً وَ اَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ
اصل میں وَ اَنْتُمْ اِذْ بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْحُلْقُوْمَ تَنْظُرُوْنَ

۲: اِذا : یہ درج ذیل معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔
(۱) ، زمانہ مستقبل کے لیے جیسے آتیکَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَۃٌ
(۲) : مفاجات کے لیے جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا الْحَیَّۃُ مَوْجُوْدَۃٌ
اس وقت اِذَا کے بعد جملہ اسمیہ کا ہونا ضروری ہو گا۔
کبھی ماضی کے معنی بھی دیتا ہے جیسے اِذَا رَأَوْا تِجَارَۃً اَوْ

لہوًا انفضّوا الیہا (جب انہوں نے تجارت کی طرف دیکھا تو اس کی طرف لوٹ گئے)

۳ : **کیف** : یہ درج ذیل معنی کے لیے آتا ہے

i : استفہام۔ جیسے کیفَ انتَ ؟

ii : شرطیہ: جیسے کیفَ تجلسُ اجلس

کبھی شرط کی صورت میں ما کا اضافہ کر لیا جاتا ہے جیسے کیف ما تذھب اذھب

۴ : **قطُّ** : ماضی منفی میں استغراق پیدا کرتا ہے مثلاً مَا فَعلتُہٗ قطّ (میں نے یہ کبھی نہیں کیا)

۵ : **عوض** : مستقبل منفی میں استغراق پیدا کرتا ہے جیسے لَا اُعطِیکَ عوض (میں تجھے کبھی نہیں دونگا)

۶-۷ **اَین - انّٰی** : یہ دونوں ظرف مکان کے لیے آتے ہیں خواہ استفہامیہ ہوں مثلاً اَنّٰی لکِ ھٰذا خواہ شرطیہ ہوں جیسے أینَ تجلس اجلس۔

کبھی یہ حالت بیان کرنے کیلئے (بمعنی کیفَ) آتے ہیں۔ اَنّٰی یَکُونُ لِیْ وَلَدٌ وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ (میرے ہاں بیٹا کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ مجھے کسی انسان نے چھوا نہیں)

۸ : **متٰی** : یہ زمان کیلئے آتا ہے کبھی استفہامیہ جیسے متٰی جئتَ؟ اور کبھی شرطیہ ہوتا ہے جیسے متٰی تقم اقم

۹ : اَیَّانَ : یہ بھی متیٰ کی طرح ہی ہے ہاں زمانہ مستقبل اور امورِ عظیمہ کے لیے آتا ہے جیسے اَیَّانَ یَوْمُ الدِّین (کب ہے قیامت کا دن)

۱۰ : حَیْثُ : یہ ظرفِ مکان کیلئے آتا ہے۔ اکثر طور پر یہ جملہ کیطرف مضاف ہوتا ہے جیسے اِجلس حیثُ زیدٌ جالسٌ۔ وتوحیثُ قامَ زیدٌ۔

جب اس پر " ما " داخل ہو جائے تو یہ شرطیہ ہو جاتا ہے جیسے حَیْثُمَا تذھب اذھب۔

۱۱+۱۲ : مُنْذُ و مُذْ :- یہ دونوں زمانے کے لیے آتے ہیں کبھی اوّل مدّت بیان کرنے کیلئے جیسے مَا لَقِیْتُہٗ مُذْ یَوْمِ الجُمُعَۃِ اس سے نہ ملنے کی اوّل مدت جمعہ ہے کبھی جمیع مدت کیلئے مَارَأَیْتُہٗ مُذْ یَوْمَانِ (میں نے اُسے دودن سے نہیں دیکھا)

۱۳+۱۴ لَدیٰ : لَدن : یہ کسی چیز کے موجود ہونے پر دلالت کرتے ہیں جیسے المالُ لدیک۔

عند اور لدیك دونوں میں فرق یہ ہے کہ اس میں شے کا پاس ہونا شرط ہے اور عند میں ضروری نہیں ہے۔

المالُ عند زید اس وقت بھی کہہ سکتے ہیں جب مال زید کے گھر میں ہو۔

۱۵+۱۶ : ھُنَا ، ثَمَّ : دونوں مکان کیلئے آتے ہیں اور ثم کے ساتھ "تا" بھی آتی ہے جیسے ثَمَّۃَ

اَفعال کی بحث

سبق نمبر ۶۱

افعالِ قلوب

وہ افعال جو دو ایسے مفعولوں کا تقاضا کرتے ہوں کہ اُن میں سے ایک مفعول کا حذف جائز نہ ہو۔ ان کی دو قسمیں ہیں : افعالِ قلوب اور افعالِ تحویل

۱ : افعالِ قلوب تعداد میں سات ہیں :

۱ : عَلِمَ ii رائی iii حَسِبَ iv ظَنَّ v وَجَدَ vi خَالَ vii زَعَمَ

وجہ تسمیہ : ان افعال کا تعلق دل سے ہوتا ہے اعضاءِ ظاہری سے نہیں اس لیے انہیں افعالِ قلوب کہا جاتا ہے۔

افعالِ قلوب کی اقسام

افعالِ قلوب کی دو قسمیں ہیں :

۱ : افعالِ یقین ۲ : افعالِ شک

۱ : **افعالِ یقین** : مذکورہ افعال میں سے یہ تین افعال یقین پر دلالت کی وجہ سے افعالِ یقین کہلاتے ہیں۔

۱ : عَلِمَ ۲ : وَجَدَ ۳ : رائی

۲: افعالِ شک: یہ تینوں افعال شک پر دلالت کی وجہ سے افعالِ شک کہلاتے ہیں:-

۱: ظَنَّ ۲: حَسِبَ ۳: خَالَ

نوٹ: زَعَمَ کبھی شک کے لیے آتا ہے اور کبھی یقین کے لیے۔

ان کا عمل: یہ دو مفعولوں کو چاہتے ہیں اور ان کو نصب دیتے ہیں جیسے

عَلِمْتُ زَیْدًا صَالِحًا - وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰی

ان کے دو مفعولوں کا ضابطہ: ان کے دونوں مفعول بمنزل ایک مفعول کے ہوتے ہیں لہٰذا جب ایک کا ذکر کیا جائے تو دوسرے کا ذکر ضروری ہوتا ہے۔

نوٹ: جب عَلِمَ بمعنی عَرَفَ، رَأٰی بمعنی اَبْصَرَ، وَجَدَ بمعنی اصاب ظَنَّ بمعنی تَہِمَ ہو تو اس وقت یہ دو مفعول نہیں چاہتے بلکہ ایک کا تقاضا کرتے ہیں جیسے علمت بکرًا ای عرفت شخصہٗ۔

ف: اس وقت یہ افعالِ قلوب نہیں بنتے۔

عمل کا باطل ہونا: درج ذیل تین صورتوں میں ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے

۱: جب یہ افعال ماولا، لام ابتدائیہ، حروفِ استفہام اور ان نافیہ سے پہلے ہوں۔

جیسے علمتُ مَا زَیدٌ قَائمٌ علمتُ لَزَیدٌ مُنطَلِقٌ

۲: جب یہ افعال دونوں مفعولوں کے درمیان آجائیں جیسے زَیدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ

۳: جب یہ افعال دونوں مفعولوں سے مؤخر ہو جائیں جیسے زیدٌ قائمٌ

۲۔ افعالِ تحویل:

وہ افعال جو چیز کو اسکی اصل حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کریں۔ وہ یہ ہیں۔

اِتَّخَذَ صَیَّرَ ۔ جَعَلَ ۔ خَلَقَ ۔ ترك

عمل: یہ افعال بھی دو مفعولوں کو چاہتے ہیں اور ان کو نصب دیتے ہیں جیسے اِتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا۔

نوٹ: افعالِ قلوب و تحویل کے دونوں مفعول آپس میں مبتدا و خبر ہوتے ہیں۔

سبق نمبر ۶۲

افعالِ مدح وذم

تعریف: وہ افعال جو کسی کی اچھائی یا بُرائی کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

تعداد: یہ تعداد میں چار ہیں۔

۱: نِعم ۲: حبذا ۳: بئس ۴: ساءَ

پہلے دونوں مدح اور دوسرے دونوں ذم کے لیے آتے ہیں۔

ان افعال کے لیے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے:۔

۱: فاعل ۲: مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم

مخصوص بالمدح مخصوص بالذّم

جس کی تعریف یا ہجو کی جائے گی اُسے مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کہا جاتا ہے اور یہ ان کے فاعل کے بعد آئیگا۔

فاعل کی حالتیں

"حبذا" کے علاوہ ان کے فاعل کی تین حالتیں ہیں :-

۱ : معرف باللام ہو۔ جیسے نعم الرجل خالد

۲ : معرف باللام کیطرف مضاف ہو، جیسے نِعْمَ غُلامُ الرجل بکرٌ

۳ : ضمیر مستتر جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو۔ جیسے نِعْمَ رجلاً زیدٌ

یہاں نعمَ میں ہُو ضمیر فاعل ہے اور رجلاً اس کی تمیز ہے۔

نوٹ : کبھی ضمیر مستتر سے ابہام دُور کرنے کیلئے نکرہ منصوبہ "ما" (بمعنی شئ) کی صورت میں ہوتا ہے۔ جیسے اِن تُبدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ (اگر وہ صدقات ظاہر کرتے تو یہ بہت ہی اچھا ہوتا)

نِعِمَّا هِیَ بمعنی نِعْمَ شیئاً هِیَ ہے حَبَّذَا (..بس حَبَّ فعل مدح ہے اور "ذا" اسم اشارہ فاعل ہے چونکہ اس کا فاعل ہمیشہ "ذا" اسم اشارہ ہی آتا ہے لہذا اسے حبذا کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔

احکام مخصوص بالمدح و مخصوص بالذم

۱ : اکثر طور پر فاعل کے بعد آئے گا

۲ : اس کا واحد تثنیہ، جمع تذکیر و تانیث میں فاعل کے موافق ہونا ضروری ہے جیسے نعم الرَّجلُ زیدٌ۔ نِعم الرَّجُلانِ زیدانِ۔

۳ : اس کا معرفہ ہونا ضروری ہے۔

۴ : حبذا میں مخصوص بالمدح کا فاعل کے موافق ہونا ضروری نہیں۔

۵ : قرینہ کی صورت میں مخصوص بالمدح و مخصوص بالذم کو حذف بھی کیا جاسکتا ہے
جیسے نِعْمَ العَبد ۔ یہاں مخصوص بالمدح ایوب محذوف ہے ۔

"نعم الرّجل زیدٌ کی ترکیب"

اس کی دو طرح ترکیب کی جاتی ہے ۔

۱ : نعم الرجل فعل با فاعل خبر مقدم اور مخصوص بالمدح زید مبتدا مؤخر ہے
(اس ترکیب کے مطابق یہ ایک جملہ ہے)

۲ : نعم الرجل ایک جملہ ہے اور زید مبتدا محذوف ھُوَ کی خبر ہے ۔
(اس ترکیب کے مطابق دو جملے ہیں)

نوٹ: اگر کسی مقام پر مخصوص بالمدح فعل سے پہلے آجائے تو ایسی صورت میں ایک ہی ترکیب ہوگی کہ مخصوص بالمدح مبتدا، اور ما بعد جملہ خبر بنے گا ۔

سبق نمبر ۶۳

"افعالِ تعجّب"

تعریف ؛ وہ افعال ہوتے ہیں جنکی وضع اظہارِ تعجب کے لیے ہو ۔
تعداد ؛ یہ تعداد میں دو ۲ ہیں ۔

۱ : مَا اَفْعَلَهٗ ۲ : اَفْعِلْ بِهٖ

فعلِ تعجب کی شرائط ؛

فعل تعجب بنانے کی دو شرائط ہیں ۔

۱ : مصدر ثلاثی مجرد ہو۔

۲ : رنگ اور عیب کے معنی پر دلالت نہ کرے مثلاً مَا اَحْسَنَ زَیْدًا

احسن بن یُد یہ حُسْنَ فعل سے بنے ہیں۔

اگر مصدر ثلاثی مزید یا رباعی ہو یا اس میں رنگ یا عیب کے معنی ہوں تو

اظہار تعجب کے دو طریقے ہیں۔

۱ : مَا اَشَدَّ کے بعد مصدر مضاف منصوب ذکر کردیا جائے جیسے

مَا اَشَدَّ حُمْرَةَ زَیدٍ (زید کی سرخی کتنی شدید ہے) اگر کمزوری پر

اظہار تعجب مقصود ہو تو مَا اَضْعَفَ اِسْتِدْلَالَهٗ (اس کا استدلال کتنا ضعیف ہے)

۲ : لفظ اَشْدِدْ کے بعد ایسا مضاف ذکر کردیا جائے جس پر "با" جارہ داخل ہو

جیسے اَشْدِدْ بِاِسْتِخْرَاجِ زَیدٍ (زید کا نکالنا کتنا شدید ہے)

نوٹ : جس پر تعجب کیا جائے اُسے متعجب منہ کہتے ہیں۔

"احکام متعجّب منہ"

۱ : متعجب منہ کیلئے معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہونا ضروری ہے جیسے مَا اَحْسَنَ زَیدًا

۲ : فعل تعجب اور متعجب منہ کے درمیان اجنبی کا فاصلہ جائز نہیں۔

۳ : متعجب منہ فعل تعجب سے مقدّم نہیں ہوسکتا۔

۴ : ما افعل کے بعد ہمیشہ متعجب منہ منصوب اور افعل کے بعد حرف جر

"ب" کیوجہ سے مجرور ہوگا۔

۵ : کسی قرینہ کی وجہ سے متعجب منہ کا حذف جائز ہے جیسے اَسْمِعْ بِھِمْ

وَاَبْصِرْ۔ اصل میں اَبْصِرْ بِھِمْ تھا۔

مَا اَحْسَنَ زَیْدًا اور اَحْسِنْ بِزَیْدٍ کی ترکیب

اب اگرچہ یہ دونوں جملے اظہارِ تعجب کیلئے ہیں مگر اصل کے اعتبار سے علمارِ نحاۃ کے تین اقوال ہیں۔

۱: سیبویہ کا قول

مَا موصوفہ بمعنی شَیْءٌ ہے اور شَیْءٌ پر تنوین برائے تعظیم ہے اب مَا بمعنی شَیْءٌ عَظِیْمٌ مبتدار اَحْسَنَ فعل ماضی ھُوَ ضمیر مستتر فاعل راجع بسوئے مَا۔ زَیْدًا مفعول بہٖ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مرفوع محلاً ہوکر خبر ہے۔ مبتدار اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ لفظاً و انشائیہ معناً (ترجمہ) عظیم شے نے زید کو حسین بنا دیا۔

۲: اخفش کا قول

مَا موصولہ۔ اَحْسَنَ زَیْدًا جملہ اس کا صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتدار اس کی خبر شَیْءٌ عَظِیْمٌ مقدر ہے مبتدا۔ و خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ لفظاً و انشائیہ معناً۔ (ترجمہ) جس چیز نے زید کو عظیم بنایا وہ حسین شے ہے۔

۳: فرار کا قول

مَا استفہامیہ بمعنی اَیُّ شَیْءٍ مبتدار اور مابعد خبر ہے (ترجمہ) کس چیز نے زید کو حسین بنادیا ہے۔ یہ مذاہب اصل کے لحاظ سے ہے ورنہ جب ان سے تعجب مقصود ہو تو اس کا معنی ہوگا زید کتنا حسین ہے۔

احسن بزید اس کے اصل میں دو اقوال ہیں

۱: **سیبویہ کا قول:** اَحسِنَ صیغۂ امر بمعنی فعل ماضی اَحسَنَ ہے "با" زائدہ اور زید فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ لفظاً اور انشائیہ معنًا۔ اس قول کے مطابق اَحسِن میں اَنتَ ضمیر مستتر نہیں کیونکہ زید اسمِ ظاہر فاعل بن رہا ہے۔

۲: **اخفش کا قول:** اَحسِن صیغۂ امر بمعنی فعل ماضی احسن کے ہے "با" تعدیہ کے لیے ہے اور زید مفعول ہے اور احسن میں فاعل اَنتَ ضمیر مستتر ہے (ترجمہ) تو زید حسن والا بنا۔ تعجب کی صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ زید کتنا حسین ہے۔ (ماخوذ: حاشیہ نحو میر للعلامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ)

سبق نمبر ۶۴
فعل مضارع

اس کے اعراب کے بارے میں گفتگو تفصیلاً گزر چکی ہے۔ اب دخولِ نواصب و جوازم (حالتِ نصبی و جزمی) کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نواصب کا بیان

فعل مضارع پر دو طرح کے حروف داخل ہوتے ہیں۔

۱: نواصب ۲: جوازم

حروفِ نواصب چار ہیں:

ان لن کی اذن ایں چار حرف معتبر
نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم اِقتضار

یہ حروف فعل مضارع پر دو طرح کا عمل کرتے ہیں۔

۱ : لفظی ۲ : معنوی

ان کا لفظی عمل : یہ فعل مضارع کے پانچ صیغوں کو نصب دیتے ہیں اور سات جگہ نون اعرابی گرا دیتے ہیں۔

اَنْ کا معنوی عمل : اَنْ - جب فعل مضارع پر یہ داخل ہوتا ہے تو اَنْ اور فعل مضارع کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے مثلاً اُرِیدُ اَنْ تَقُومَ یعنی اُرِیدُ قِیَامَکَ

فائدہ : حرف مضارع مصدر کے معنی میں نہیں ہوتا کیونکہ مضارع مصدر کے معنی میں ہو تو مصدر اسم ہے لازم آئیگا کہ اَنْ اسم پر داخل ہو جائے حالانکہ وہ تو فعل پر ہی داخل ہوتا ہے۔

نوٹ : علم کے بعد جو اَنْ آتا ہے وہ فعل مضارع کو نصب نہیں دیتا کیونکہ وہ اَنْ مصدریہ نہیں بلکہ اَنَّ کا مخفف ہے جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی

۲ : **لَنْ** : فعل مضارع کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے لن یخرج زید (زید ہرگز نہیں نکلے گا)

۳ : **کَیْ** : یہ ما قبل کے مابعد کے لیے سبب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ

۴ : **اِذَنْ** : یہ کسی کے جواب میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً کوئی کہے اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا (میں کل تیرے پاس آؤنگا)

جواباً کہا جائے گا اِذَنْ اُکْرِمَکَ (تب میں تیری عزت کرونگا)

کبھی اَنْ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے مگر لفظوں میں وہاں موجود نہیں ہوتا

ایسے اَن کو مقدرہ کہا جاتا ہے۔

اَن مقدرۃ کے مقامات

اَنْ درج ذیل چھ حروف کے بعد مقدر ہوتا ہے۔

۱ : حتّیٰ : سرت حتّیٰ ادخل البلد

۲ : لامِ کَیْ : وہ لام جو دلالت کرے کہ اس کا ما قبل مابعد کے لیے سبب ہے و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس (ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو بیان کریں)۔

۳ : لامِ جحد : وہ لام جو نفی تاکید کے لیے کان منفی کے ساتھ استعمال ہو۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ

(اللہ کافروں کو اس حال میں عذاب نہیں دیتا کہ اے حبیب تم ان میں موجود ہو)

۴ : او : ایسا او جو اِلّا یا الٰی کے معنیٰ میں ہو۔ لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِي حقّی (تیرے پیچھے رہوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق دے)

۵ : واوِ صرف : ایسا واؤ جو معطوف علیہ پہ آنے والی چیز کو معطوف پر آنے سے روکتی ہو۔

مثال : لاتاکل السمك و تشرب اللبن (مچھلی کھانے کے ساتھ دودھ نہ پیو) مثال مذکور میں تاکل معطوف علیہ ہے اس پر جو لا نافیہ داخل ہے وہ تشرب معطوف پہ داخل نہیں ہو سکتا ورنہ معنی یہ ہوگا کہ مچھلی نہ کھا اور دودھ نہ پی اور یہ خلاف مقصود ہے۔ اسی واؤ کو واو معیت بھی کہا جاتا ہے۔

۶ : فاء : ایسی فا جو درج ذیل اشیاء کے جواب میں واقع ہو۔

۱ : امر جیسے زُرْنِیْ فَاُکْرِمَكَ ۲ : نہی جیسے لَا تَطْغَوْا فِیْهِ فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ ۳ : نفی ما تاتینا فتحدثنا

۴ : استفہام - این بیتك فازورك

۵ : تمنی : لیت لی مالًا فانفق منه ۶ : عرض : الا تنزل بنا فتصیب خیرًا -

سبق نمبر ۶۵

جوازم کا بیان

جوازم پانچ ہیں ۔ ان و لم لما لام امر لائے نہی نیز

ایں پنج حرف جازم فعل اند ہر یک بے دغا

یہ بھی فعل مضارع پر دو طرح کا عمل کرتے ہیں۔ ۱ : لفظی ۲ : معنوی

لفظی عمل : پانچ صیغوں کو جزم دیتے ہیں آخر میں حرفِ علت ہو تو گرجاتا ہے اور سات جگہ نونِ اعرابی گراتے ہیں -

جوازم دو طرح کے ہیں - ۱ : ایک فعل کو جزم دینے والے ۔ ۲ : دو فعلوں کو جزم دینے والے -

۱ : جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں وہ پانچ ہیں - لم - لما ، لامِ امر لائے نہی ، ادوات طلب -

: لم - یہ مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے - الم نشرح لك صدرك

۲ : لما : یہ بھی لم کی طرح مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے مگر فرق

یہ ہے کہ لمّا دلالت کرتا ہے کہ فعل منتفی ہونے کے وقت سے لیکر بات کرنے کے وقت تک منتفی رہا ہے۔ نَدِمَ زیدٌ ولما ینفعه الندم (زید نادم ہوا اور اسے ندامت نے اب تک فائدہ نہیں دیا)

۳: لامِ امر: یہ لام مضارع میں طلب کے معنی پیدا کرتا ہے۔ لِیَضْرِبْ زیداً۔ یہ لام مکسور ہوتا ہے اگر اس لام سے پہلے واو یا فا آجائے تو یہ ساکن ہو جاتا ہے جیسے فَلْيَضْحَكُوا قليلاً وَ لْيَبْكُوا كثيراً (انہیں ہنسنا تھوڑا چاہیئے اور رونا زیادہ چاہیئے)

۴: لائے نہی: یہ زمانہ مستقبل میں فعل سے منع کرنے کے لیے آتا ہے جیسے لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ۔

۵: ادواتِ طلب: امر، نہی۔ استفہام کو ادوات طلب کہتے ہیں جب فعل مضارع ان میں سے کسی کے جواب میں آئے تو مجزوم ہوگا۔ قُلْ لِعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔ اصل میں یقولون تھا۔ جواب امر (قُلْ) میں آنے کی وجہ سے نون اعرابی گر چکا ہے۔

۶: جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں وہ بارہ ہیں اور ان کا نام کلم المجازات ہے

اِنْ۔ مَنْ۔ مَا۔ اِذْمَا۔ اَیْنَ۔ اَیُّ۔ مَهْمَا، اَیَّانَ مَتٰی۔ اَنّٰی۔ حَیْثُمَا، کَیْفَمَا۔

ان میں سے دو (اِنْ، اِذْمَا) حرف ہیں باقی اسماء ہیں۔ یہ دو فعلوں پر آتے ہیں اور دونوں کو جزم دیتے ہیں۔ ان میں سے پہلے فعل کو شرط اور دوسرے

کو جزا کا نام دیا جاتا ہے۔ اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ

اِن ہمیشہ مستقبل کے معنی کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پہ داخل ہو۔ اِن ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ یہاں ماضی پر جزم محلاً ہوگی کیونکہ ماضی مبنی ہوتی ہے

سبق نمبر ۶۶

افعالِ مبنیہ کا بیان

فعل مضارع کے علاوہ تمام افعال مبنی ہوتے ہیں۔

۱ : فعل ماضی (خواہ معروف ہو یا مجہول) ۲ : فعل امر حاضر معروف

۳ : جب فعل مضارع کے ساتھ نونِ تاکید اور نون جمع مؤنث متصل ہو۔

فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے مثلاً ضَرَبَ، اَکْرَمَ

ہاں کبھی عارضہ پیش آجائے تو کبھی مبنی بر ضم اور کبھی مبنی بر سکون ہوگا۔ تو فعل ماضی کی کل تین صورتیں ہیں۔

۱ : مبنی بر فتحہ ۲ : مبنی بر ضم ۳ : مبنی بر سکون

۱ : مبنی بر فتحہ : جب فعل ماضی کے ساتھ ضمیر مرفوع متصل بارز نہ ہو اور نہ ہی واو جمع تو یہ مبنی بر فتحہ ہوگا جیسے ضَرَبَ، ضَرَبَتْ

۲ : مبنی بر ضم : جب فعل ماضی کے ساتھ واو جمع متصل ہو تو مبنی بر ضم ہوگا جیسے ضَرَبُوْا

۳ : مبنی بر سکون : جب فعل ماضی کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک متصل بارز ہو تو مبنی بر سکون ہوگا جیسے ضَرَبْنَ۔ ضَرَبْتِ۔ ضَرَبْنَا

گویا چار صیغے مبنی بر فتحہ ضَرَبَ ضَرَبَا۔ ضَرَبَتْ۔ ضَرَبَتَا ایک صیغہ مبنی بر ضم

مزید ۱ اور نو صیغے مبنی بر سکون، صیغہ جمع مؤنث غائب سے لیکر صیغہ جمع متکلم تک۔

۲: فعل امر حاضر معروف ان حالتوں پر مبنی ہوگا۔ ۱: مبنی بر سکون
۲: مبنی بحذف حرف علت ۳: مبنی بر فتحہ ۴: مبنی بحذف نون اعرابی

۱: مبنی بر سکون: جب فعل امر صحیح الآخر ہو اور اس کے ساتھ کوئی ضمیر مرفوع متصل بارز نہ ہو اِذْهَبْ - اور نون جمع مؤنث کی صورت میں بھی مبنی بر سکون ہوگا اِضْرِبْنَ

۲: مبنی بر حذف حرف علت: جب فعل امر معتل الآخر ہوگا تو اس وقت حرف علت کے حذف پر مبنی ہوتا ہے جیسے اُدْعُ اصل میں اُدْعُو تھا

۳: مبنی بر حذف نون اعرابی۔ جب فعل امر کے ساتھ ضمیر مرفوع متصل بارز ہو تو نون اعرابی کے حذف پر مبنی ہوتا ہے۔
جیسے اِذْهَبَا، اِذْهَبُوْا، اِذْهَبِي

۴: مبنی بر فتحہ: جب فعل امر کے آخر میں نون تاکید (ثقیلہ وخفیفہ) ہو تو مبنی بر فتحہ ہوتا ہے۔ اِذْهَبَنَّ، اِذْهَبَنْ

فعل مضارع کی مبنی حالتیں

۱: مبنی بر فتحہ ۲: مبنی بر سکون

مبنی بر سکون: جب فعل مضارع کے آخر میں نون جمع مؤنث متصل ہو تو مبنی بر سکون ہوگا جیسے یَضْرِبْنَ، تَضْرِبْنَ

مبنی بر فتحہ: جب فعل مضارع اور نون تاکید کے درمیان فاصلہ آ جائے

(خواہ یہ فاصلہ لفظاً ہو یا تقدیراً) تو مضارع معرب ہوگا۔ اس وقت اس کا اعراب رفعی حالت میں اثبات نون اور نصبی وجری حالت میں حذف نون ہوگا فاصلہ لفظی۔ یَکْتُبَانِّ یہاں الف تثنیہ فاصلہ ہے یَکْتُبُنَّ یہاں واو جمع کا فاصلہ ہے مگر وہ تقدیراً ہے کیونکہ اصل میں یَکْتُبُوْنَنَّ تھا۔ تین نون جمع ہو گئے نون اعرابی کو حذف کر دیا اس کے بعد واو جمع کو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا اسی طرح تَکْتُبِنَّ میں ی کا فاصلہ تقدیراً ہے۔

سبق نمبر ۶۷

حرف کا بیان

حرف کی دو قسمیں ہیں۔

۱ : حروف مبانی ۲ : حروف معانی

۱ : **حروفِ مبانی :** وہ حروف جن سے کلمات مرکب ہوتے ہیں مگر کسی خاص معنی پر دلالت نہیں کرتے مثلاً ب۔ ت۔

ان کا دوسرا نام حروفِ تہجی بھی ہے۔

۲ : **حروفِ معانی :** ایسے حروف جن کو کسی نہ کسی خاص معنی پر دلالت کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے الیٰ۔ علیٰ۔ من

فائدہ : تمام حروف (خواہ معانی ہوں یا مبانی) مبنی الاصل ہیں۔

حروف معانی کی اقسام

حروفِ معانی کی دو قسمیں ہیں۔

۱ : عاملہ ۲ : غیر عاملہ

حروفِ عاملہ : وہ حروف جو کلمہ یا جملہ کو رفع نصب جر اور جزم دیتے ہوں۔

حروفِ غیر عاملہ : جو حروف کلمے یا جملے کو رفع نصب جر اور جزم نہیں دیتے۔

حروفِ عاملہ کی تقسیم

حروفِ عاملہ کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

۱ : حروفِ جارہ ۲ : حروفِ مشبہ بالفعل
۳ : حروفِ شرط ۴ : حروفِ نواصب
۵ : حروفِ جوازم ۶ : حروفِ ندا
۷ : حروفِ نفی

۱ : حروفِ جارہ

تعداد : ان کی تعداد سترہ ہے

ہ باو تاو کاف و لام و واؤ منذ مذ خلا
رب حاشا من عدا فی عن علی حتی الی

ان کا عمل : اسم پر داخل ہو کر اسے جر دیتے ہیں۔
الی المدینۃ من المسجد الحرام

ان کے معانی :

با : اتصال اور استعانت کے لیے اکثر آتا ہے مسحت رأسی

بیدے۔ کتبت بالقلم

واو۔ تا: قسم کے لیے آتے ہیں جیسے تاللہ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ اور والعصر ان الانسان لفی خسر

کاف: یہ تشبیہ کے لیے آتا ہے فی البحر کالاعلام

حتیٰ۔ الیٰ: یہ دونوں انتہا کے لیے آتے ہیں الی المسجد الاقصیٰ۔ حتیٰ مطلع الفجر

علیٰ: غلبہ اور بلندی کے معنی دیتا ہے علی الفلک تحملون

لام: یہ ملکیت کے لیے آتا ہے لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الحمدُ

فی: ظرفِ زمان اور مکان کے معنی دیتا ہے فی الکوز ماءٌ زید فی المسجد۔

عن: دوری اور تجاوز کے معنی دیتا ہے۔ رمیت السہم عن القوس

رُبَّ: یہ قلت اور کثرت دونوں کے لیے آتا ہے رب عالم یعمل بِعِلْمِہٖ (کم عالم ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں)

رب رجل کریم لقیتہ (میں بہت سے سخی لوگوں سے ملا ہوں)

دیگر حروف کا تذکرہ کتاب میں گزر چکا ہے۔

حروفِ نافیہ

ان کی تعداد سات ہے۔

لم۔ لما۔ ما۔ لا۔ لن۔ اِن۔ لات ان پر تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔

حروفِ شرط

ان کی تعداد نو ہے۔

ان ۔ اذ ما ۔ لو ۔ لولا ۔ لوما ۔ لما ۔ کلما ۔ اذا ۔ اما

یہ حروف دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں ان میں سے دو حرف اِنْ ۔ اذ ما جازمہ ہیں اور دوسرے کو غیر جازمہ کہتے ہیں۔

سبق نمبر ۶۸

حروفِ غیر عاملہ

وہ حروف جو کلمے پر لفظاً عمل نہیں کرتے یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ : حروفِ عاطفہ	۲ : حروف تنبیہ	۳ : حروفِ مصدریہ
۴ : حروفِ تفسیر	۵ : حروفِ تحضیض	۶ : حروفِ ایجاب
۷ : حروفِ زیادت	۸ : حروف ردع	۹ : حروفِ تاکید
۱۰ : حرف تقریب و توقع	۱۱ : حروفِ استفہام	۱۲ : حروفِ استقبال
۱۳ : حروف استثناء	۱۴ : تنوین	۱۵ : حروفِ شرط

۱ : حروفِ عاطفہ

ان کی تعداد دس ہے۔

واؤ ۔ فا ۔ ثم ۔ حتی ۔ اما ۔ او ۔ ام ۔ لا ۔
بل ۔ لکن

ان کا استعمال : یہ تمام حروف اپنے مابعد کو اعراب و حکم میں ماقبل کی طرف مائل کر دیتے ہیں۔ حرف عطف کے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں ۔ حصولِ حکم کے اعتبار سے ان کی تین اقسام ہیں

۱ : وہ حروف جن سے معطوف علیہ اور معطوف دونوں کے لیے حکم ثابت ہوتا ہے وہ چار ہیں۔ واؤ۔ فاء۔ ثم۔ حتی

ان کا آپس میں فرق یہ ہے کہ ثم ترتیب اور مہلت کثیرہ کے لیے آتا ہے۔ جاء نی زید ثم خالد حتی یہ بھی ترتیب کے لیے آتا ہے مگر مہلت ثم سے قدرے کم ہوتی ہے۔ قدم الحاج حتی المشاۃ۔ فا ترتیب کا فائدہ دیتی ہے۔ مگر درمیان میں وقفہ نہیں ہوتا۔ جاء نی خالد فرشید واؤ نہ ترتیب پر دلالت کرتی ہے اور نہ مہلت پر جاء نی خالد وابوبکر

۲ : وہ حروف جن سے دونوں میں سے کسی ایک غیر معین کے لیے حکم ثابت ہوتا ہے یہ بھی تین ہیں۔ او ۔ اما ۔ ام

"او" کلام خبری میں ہو تو شک کے لیے ہوتا ہے قالو لبثنا یوما او بعض یوم اور اگر کلام انشائی میں ہو تو تخییر کا فائدہ دیتا ہے تزوج هندا او اختها

"اما" یہ عاطفہ تب ہوگا جب اس سے پہلے ایک اور اما ہو ھذا العدد اما زوج اما فرد

"ام" اس کی دو قسمیں ہیں

۱ : متصلہ ۲ : منقطعہ

"ام متصلہ" : یہ ہمزہ استفہام کے بعد دو امور میں سے ایک کی تعیین کے لیے آتا ہے۔ أخالد فی الدار ام بکر؟
اسے "ام معادلہ" بھی کہتے ہیں۔

ام منقطعہ : اس سے پہلے ہمزہ نہیں ہوتا اور یہ اضراب (عدول) کے لیے آتا ہے۔ انھا لبقرۃ ام فرس؟

حروفِ تنبیہ

وہ حروف ہوتے ہیں متکلم جن کے ذریعے مخاطب کی غفلت دور کرنا چاہتا ہو۔
ان کی تعداد چار ہے۔ الا - اما - ھا یا - الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ ھا کا استعمال، اسم اشارہ پر داخل ہوتی ہے۔ ھذا - ھذہ
۲. ضمیر مرفوع پر داخل ہوتی ہے۔
ھا انتم اولاء ۳ : ندا میں ایہا کے بعد آتی ہے۔
یا ایہا الانسان۔
"یا" یہ اصل میں حرفِ ندا ہے مگر جب وہاں منادیٰ نہ ہو تو یہ تنبیہ کے لیے ہوتا ہے۔ یا لیت قومی یعلمون

۳ : حروفِ مصدریہ

وہ حروف جو اپنے مابعد سے مل کر مصدر کا معنی دیتے ہیں ان کی تعداد پانچ ہے۔ أنْ - أنّ - کی - ما - لو - اریدان تقوم۔
احب أنك تجتنب الرذيلة۔
أنّ جملہ اسمیہ کو مصدری معنی میں کر دیتا ہے۔

مَا کی مثال اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا،
لَوْ کی مثال یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَۃٍ

۴ : حروفِ تفسیر

وہ حروف جو وضاحت کے لیے آتے ہیں ان کے ماقبل کو مفسَّر اور مابعد کو مفسِّر کہا جاتا ہے۔ یہ دو ہیں۔ اَیْ۔ اَنْ۔ اَیْ مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کرتا ہے۔ قُطِعَ رِزْقُہٗ اَیْ مَاتَ
وَ اَتَیْتُ لَیْثًا اَیْ اَسَدًا اور "اَنْ" صرف جملہ کی تفسیر کرتا ہے۔ وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰاِبْرَاھِیْمُ

❀❀❀

حروفِ ایجاب

وہ حروف جو کسی بات کا جواب بنتے ہیں یہ چھ ہیں۔ نَعَمْ
بلٰی۔ اِیْ۔ جَیْرِ۔ اَجَلْ۔ اِنَّ۔

نَعَمْ : یہ کلامِ سابق کو تسلیم کرنے کا فائدہ دیتا ہے۔

اَجَاءَ زَیْدٌ۔ نَعَمْ اَیْ جَاءَ زَیْدٌ۔ اَلَمْ یَقُمْ زَیْدٌ نَعَمْ اَیْ لَمْ یَقُمْ زَیْدٌ

بلٰی : کلام سابق میں منفی (جس بات کی نفی کر دی گئی) کے اثبات کے لیے آتا ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی اَیْ اَنْتَ رَبُّنَا

اِی ، یہ قسم سے پہلے آتا ہے قل اِی و رَبّی اِنّہٗ لحقٌ
دیگر قلیل الاستعمال ہیں۔

۶ : حروفِ تحضیض

وہ حروف متکلم جن کے ذریعے مخاطب کو کسی کام پر ابھارتا یا ملامت کرتا ہے یہ پانچ ہیں۔

الّا ۔ اَلاّ ۔ ھلّا ۔ لولا ۔ لوما

اگر یہ فعل مضارع سے پہلے آئیں تو حروفِ تحضیض کہلائیں گے
الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم اور اگر یہ ماضی پر داخل ہوں تو یہ حروف تقدیم کہلاتے ہیں۔ ھلا صلیت

۷ : حرفِ رِدْع

وہ حرف جو متکلم کو کلام سے روکنے کے لیے وضع کیا گیا ہو اس کے لیے لفظ کلاّ استعمال ہوتا ہے مثلاً تجھے کوئی کہتا ہے اضرب زیداً جواباً تو کہے کلا ہرگز نہیں یعنی ایسی بات نہ کہنا اور کبھی حقاً کے معنی میں آتا ہے
کلا سوف تعلمون (تم یقیناً جان لوگے)

۸ : حروفِ زیادت

وہ حروف جن کے حذف کرنے سے کلام کے اصل معنی میں فرق نہیں آتا وہ حرف تحسین کلام وغیرہ کے لیے لائے جاتے ہیں یہ آٹھ ہیں۔

اِن - آنْ - ما - لا - من - کاف - باء - لام

نوٹ: ان کے زائدہ ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر کہیں کوئی حرف نا مذہوا تو وہ ان میں سے ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ ہمیشہ ہر جگہ زائدہ ہی ہوں گے۔

اِن زائدہ کی مثال: ما ان مدحت محمدًا بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمد

اَن کی مثال: فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجھہ فارتد بصیرا (جب خوشخبری دینے والے یوسف کا قمیص حضرت یعقوبؑ کے چہرے پر رکھا تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔

لا زائدہ کی مثال: لا اقسم بھذا البلد

۹: حروفِ استفہام

وہ حروف جن کے ذریعے کوئی بات پوچھی جائے اور وہ دو ہیں ہمزہ اور حل کبھی ہمزہ انکار کے لیے آتا ہے ألم نشرح لك صدرك اسے استفہام انکاری کہا جاتا ہے۔

۱۰: حرفِ تقریب و توقع

وہ حرف جو ماضی پہ داخل ہو کر اسے حال کے قریب کر دیتا ہے یہ ایک حرف ہے۔ قد۔ قد مضارع پر آئے تو تقلیل اور ماضی پر آئے تو تحقیق کا فائدہ دیتا ہے لیکن کبھی مضارع پر بھی تحقیق کے معنی کے لیے آتا ہے اس وقت یہ اسمائے افعال میں سے ہوگا۔ قد لی درھم ای یکفینی درھم

۱۱: حروفِ استقبال

ان سے مراد س ، اور سوف ہیں جو مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں۔

۱۲: حروفِ تاکید

ان سے مراد وہ حروف ہیں جو جملے کے معنی میں تاکید پیدا کرتے ہیں یہ دو ہیں۔ نون تاکید۔ لام ابتدائیہ۔ لام اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتا ہے لعبد مومن خیر من مشرک۔ تاللہ لاکیدن اصنامکم اور نون ایسے فعل پر آئے گا جس میں طلب ہو۔

۱۳: حرفِ استثناء

یہ حرف ایک الّا ہے۔ اکثر نحاۃ کے نزدیک یہ غیر عاملہ ہے مگر بعض کے نزدیک مستثنیٰ کو نصب الّا ہی دیتا ہے۔

۱۴: تنوین

وہ نون ساکن تاکید کے لیے نہ ہو اور کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہو کر پڑھا جائے تنوین پانچ طرح کی ہوتی ہے۔

۱ : تنوینِ تمکن : وہ تنوین جو اسم معرب پر آئے رجلٌ ۔ کتابٌ اسے تنوینِ صرف بھی کہتے ہیں ۔

۲ : تنوینِ تنکیر : وہ تنوین جو کسی اسم مبنی پر اس لیے لائی جائے تاکہ وہ اس کلمہ کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے ۔

صہٍ ۔ مہٍ اگر یہ کلمات بغیر تنوین کے ہوں تو یہ معرفہ ہوں گے ۔

۳ : تنوینِ عوض : وہ تنوین جو کسی کے عوض ہو مثلاً مضاف الیہ کے عوض کلٌ یموت اصل میں کل انسان یموت ہے

کبھی جملے کے عوض اور کبھی حرف کے عوض ہوتی ہے ۔ حینئذٍ اصل میں حین اِذ کان کذا تھا ۔

۴ : تنوینِ مقابلہ : وہ تنوین جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں جمع مؤنث سالم کے آخر میں آتی ہے مسلماتٍ

۵ : تنوینِ ترنم : وہ تنوین جو اشعار کے آخر میں آتی ہے یہ تنوین اسم فعل اور حرف سب پر آ سکتی ہے ۔

اقلی اللوم عادلٍ والعتابن

وقولی ان اصبت لقد اصابن

۱۵ : حروفِ شرط

وہ حروف جو شرط و جزا پر داخل ہوں یہ تین ہیں ۔ اِن ۔ لو اَمّا ۔ ان میں سے ان عاملہ ہے دیگر دو غیر عاملہ ہیں ۔ امّا معنی شرط کو متضمن ہوتے ہوئے دو معانی کے لیے آتا ہے ۔

۱ : اس کے ذریعے کلام سابق کے اجمال کی تفصیل کی جاتی ہے فمنھم

شقی و سعید فاما الذین شقوا ففی النار واما الذین سعدوا ففی الجنۃ

سبق نمبر ۶۹

عدد کی بحث

عدد کی تعریف[1]: وہ اسم ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی شئ کے افراد کی گنتی کی جائے۔ جس شئ کی گنتی کی جائے اسے معدود اور تمیز کہا جاتا ہے مثلاً ثمانیۃ ایام عشرون رجلاً ان میں ثمانیۃ، عشرون اعداد ہیں اور ایام، رجلاً معدود اور تمیز ہیں۔

اسمائے عدد چار طرح کے ہوتے ہیں۔

۱: مفرد ۲: مرکب ۳: عطف ۴: عقود

۱: مُفرد: اکائیاں عدد مفرد کہلاتی ہیں اور وہ یہ ہیں ایک سے لیکر دس تک اور مائۃ، الف۔

۲: مرکب: درمیانی حرف کو حذف کرکے دو اکائیوں کو ملا کر ایک عدد بنالیا گیا ہوتا ہے یہ گیارہ سے لیکر انیس تک ہے مثلاً اَحَدَ عَشَرَ

۳: عطف: درمیانی حرف حذف کئے بغیر دو اکائیوں کو ایک کردیا گیا ہے اکیس سے ننانوے تک مثلاً احد و عشرون

دوسری تعریف

[1] وہ اسم ہوتا ہے جس کے اوپر اور نیچے والے مرتبہ کو جمع کیا جائے تو وہ اسم اس مجموعہ کا نصف ہو مثلاً چار کے اوپر پانچ اور نیچے تین ہے پانچ اور تین کا مجموعہ آٹھ ہوتا ہے چار آٹھ کا نصف ہے

اس میں اکائی کو معطوف علیہ اور دہائی کو معطوف کہنے کی وجہ سے عدد کو عطف کا نام دیا جاتا ہے

۴ : **عقود :** دہائیاں عدد عقود کہلاتی ہیں مثلاً عشرون ثلاثون اربعون وغیرہ

معدود کے احکام

۱ : جب معدود اور تمیز ایک یا دو ہوں تو عدد کا ذکر ضروری نہیں ہوتا۔ صرف معدود کو واحد، تثنیہ لانا کافی ہوتا ہے جیسے رجل کر رجلان

۲ : تین سے لیکر دس تک تمیز جمع اور مجرور، اگر معدود مذکر ہو تو عدد مؤنث اور اگر معدود مؤنث ہو تو عدد مذکر ہوگا۔

مثلاً ثلاثۃ رجالٍ۔ ثلاث نساءٍ

۳ : گیارہ سے ننانوے تک تمیز واحد اور منصوب ہوگی جیسے عشرون درہماً

۴ : سو سے آگے مثلاً ہزار کا معدود واحد اور مجرور ہوگا جیسے مائۃ عاملٍ

اسمائے عدد کی تذکیر و تانیث

۱ : واحد اور اثنان (مفرد ہوں یا مرکب) کی تذکیر و تانیث ہمیشہ موافق قیاس ہے۔ اگر معدود مذکر ہو تو عدد بھی مذکر اور اگر معدود مؤنث ہو تو عدد بھی مؤنث جیسے رجل واحد، امرأۃ واحدۃ، احد عشر کوکباً۔

احدی عشرۃ امرأۃً

۲ : تین سے لیکر نو تک (خواہ مفرد ہوں یا مرکب) کی تذکیر و تانیث خلاف

قیاس آتی ہے اگر معدود مذکر ہے تو عدد مؤنث جیسے ثلاثۃ رجالٍ اور اگر معدود مؤنث ہے تو عدد مذکر ثلاثُ نساءٍ

۳ : دعا بُول اور مائۃ ، الف کے میں تذکیر و تانیث کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ مثلاً عشرون رجلاً ۔ عشرونَ اِمرأۃً

۴ : لفظ عشر اگر مفرد ہو تو اس کی تذکیر و تانیث خلاف قیاس ، عشرۃ رجالٍ عشر نساءٍ اور اگر مرکب ہو تو موافق قیاس ثلاثۃ عشر رجلاً ۔ ثلاث عشرۃ اِمرأۃً ۔

سبق نمبر ۷

تصغیر کا بیان :

تعریف :۔ اسم کے پہلے حرف کو ضمہ دوسرے کو فتحہ ، تیسری جگہ یاء ساکن لانا تصغیر کہلاتا ہے ۔ اس یاء ساکن کو یاء تصغیر کہا جاتا ہے

اوزان تصغیر :

تصغیر کے تین اوزان ہیں ۔ فُعَیْلٌ ، فُعَیْعِلٌ ، فُعَیْعِیْلٌ

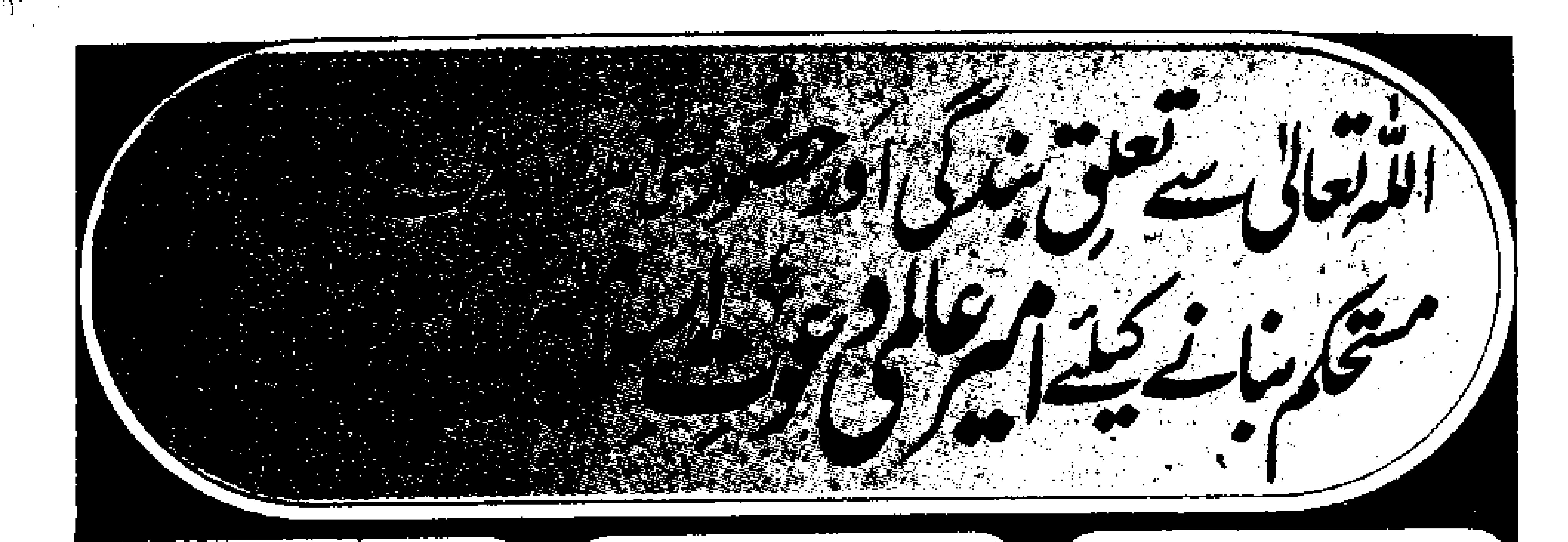
کلمہ سہ حرفی کی تصغیر فعیل کے وزن پر آجائے گی ۔ قلمٌ ۔ حبیْنٌ ، جبیلٌ

اگر کلمہ چار حرفی ہو تو تصغیر فُعَیْعِلٌ کے وزن پر آئے گی جعفر سے جعیفر

کلمہ پانچ حرفی کی تصغیر فعیعیل کے وزن پر آئے گی بشرطیکہ چوتھا حرف حرف علت ہو۔ عصفور سے عصیفیر ، مفتاح سے مفیتیح

اگر چوتھا حرف علت نہ ہو تو پانچویں کو گرا دیں گے اور تصغیر فعیعل کے وزن پر آئے گی ۔ سفرجل سے سفیرج ، فرزدق سے فریزد

ف : تصغیر صرف اسم سے بنائی جا سکتی ہے فعل اور حرف سے تصغیر نہیں آتی۔



۱۔ شاہکار ربوبیت
۲۔ ایمان والدین مصطفیٰ
۳۔ حضورؐ کا سفر حج
۴۔ امتیازات مصطفیٰ
۵۔ در رسولؐ کی حاضری
۶۔ ذخائر محمدیہ
۷۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۸۔ فضائل نعلین حضورؐ
۹۔ شرح سلام رضا
۱۰۔ حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
۱۱۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۲۔ نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟
۱۳۔ حضورؐ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۴۔ اسلام اور تحدید ازواج
۱۵۔ اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۶۔ مسلک صدیق اکبرؓ۔ عشق رسول
۱۷۔ شب قدر اور اس کی فضیلت
۱۸۔ صحابہ اور تصور رسولؐ
۱۹۔ مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۰۔ اسلام اور احترام والدین
۲۱۔ حضور رمضان المبارک کیسے گذارتے؟
۲۲۔ صحابہ کی وصیتیں
۲۳۔ رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
۲۴۔ کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟
۲۵۔ حضور کی رضاعی مائیں
۲۶۔ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
۲۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۲۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۲۹۔ منہاج النحو
۳۰۔ منہاج المنطق
۳۱۔ معارف الاحکام
۳۲۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
۳۳۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
۳۴۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
۳۵۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۳۶۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
۳۷۔ ترجمہ اشعت اللمعات۔ جلد ششم
۳۸۔ صحابہ اور محافل نعت
۳۹۔ صحابہ کے معمولات
۴۰۔ خواب کی شرعی حیثیت
۴۱۔ مزاح نبوی ﷺ
۴۲۔ تبسم نبوی ﷺ
۴۳۔ گریہ نبوی ﷺ
۴۴۔ مجلس نبوی ﷺ
۴۵۔ فضائل و برکات زمزم
۴۶۔ اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں
۴۷۔ جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
۴۸۔ کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
۴۹۔ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی
۵۰۔ مقصد اعتکاف
۵۱۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
۵۲۔ صحابہ اور بوسہ جسم نبوی
۵۳۔ رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک)
۵۴۔ محبت و اطاعت رسول ﷺ
۵۵۔ آ [illegible]